

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED.

اَعِدْ ذِكْرَ اِيْمَانٍ لِّكَ اِنَّ ذِكْرَهُ
هُوَ الْمَسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوُّعٌ

اِيْمَانُ

جس میں ایمان اور کفر کی تمام شرائط اور اسباب کا مفصل ذکر ہے اور
جس میں بعض آیات قرآنیہ پر کتب مشہورہ کی تفسیر کیا گیا ہے۔



مولوی فضل منشی فضل سید محمود علی صاحب ریفرنڈری کلج
کیپٹل

مطبعہ ہارسن بازار اسلام آباد

Checked
1987

CHECKED-7
CHECKED 1995

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى اٰلِهِ
وَعُوْدُكَ رَحِيْمٌ وَعَلَيْهِمْ جَمِيعُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَنْ تَابَعَهُمْ مِنْ الْاَهْلِ اِلَى الْاٰخِرَةِ
اگر کوئی شخص آگ کے انگارے کو جو اہر ریزہ جھکراتھ میں لیے یا نہر کو امرت جانکر کھا جائے
تو قدرت اسکی نادانی اور غلط فہمی کو معاف نہیں کرتی اور آگ سے ضرور تھ جلتا ہی اور ہر سے ضرور
جان پر بنتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بے ارادہ کسی صحت بخش دوا یا مفید دہیر کو استعمال میں لائے اگرچہ
اُسے معلوم نہ ہو کہ اس کو کیا فائدہ پہونچتا ہی تو قدرت کی جانب سے اسکی جہالت کے سبب تاخیر پیدا کر نہیں
نہیں ہوتا۔ اور وہ دہیر ضرور نیک نتیجہ پیدا کرتی ہی۔ غرض ہر چیز میں جو حاکمیت و ولایت کی گئی ہو مکافہ
ہونا محض استعمال پر منحصر ہے اور غلطی سے مفید کو مضر یا مضر کو مفید سمجھ لینے میں اس میں کچھ تفسیر نہیں
پس روحانی امور کے متعلق جن اعتقادات میں کوئی خوبی یا بُرائی ہو وہ بھی اپنے موقع پر اپنا اثر ظاہر
کریگی اور اس وجہ سے کہ کسی شخص نے عمداً اُن خیالات کو اختیار نہیں کیا بلکہ تعلیداً یا سادہ دلی سے
اُن پر کا بند ہے انکی سزا و جزا سے محروم یا بری نہ ہوگا۔ لیکن جیسے بعض بد بامن اور سیاہ دل اشخاص
کی ظاہری شکل صورت اور تراش خراش سے انسان کو انکی نسبت خوبی کا گمان ہو جاتا ہی اسی طرح کسی
مضمون کی بیرونی ساخت اور الفاظ کی خوبی اسکی اندر دلی غلطی پر پردہ ڈالکر بہا اوقات بڑی بڑے عقائد
کو فریغ بنا دیتی ہی چنانچہ اُنادہ رُوئی صلح کل اور صاف لی وغیرہ دکنش الفاظ میں اکثر یہ خیال ظاہر کیا جا
کہ فیض ربانی کسی ماحضرتے اور ملت سے مخصوص نہیں اور تمام مذہب انسان کو نجات اور قرب خداوندی
پہنچا سکتے ہیں اور کہا جاتا ہی کہ اعتقاد میں بس ست اگرچہ بین میں غشست کہ گوازادہ رُوئی اور صلح کل ہے
اصلی معنوں میں بیشک اخلاق کو بہترین اصول میں ہی ہے اور اسکو شرط انسانیت کہا جاسکتا ہے۔ لیکن
معاملات و روابط لانے کے لئے اور دینی احکام غیروں کو نرمی کے ساتھ سمجھانے کے لئے
صلح کل کی ضرورت ہے۔ اُسکے یہ معنی لینا کہ جس طرح ہکو غیروں سے صلح رکھنی اور انکو فائدہ
لا حکم ہی اسی طرح انکی غلط عقائد بھی اُن سے صلح رکھنی ہیں اور اپنا برا اثر انہیں ہونی دینے کا کل غلط ہے

مذہب باہم الی
اسی کو گمراہی کا
ناکھن سمجھتا ہی اور
پس ان تمام تناقض
کا یکساں اثر مرتب
یہ چیزیں بسبب مختلف
تناقض کے مختلف
ضرور برداشت کر
ضرور اسے بھی غصیا
مذہب اسلا
بوضاحت بیان فرما کر
ہدایت کے لوتیشک
بہر اہل اسلام میں ہی
تمام اسلامی اصول کو
اسلامیوں میں اور دیگر
بعض دیگر فرقوں کے
پر ایمان لائیکے تاکید کر
تمام مختلف عقائد کا
جو مدارجات ہے اسی طرح
خدا کو اپنی ذات اور تمام
میں یا کسی صفت میں
میں تفصیل ذکر کرتا ہے
کی آمیزش ہی اور اگر کسی

مذہب باہم ایسے مختلف اور متضاد واقع ہوئے ہیں کہ ایک جس اعتقاد کو مغز ہدایت قرار دیتا ہو دوسرا اسی کو گمراہی کا اصلی سبب جانتا ہو کوئی مذہب توحید کو اصل لا اصول قرار دیتا ہو اور قرآنیت کے سوا ہدایت نامک نہیں سمجھتا ہو اور تیسرا بہت سی چیزوں کو خدائی طاقت دیکر رب کے آگے سرسجود ہونے کے سوا چارہ نہیں دکھاتا پس ان تمام تناقض خیالات کا ایک ہی نتیجہ ایک پہنچانا اور ان تمام مختلف اعتقادوں پر عمل کرنے سے حال پانی کا یکساں اثر مرتب ہونا بعینہ زہر اور تریاق کا یکساں صحت بخش ہونا اور آگ اور پانی کا ایک تاثیر دینا ہو مگر جب یہ چیزیں بسبب مختلف ہونیکے مختلف اثر پیدا کرتی ہیں تو ضرور یہ کہ خیالات بھی بسبب اپنے باہمی اختلاف اور تناقض کے مختلف نتائج پیدا کریں اور جیسے آگ کو پانی اور زہر کو تریاق سمجھنے والا اپنی غلطی کا ناگزیر نتیجہ ضرور برداشت کرتا ہو ویسے ہی صلح کل کے دلچسپ ہو کے میں آنے والا اگر کسی غلط راستہ پر ہو گیا ہو تو ضرور اسے بھی خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

مذہب اسلام نے اگرچہ ہمارے لئے ایک خاص آئین مقرر کر دیا ہے اور ہدایت گمراہی کے اسباب بوضاحت بیان کرنا صلح کل کے تار عنکبوت کو توڑ دیا ہو اور اسلام کے تمام پیرو بھی ایک حد تک اس بارہ میں متفق ہیں مگر ہدایت کے لئے بیشک کوئی نہ کوئی خاص اصول ہیں مگر اس صلح کل کے لفظ میں جو جادو بھردیا گیا ہو اس کا کچھ نہ کچھ بہتر اہل اسلام میں بھی بعض بعض پر ہو گیا ہے چنانچہ وہ کہنے لگے ہیں کہ اسلامیوں کے سوا اور لوگ بھی جو تمام اسلامی اصول کو نہ مانتے ہوں صرف اقرار توحید سے نجات پاسکتے ہیں حالانکہ توحید کے سوا دیگر عقائد بھی اسلامیوں میں اور دیگر مذاہب میں مختلف اور تناقض ہیں مثلاً اسلام کے بموجب اقرار رسالت ضروری ہو اور بعض دیگر فرقوں کے نزدیک خدا کا رتبہ اس سے بالاتر ہو کہ وہ کسی بشر کو ہمکلامی کی عزت دی اور اسلام قیامت پر ایمان لائیکے تاکید کرتا ہو اور بعض دیگر عقلا حشر و نشر کو ایک ہم سے زیادہ وقعت نہیں دیتے پس باشتناق توحید ان تمام مختلف عقائد کا اثر جدا گانہ ہونا چاہیے۔ اور ان بزرگواروں کو نزدیک یکساں قرار پاتا ہو اور دوسرے اگر توحید جو مدارجات ہے اسی طرح کی کامل توحید راہ ہو جسکی اسلام تلقین کرتا ہو تو وہ دنیا کے کسی مذہب میں موجود نہیں کیونکہ اسلام خدا کو اپنی ذات اور تمام صفات میں یکتا بتاتا ہو اور اسکی تمام صفات کمال میں ہو کسی ایک کو نہ ماننا یا کسی اور کو ذات میں یا کسی صفت میں خدا کے برابر سمجھنا توحید کے خلاف قرار دیتا ہو اور پھر خدا کی تمام صفات کو اپنی الہامی کتاب میں تفصیل ذکر کرتا ہے اور دیگر مذاہب میں یا تو میرے شرک ہی یا تثلیث اور قدامت روح و مادہ وغیرہ کی شکل شرک کی آمیزش ہو اور اگر کسی مذہب میں یہ باتیں بھی نہیں آئیں تو سنی الہام سے ہی انکار ہو مگر اسلام کے پیروں کو بھیجنا

کلام ربانی کا ہر ایک لفظ انہما زلفنا خدا کی صفات کا پیش ہے پس اس سے انکار کرنا خدا کو ایک صفت میں قصص جہاں اور اس
 ایسے لوگ کامل طور پر اسلامی توحید کو مقرر نہیں ہیں پس اسلامی توحید کو مارتا قرادین سے موعود ہی لوگ ہوگی جو اسلام کو مانو
 ہیں اور صحت میں یہ اختلاف محض لفظی ہے تاہم اور نجات محض توحید کو ماننے سے ہو سکتی ہے یا محض ہر اسلام کو ماننے سے ہو سکتی ہے
 ان دونوں جملوں کا ایک ہی مطلب ظہیر ہے۔ اور اگر اکھیا خیال ہے کہ اسلام کی بنی ہوئی صفات ربانی کا ماننا بھی ضروری ہے
 مطلق اقرار توحید خواہ توحید کسی طرح کی ہو نجات کیلئے کافی ہے تو یہ اسلام کو مفہوم کی ایسی صحت ہے جو غالباً اس کو معلوم ہو چکا ہے
 ہے کیونکہ جس طرح دائرہ کا اہلی مستحق ہو کر جانا اس کو دست از کام ہٹا دینا ہی کے قریب ہے جانا ہی اور اسلئے اہل کفر و فساد کو غیر
 موجد ہر ذی محال اور فروعی اختلافات پر دیکھ جائیں گا۔ طور پر غلط اور نقصان رسا مانا جاتا ہے اس طرح دائرہ کا ہر ایک سیع ہونا کہ وہ اپنی
 حدود کا ہر ٹکڑا اس کا اس طرح کی طرح ہونا جائز ہے جو دنیا میں ہے۔ کہ یہ پہلی ہی سال سے نکلتا ہے اور اپنا بیہوشا اور یہ کہ اسلام
 دیگر مذاہب سے بالیقین اور سرانجام توحید کو بدلتے مکمل پہنچانا اور خدا کی تمام صفات کا ذکر کو بھٹا کرنا اور توحید کی پیچیدگی کو بھٹا کرنا
 اور بقول ان کے ان کے کلمات کی ضرورت نہیں جو صراطِ موج کی بلندی نازل ہوا جو اسے دریا کی پانی سے ممتاز کرتی تھی خود موج معلوم ہونا
 ہی صراطِ موج کی ضرورت نہیں خود اسلام کی ضرورت نہیں رہتی اور یہ مذہب سراسر باخبر و برکت ہے معاذ اللہ بالکل غیر مفید قرار دیا ہے
 نظریں حالات ان تمام مختلف مذاہب سے متصف اعتقادات میں صرف ایک ہے یا ایک سلسلہ عقائد بتا جاتا ہے اور اس کے متعلق غائب
 یا خیالات ہونگے وہ سب بوجہ مختلف ہو کر باعث ہلاکت ہونگے۔ اور مسلمانوں میں وجہ اسلام کو مارتا ماننے کے ایک طرف اصول مذہب بہت سی
 قیود و ایزاد کر کے اسلام پر چلنے والوں کو سخت مشکوئیں لایا جاتا ہے تو دوسری طرف ضرورتاً کو غیر ضروری قرار دینے سے احکام اسلام کی بے قری
 اور رد و عین سے بیکارگی پیدا ہو رہی ہے پس ضرور ہے کہ ان تمام اختلافات کا فیصلہ کر کے محض قرآن کریم کو حکم بنایا جائے اور کسی میں تلش
 کیا جائے کہ مارتا اور باعث ہلاکت یعنی ارکان ایمان اور اسباب کفر کیا ہیں چنانچہ اس عاجز نے مقدس دل سے بارگاہِ باقیوں میں عالمائے
 اہل کلام کو بغور دیکھنا شروع کیا اور بہت سبھی توحید کے بعد اسمعول کے متعلق جو کچھ معلوم ہوا حوالہ دے کر لکھا اور جو کچھ سمجھا وہ سنا
 اور سنا ہی یا سمجھ کر لے کر فرود گشت اور غلط فہمی ہوئی اس کا فیصلہ حق شناس ناظرین کے سامنے میں میری طرف سے صحیح طور پر جو دعویٰ ہو سکتا
 ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی دانست میں کئی باتیں رائے اور خیال سے نہیں لکھی بلکہ اپنی تمام اعتقادات کو کیوں ہو کر قرآن کریم کو دیکھا ہے
 اور جو کچھ کلام ربانی سے سمجھ میں آیا ہے تحریر کر دیا ہے اور ضمن میں جو اختلافی مسائل اور بعض معرکہ آرا بحثوں کا تذکرہ کیا ہے وہ اس سے
 مدد تک تعرض نہ ماقصود ہے جہاں تک ایمان کفر کا تعلق ہے اور ان مسائل کے متعلق ان سے زیادہ بڑی کرنا مملکت نہیں مابینہ اپنی بشری
 غلط و نسیان کا معترف ہوں اور انصاف پسند ناظرین سے التجا کرتا ہوں کہ وہ بغور قائل دیکھیں کہ میں اپنی مقصدیں کیا بنائے کیا ہوا ہوں
 رکھ دیا ہے دل صد پاک کو سینے سے نکال دیکھ لو کہ کس طرح یا رہی ہیں کہ نہیں۔
 خاکسار محمد علی پروفیسر سندھ کالج کپورتھلہ۔ تحریر ۲۲ مارچ ۱۳۱۷ھ

الْإِيمَانُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شکوہ و علیٰ سولہ الکریم و آلہ و صحابہ

انسان کا اپنی اغراض اور خواہشوں میں باہدگر اختلاف رکھنا اور اپنی صلاح کار کے لئے جداگانہ روش اختیار کرنا ایک فطری اور جبلی امر ہے اور خداوند کریم نے اسی فطرت انسانی کا ذکر کیا ہے جہاں فرمایا ہے :-

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا يَزَالُ ابْنُ أَخِي لَكَ مُخْلِفِينَ إِلَّا مِنْ رَحْمَةٍ رَبِّكَ ۖ وَلَوْلَا إِلَٰهٌ خَلَقَهُمْ لَفَسَدَتُمْ ۚ (پارہ نمبر ۱۲ - سورہ ہود - ع ۱۰)

اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی امت کا کر دیتا لیکن لوگ ہمیشہ (آپس میں) اختلاف کے ذریعے لڑتے رہیں گے۔ اور اسی کو تو انکو پیدا کیا ہے۔

اور پھر اپنی حکمت کاملہ سے یہ بھی ہر شخص کی فطرت میں ڈالا کہ امتد اختلافی میں اپنی خواہش اور غرض کو تقویت دینا اور اپنے مخالف کی تردید کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اس حکمت کو اپنی کلام میں یوں ظاہر کیا ہے :-

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۚ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۲۳)

اور اگر اللہ بعض لوگوں کے ذریعہ سے بعض کو نہ ہٹاتا تو زمین تو ملک کا انتظام درہم برہم ہو جائے۔ لیکن اللہ دنیا کے لوگوں پر (بڑا) مہربان ہے +

اور ایک اور جگہ ارشاد ہے :-

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۚ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۲۳)

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ ہٹاتا تو زمین تو صومے اور گرے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے کھانے والے بن جاتے +

یعنی اگر مخالف کی تردید کرنا ہر شخص کی فطرت میں نہ ہوتا بلکہ اختلاف کے وقت اعراض اور چشم پوشی سے کام لیا جاتا تو فریق ثانی ضرور اعتدال سے تجاوز کر جایا کرتا اور اس طرح حقانیت مخفی رہتی - اور بہت سے فساد ظہور پکڑتے - اور یہ اختلاف و مدارفہ قطری جیسا امور معاش میں نظر آتا ہو ویسا ہی امور معاد میں پایا جاتا ہے اور جس طرح مذاہب میں باہم گروہ وجود ہے مذاہب کی اندرونی فضاخوں میں بھی دیکھا جاتا ہے اور جس طرح امور دنیوی میں بعض اوقات ہر فریق دوسرے کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اپنے حق سے زیادہ حاصل کرتا یا کرتا چاہتا ہے اسی طرح کسی مذہبی مسئلہ میں بھی کبھی کوئی ایک یا دونوں فریق اپنی حد سے بڑھ جاتے ہیں اور دوسرے کو جس درجہ پر وہ واقع میں ہے اس سے نیچے گرانا چاہتے ہیں چنانچہ چند مدت سے مذاہب اسلام کے دو صاحب سواد اور ذی علم گروہوں میں حد اسلام و کفر کے بارے میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے - ایک فریق اسلام کو اس قدر وسیع مانتا ہے کہ اسکی تعریف میں قرار وحدانیت باری کے سوا اور کوئی قید نہیں لگاتا - حتیٰ کہ اگر کوئی موجد رسالت کا قائل نہ بھی ہو تو اسے مسلم یا مسلمان جانتا ہے - اگرچہ محمدی موسائی فرقوں میں شامل نہیں اور دوسرا فریق اس دائرہ کو اس قدر تنگ کرتا ہے کہ بعض جزوی اور فروعی اختلافوں سے بھی اپنے مخالف پر کفر کا فتوے دیدیتا ہے - اور اگرچہ یہ فریق بھی اپنے فتوے تکفیر کو کسی بڑے اصولی اختلاف پر محمول سمجھتا ہے - مگر جن مباحث کو کھینچ کر اصولی اختلاف تک لیجا یا جاتا ہے انکی تہ میں عموماً یہی فروعی اختلاف ہوتا ہے -

پہلا فریق چونکہ کثرت قیود سے نغور ہے اور اپنی جانب میں **الذین یسئلونک** کو جہاں تک اسکو اپنے امکان میں ہونا چاہتا ہے اس لئے کلام اللہ کی ان آیات سے جنہیں محض جناب باری پر ایمان لانیکا ذکر یا حکم ہے استشہاد کرتا ہے مثلاً

<p>بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہی پیرا خدائیک اسی عقیدے پر جسے یہی تو نہ تو اسنے لکھ لکھ کر خوف ہی اور نہ وہ آزرہ خاطر ہیں -</p>	<p>إِنَّ اللَّهَ يَنْفَعُ مَنْ يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ لَهُ قُدْرَةٌ عَظِيمَةٌ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (بقرہ نمبر ۲۶ - سورہ احقاف - ع ۲)</p>
---	---

اور ارشاد ہے :-

<p>(یہ پیغمبر انے) کہو کہ اہل کتاب ایسی تکیا کی طرح ہیں جیسے</p>	<p>قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا عَلَى الْإِسْلَامِ سَوَاءٌ بَيْنُنَا</p>
--	---

<p>وَمِنْكُمْ كَمَا لَا تُعْبَدُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَقْرَبُوا شَيْئًا وَلَا يَخْذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ (پارہ نمبر ۳ - سورۃ آل عمران ص ۷)</p>	<p>تمہارے درمیان میں کیاں دینی باقی ہو کہ مذکورہ کلمہ کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اسکا شریک ٹھہرائیں اور اللہ کو ہم میں کوئی کلمہ (اپنا، مالک سمجھیں اگر ایسی باتیں ہوتی ہوں، مہذبین تو مسلمانوں نے کہہ کر تم اسکا کوہاؤ کہ ہم تو ایک ہی خدا کی پستی ہیں</p>
<p>یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنْتُ وَلَا تَقُولُوا لِلَّذِي أَتَى الْكُفْرَ السَّلَامَ لَسْتُ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعَدَلُ اللَّهُ مَعَكُمْ فَبَشِّرُوا بِسُوءِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ</p>	<p>لیکن اگر صرف آسانی کو ہی مد نظر رکھنا مقصود ہو اور کفر و ایمان جیسے مہتمم بالشان مسلمان جسے حصر دریت کرنے کیلئے دیگر آیات قرآنیہ سے استنباد لینے کے بغیر کسی ایک آیت سے تمسک کرنا کافی ہو تو یہ آیت اس غرض کے لئے ہے اولیٰ ہوگی جہاں خدا فرماتا ہے۔</p>
<p>یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنْتُ وَلَا تَقُولُوا لِلَّذِي أَتَى الْكُفْرَ السَّلَامَ لَسْتُ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعَدَلُ اللَّهُ مَعَكُمْ فَبَشِّرُوا بِسُوءِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ</p>	<p>مسلمانو! جب تم اللہ کی راہ میں باہر نکلو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو شخص تم سے سلام علیک کے لئے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں تم زندگی اور دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو۔ سو خدا کے ہاں بہت سی غنیمتیں ہیں +</p>
<p>اس لئے کہ نجات ابدی حاصل کرنے اور یمن بننے کے لئے اس سے زیادہ آسانی نہیں ہو سکتی کہ صرف السلام علیکم کہہ کر ہی عادت ہو اور جس طرح مذکورہ بالا آیتوں میں صرف خدا پر ایمان لانا بتایا گیا ہے یہاں صرف سلام کرنا وجہ اسلام قرار دیا گیا ہے حالانکہ کسی سلام کرنا یا کو جو خدا پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ حضرات مسلمان نہیں کہتے۔ پس جب اس آیت میں تدریک کرنے اور دیگر آیات قرآنی کو ساتھ ملانے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ سلام شرط ایمان نہیں بلکہ علامت اسلام ہے تو ایمان باندہ کے ساتھ کسی اور بات کو جو پر ایمان لانا خدا نے ضروری بتایا ہو تلاش کرنے کو واسطہ دیگر آیات کلام اللہ میں غور کرنا کیونکر غیر ضروری ہوگا۔ اور فریق ثنائی جو کہ بہت سے امور کو جو ایمان قرار دیتا ہے اسلئے انہیں سے ہر ایک کی دلیل کو سر دست بیان کرنا اور سپرائے قائم کرنا مشکل ہو جو قدر بالا جمال انکی جانب سے ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس بات کو وہ اپنے نزدیک خلاف حکم خدا و رسول جانتے ہیں اُسکے ماننے والے کو خدا و رسول کا مخالف یا بالفاظ دیگر الوہیت و رسالت کا منکر سمجھتے ہیں اور اسلئے کافر کہتے ہیں پس اس فریق کے ساتھ احکام خدا و رسول کی نسبت فیصلہ کرنے اور انکو نہ ماننے پر کفر لازم آئے کہ تو تلاش کرنے کے واسطے بھی کلام الہی کی اس مضمون کی آیات میں تدریک نہ ضروری ہے تا معلوم ہو کہ ہر فریق کا دعویٰ کہاں تک مستحکم اور کس کی</p>	<p>اس لئے کہ نجات ابدی حاصل کرنے اور یمن بننے کے لئے اس سے زیادہ آسانی نہیں ہو سکتی کہ صرف السلام علیکم کہہ کر ہی عادت ہو اور جس طرح مذکورہ بالا آیتوں میں صرف خدا پر ایمان لانا بتایا گیا ہے یہاں صرف سلام کرنا وجہ اسلام قرار دیا گیا ہے حالانکہ کسی سلام کرنا یا کو جو خدا پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ حضرات مسلمان نہیں کہتے۔ پس جب اس آیت میں تدریک کرنے اور دیگر آیات قرآنی کو ساتھ ملانے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ سلام شرط ایمان نہیں بلکہ علامت اسلام ہے تو ایمان باندہ کے ساتھ کسی اور بات کو جو پر ایمان لانا خدا نے ضروری بتایا ہو تلاش کرنے کو واسطہ دیگر آیات کلام اللہ میں غور کرنا کیونکر غیر ضروری ہوگا۔ اور فریق ثنائی جو کہ بہت سے امور کو جو ایمان قرار دیتا ہے اسلئے انہیں سے ہر ایک کی دلیل کو سر دست بیان کرنا اور سپرائے قائم کرنا مشکل ہو جو قدر بالا جمال انکی جانب سے ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس بات کو وہ اپنے نزدیک خلاف حکم خدا و رسول جانتے ہیں اُسکے ماننے والے کو خدا و رسول کا مخالف یا بالفاظ دیگر الوہیت و رسالت کا منکر سمجھتے ہیں اور اسلئے کافر کہتے ہیں پس اس فریق کے ساتھ احکام خدا و رسول کی نسبت فیصلہ کرنے اور انکو نہ ماننے پر کفر لازم آئے کہ تو تلاش کرنے کے واسطے بھی کلام الہی کی اس مضمون کی آیات میں تدریک نہ ضروری ہے تا معلوم ہو کہ ہر فریق کا دعویٰ کہاں تک مستحکم اور کس کی</p>

میں غلطی سے تجاوز عن الحد کیا گیا ہے اگرچہ یہ ہمیں اقرار ہے کہ نیت دونوں کی خیر ہے اور دونوں کا غور
محض طلب رضائے حق کے لئے ہے اور چونکہ کلام الہی صبح کے نزدیک سب اعلیٰ اور ارفع دلیل و
برہان ہے اس لئے اسکا فیصلہ جملہ اہل اسلام کے لئے ناظرین اور قطعی ہوگا اور اسکے ہوتے کسی اور فیصلہ کی
ضرورت نہ رہیگی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے :-

وَالْمَعَارِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْأَكْرَضِ ذَاتِ الصَّعَةِ إِنَّهُ لَقَوْلُ فَضْلٍ وَآلُ هَبَالٍ هَسَلٍ ۝	پانی دریاں والے آسمان کی قسم اور پھٹنے والی زمین کی قسم کہ بیشک قرآن ایک بات قطعی ہے اور وہ کچھ سبزی (سی بے بنیاد بات) نہیں ہے
--	--

(پارہ نمبر ۳۰ - سورہ طارق - ع ۱)

پس پہلے اُن آیات قرآنی کو جنہیں ایمان کی نسبت مذکور یا حکم ہو یہ تفصیل سمجھا جاتا ہے اسکو
بعد سمجھا جائیگا کہ خداوند کریم کے نزدیک ایمان کی کیا تعریف ہے۔
لیکن تعریف ایمان کو قرآن میں تلاش کرنے سے پہلے اس امر کا دریافت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ ایمان صرف کسی بات پر یقین کر لینے کا نام ہے یا اس میں اعمال ظاہری بھی شامل ہیں۔ کیونکہ اس میں
اہل سنت اور خوارج و معتزلہ کا اختلاف ہے۔ معتزلہ امور ضروری التصدیق کے علاوہ اعمال کی پابندی کو
اس طرح ایمان میں داخل مانتے ہیں کہ انکو بجا نہ لانیے اگر آدمی کا فرہنہ ہو تو تو مسلمان بھی نہیں رہتا۔ اور
خوارج گناہ کو مطلقاً کافر کہتے ہیں اور اہل سنت فاسق کو بھی مؤمن کہتے ہیں۔ اگرچہ کامل الایمان نہیں
انکا بھی باہمی کچھ اختلاف ہے اور اس سالہ کو موضوع یعنی محض توحید ایمان کفر کو ظاہر رکھ کر کمال و نقصان ایمان کی
بحث ضروری نہیں کیونکہ جو لوگ ایمان کو قابل کمال و نقصان جانتے ہیں وہ بھی فاسق کو دائرہ اسلام سے باہر
نہیں سمجھتے گو اُسے مؤمن کامل نہ کہتے ہوں۔ لہذا توحید ایمان میں انکا باہمی کوئی اختلاف نہیں ہے +
پس قرآن شریف میں غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان محض تصدیق قلب کا نام ہے اور اعمال
جو ارجح اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ :-

اول - ایمان لغت میں تصدیق اور سچ ماننے کو کہتے ہیں۔ خدا برا درانِ یوسف علیہ السلام کی
زبان سے فرماتا ہے :-

وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ۝	اور گو ہم سچ ہی کیوں نہ کہتے ہوں آپ کو تو ہمارا بات کا یقین آنے کا نہیں -
--	--

(پارہ نمبر ۱۱ - سورہ یوسف - ع ۲)

اعمال ایمان میں داخل نہیں

دویم۔ خداوند کریم خود اسے فعل قلب قرار دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَن اُكْرِهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَن شَرَحَ بِالْكَفْرِ صَدَّ رَّا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۲۷ سُوْرَةُ عَلٰی ۱۲۷	جو شخص کفر پر مجبور کیا جا کر اس کا دل ایمان کی طرقت سے مطمئن ہو اُس سے کچھ موافقہ نہیں لیکن جو شخص ایمان کو پیچھے خدا کے رشتہ کفر کرے اور کفر بھی کرے تو جی کھو کر تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان پر بڑا سخت عذاب ہے +
--	--

یہاں قلب کو ظرف ایمان قرار دیکر ایسے شخص کو کفار میں سے نکال لیا ہے جو جبر کے سبب اعمال ظاہری کی پابندی کو چھوڑ دی اور دل سے مسلمان ہو اور فرمایا ہے کہ مورد غضب خداوندی وہی شخص ہے جس کے دل نے خوشی سے کفر کو قبول کر لیا ہو اور ارشاد ہے :-

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اِمَّا قُلُوبُنَا لَمْ تُوْحِّمْوْا وَلٰكِنْ قَوْلًا اَسْلَمْنَا وَكَلَّمَا يَدْخُلُ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ حجرات - ع ۲)	عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے بغیر ان کو کہ تم ایمان نہیں لائے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور ایمان کا تو ہنڈ تھاری دلوں میں گزرتی ہے نہیں ہوا۔
--	---

یہاں خداوند کریم ان لوگوں کو جو ظاہری اعمال بجالاتے تھے اور اس وجہ سے ایمان کا دعویٰ کرتے تھے فرماتا ہے کہ تم اپنے ظاہری اتباع کا دعویٰ تو کر سکتے ہو لیکن اپنی تئیں مومن نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ تمہاری دلوں میں تصدیق نہیں ہے۔ پس یہاں خدا نے تصدیق قلب کو اصل ایمان قرار دیا ہے اور فرمایا ہے :-

لَا يَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاُوْكَفَاوْا اَبَا نَهْمٍ اَوْ اَبْنَاهُمْ اَوْ اُخُوْلَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُوْلٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ ۝۲۸	ایسے پیغمبر جو لوگ اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہیں انکو تو تم نہ دیکھو گے کہ خدا اور اس کے رسول کے مخالفوں کے ساتھ دوستی رکھیں گے گو وہ انکی باپ یا انکی بیٹے یا انکی بھائی یا انکی کنبہ ہی کے کیوں نہ ہوں یہی وہ پختہ مسلمان ہیں جنکو دلوں کے اندر خدا نے ایمان کا نقش کر دیا ہے۔
--	--

یہاں دشمنان خدا و رسول سے دوستی نہ رکھنے کا حکم دیا ہے جو منجملہ اعمال ظاہری کے ہی اور اس کو ان کے ایمان قلبی کی خاص علامت ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ ایسے ہی لوگ ہیں جنکو دل میں ایمان ہے۔ پس ایمان کو دل سے مخصوص کرنے کو علاوہ ایک نیک کو ایمان کا نشان قرار دیا ہے جو اگر اعمال داخل ایمان ہوتے تو اس کا جز ہوتا نہ کہ نشان ایمان کے علاوہ اور بھی چیز جو ایمان کو قلب کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جس سے ثابت

ہوا کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے۔

سویم۔ اگرچہ اعمال نیک کی جزا اور ثواب کے لئے ایمان کو شرط ٹھیرایا ہے اور ظاہر ہے کہ شرط مشروط سے خارج ہوتی ہے اور اس طرح معلوم ہوا کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں چنانچہ فرمایا ہے:-

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذِكْرِ آدَانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا (پارہ نمبر ۵- سورہ انعام- ع)

اور جو شخص کوئی نیک کام کرے اور ایمان ہو اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو گا تو ان مغفوت کے لوگ جنت میں (دخا) داخل ہوں گے اور تل برابر بھی انکی حق تلفی نہ ہوگی +

مَنْ كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ مَنْ ذَكَرَ آدَانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پارہ نمبر ۱۳- سورہ نحل- ع)

جو شخص نیک عمل کرے گا۔ مرد ہو یا عورت۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم (دنیا میں بھی) انکی زندگی بھی طبع بسر کرانگے اور انکو (آخرت میں بھی) انکو (دن) بہترین اعمال کا صلہ ضرور عطا فرمادینگے +

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (پارہ نمبر ۱۵- سورہ بنی اسرائیل- ع)

اور جو شخص مالک آخرت ہو اور اسکے لئے جی جی کوشش کرنی چاہئے ویسی کوشش بھی کرے اور وہ شخص ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہیں جنکی محنت قبول ہوگی +

وَمَنْ يَأْتِهِمْ مُؤْمِنًا قَدْ قِيلَ الصَّالِحِينَ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ (پارہ نمبر ۱۷- سورہ طہ- ع ۳)

اور جو ایمان خدا کے حضور میں حاضر ہو گا اور اسے نیک عمل بھی کئی ہو گئے تو یہی لوگ ہیں جنکو بڑی درجہ ہو گئے +

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا (پارہ نمبر ۱۷- سورہ طہ- ع)

اور جو (دنیا میں) نیک عمل کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو گا اسکو کسی طرح کی (ظلمت) کا خوف نہ (کسی طرح کی) ختمی کا +

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ لِسَعْيِهِمْ وَإِنَّا لَهُمْ لَكَاثِبُونَ (پارہ نمبر ۱- سورہ انبیاء- ع)

تو جو شخص نیک کام کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اس کی کوشش کا رت ہونیوالی نہیں۔ اور ہم اسکے اعمال نیک سب لکھ جاتے ہیں +

ان سب آیتوں میں خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ نیک اعمال کی جزا اسی صورت میں ہوگی جبکہ عامل با ایمان ہو جس سے ثابت ہوا کہ مومن ہونا اور چیز ہے اور اعمال خیر کو بجالانا اور چیز۔

چہاں ہم۔ خداوند کریم کہہ گا روں کے لئے مغفرت کا وعدہ فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:-

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (سورہ بقرہ- ع ۲۲)

اللہ تو اس جرم، کو معاف کرے گا نہیں اگر کسی شریک مانا جائے

<p>۱۱ اس کو سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کر دی جو بہت بڑی گناہ شریک گردانا تو اسے (غضب) بہتان بڑا (جو بہت ہی) بڑا گناہ (ہی)</p>	<p>ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشِرْكَ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا (۷) (بارہ نمبر سورہ نساء - ۷)</p>
<p>اسد یہ گناہ، تو معاف نہیں کرتا کہ ہنسی مذاق کی، شریک گردانا اور اس کو کم جسکو چاہے معاف کیے اور جس نے اس کے ساتھ شریک گردانا وہ کلمہ رست سی بڑی، دور بھٹک گیا۔</p>	<p>إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشِرْكَ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ ضَلَالًا عَظِيمًا (۱۸) (بارہ نمبر - سورہ نساء - ۱۸)</p>
<p>دلے پیغیران لوگوں سے، کہہ کر ای ہمارے بندو جنہوں نے گناہ کر کے، اپنی اوپر زیادتیاں کی ہیں اس کی رحمت سے نا امید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہی (اور) وہ بیشک (بڑا، بخشنے والا) ہر ایمان ہے۔</p>	<p>قُلْ يُغَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ بِمَعَادٍ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (۶) (بارہ نمبر ۲۴ - سورہ زمر - ۶)</p>
<p>ان کے سوا اور بہت سی آیتوں میں مغفرت ذنوب کی نوید ہے اور اس کے برخلاف کفر کے واسطے عذاب خلد کا وعید ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:-</p>	
<p>جو لوگ (جیسے جی میں حق سی) انکار کرتے ہیں اور انکار ہی کی حالت میں رہ گئے ہیں جنہیں خدا کی رحمت ہو اور شرفوں کی اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ ہمیشہ، اسی دھڑکا رہی رہیگی۔ نہ تو ان پر ہو عذاب ہی ہلکا کیا جائیگا اور ان کو بہت بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں، خدا کے رستہ سے روکا۔ پھر کفر ہی کی حالت میں گئے۔ خدا انکو ہرگز نہیں بخشنے گا۔</p>	<p>إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارًا أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَاللَّائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خُلِدَتْ فِيهَا لَا يَخَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (۱۹) (بارہ نمبر - سورہ بقرہ - ۱۹)</p>
<p>نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ۲۶</p>	<p>إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدَّقُوا بِحَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (۲۶) (بارہ نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ۲۶)</p>
<p>پس اگر اعمال و فعل ایمان ہوتے اور انکا نہ بجا لانا داخل کفر۔ تو انکی نسبت بھی بصورت عدم تمیل کفر کی طرح عدم مغفرت اور دوام عذاب کا وعید ہوتا نہ مغفرت اور رحمت کی نوید۔ پہنچم۔ خداوند کریم نے دو صاحب تصدیق قتل کرنے والے گردہوں کو مومن کہہ کر نیا دفرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے:-</p>	
<p>وَأَنْ تَطْلُبُوا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَتَلُوا مَا صَلَّوْا</p>	<p>وَأَنْ تَطْلُبُوا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَتَلُوا مَا صَلَّوْا</p>

<p>پھر اگر ان میں سے ایک فرقہ دوسری پر زیادتی کرے تو جو باقی کرتا ہو تم بھی اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم خدا کی طرف رجوع لائے۔ پھر جب رجوع لے آئے تو فریقین میں برابری کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کو ملحوظ رکھو بیشک اسد انصاف کرنا لوگوں کو دوست رکھتا ہے مسلمان تو دیکھیں، بھائی ہیں یا بیجا بیٹھیں کرادیا کرادو غضب خدا سے دور رہتا کہ (خدا کی طرف) قریب کر لیا جائے</p>	<p>بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَعَثَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ فَقَاتِلَا الَّتِي تَبْعِي حَتَّى تَقْبَلِي إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ قَاتَلْتُمَا صِلَا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ هَٰذَا آيَةُ الْمُؤْمِنِينَ إِخْوَةً فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ هَٰ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ حجرات - ۱۷)</p>
<p>اور حکم دیا ہے کہ ان کے درمیان صلح کرادو۔ پس اگر اعمال جزو ایمان ہوتے تو اس باہمی قاتل سے جو ممنوع ہے کم سے کم ایک گروہ اور اگر دونوں تجاوز عن الحد کے مرتکب ہوں اور</p>	<p>جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا (پارہ نمبر ۲۷ - سورہ شوریٰ - ۱۷)</p>
<p>پر کاربند نہ رہی ہوں تو دونوں کا فرموتے اور اس لئے انکو مومن نہ کہا جاتا۔ اور نہ ان میں صلح کرادینے کی یہ لم بیان کی جاتی کہ مسلمان باہم بھائی ہیں۔ آیات مذکورہ کے سوا قرآن شریف کی اور بھی بہت سی آیات سے استدلال ہو سکتا ہے کہ اعمال جزو ایمان نہیں ہیں۔ مثلاً خدا فرماتا ہے۔</p>	<p>وَأَمَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا فَآلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ شوریٰ - ۱۷)</p>
<p>اور دایہ غیر جو لوگ ہماری قوم پر ایمان لاتے ہیں جب تمہارا پاس آیا کریں تو تم کہو کہ خدا کی طرف سے تمکو سلامتی ہو اور تمہارا پورا نے دہندوں پر ہر بانی کرنا اپنے اور لازم کر لیا ہو کہ جو کوئی اس نادان کوئی گناہ کرے یا بھڑکے تو براہ راست اس کی اصلاح کر لے تو خدا اسے بخشتیگا کیونکہ وہ برا بھلا والا مہربان ہے۔</p>	<p>وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ بَحَلَ سَوْءًا بِخِيَامِهِ ثُمَّ تَابَ مِنَ الْعَدَةِ وَاصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (پارہ نمبر ۲۹ - سورہ النعام - ۱۷)</p>
<p>یہاں پر خداوند کریم نے جن لوگوں کو گناہ نگاری سے توبہ کرنے پر مغفرت کا وعدہ دیا ہو انکو پہلے ایمان والے اور مستحق سلام خداوندی اور مستوجب رحمت باری تسلیم کیا ہے اور فرمایا ہو کہ تم جو یہ منزلت رکھتے ہو۔ اگر کوئی گناہ کر دے تو ہم تمہاری توبہ قبول کر سکتے ہیں۔ پس اگر گناہ سے وہ لوگ کفر ہو جاتے تو مومن بکراں کو اس طرح کے لطف کمیز اور سراپا عنایت خطاب سے مشرف نہ کیا جاتا۔ فریق ثانی کی طرف سے بھی چند آیتیں اعمال جزو ایمان ہو کر باہمی میں پیش کی جاتی ہیں کہ جیسے ہیں۔</p>	<p>وَأَمَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا فَآلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (پارہ نمبر ۳۰ - سورہ النعام - ۱۷)</p>

اول - خدا نے فاسق کو مومن کا مقابل ٹھیرایا ہے اور فرمایا ہے :-

أَفَلَمْ يَكُنْ مَوْعِدًا لِّكُلِّكُمْ كَانَ فَا سِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿۲﴾
 (پارہ نمبر ۲ - سورہ سجدہ - ع ۲)
 (دو دنوں فریق پر گنہ برابر ہو جائیگا جو نافرمانی کرتا ہو
 وکریا یا ن لا ینوالا اس شخص) کی بلبر ہو جائیگا جو نافرمانی کرتا ہو
 (دو دنوں فریق پر گنہ برابر نہیں ہو سکتے)

جیسے ایک اور جگہ کافر کو مومن کے مقابل ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ كَفَرْتُمْ كَافِرًا وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنُونَ ﴿۱۰﴾
 (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ تغابن ع ۱۰)
 (لوگو! وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا اس پر بھی تم میں بعض کافر
 ہیں اور بعض مومن)

اور فاسق گنہ گار کو کہتے ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ گنہ گار مومن نہیں ہوتا اگرچہ اُسے کافر بھی نہیں کہہ سکتے
 کیونکہ اس کے لئے کوئی دلیل ان کے نزدیک بھی نہیں ہے۔

اسکے جواب میں اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ فاسق صرف گنہ گار کو نہیں کہتے بلکہ یہ لفظ قرآن میں
 غیر مصدق یعنی کافر اور گنہ گار دونوں کے لئے بکثرت متعل ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۹﴾
 (بیشک منافق وہی تو برے) نافرمان ہیں۔

وَلَا تَصِلْ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ
 عَلَىٰ قَبْرِهِمْ ذَٰلِكُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا تَلَا
 وَهُمْ فَا سِقُونَ ﴿۱۰﴾ (پارہ نمبر ۱ - سورہ توبہ - ع ۱۱)
 اور راوی پیغمبر جو ان میں سے مر جائے تم ان پر کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑھنا
 اور نہ انکی قبر پر ٹھہراؤ کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو
 ساتھ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نافرمانی کی جاتی تھی۔

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ
 سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَٰلِكُمْ بِأَنَّهُمْ
 كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۱۰﴾
 (پارہ نمبر ۱ - سورہ توبہ - ع ۱۰ -)
 (اے پیغمبر! چاہو تم انکی لئے سب سے بخشش مانگو چاہیے نہ مانگو۔ اگر تم
 انکی لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگو تو اللہ انہیں کبھی نہ بخشے گا اور
 کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اسکی رسول کیسے کفر کیا اور
 اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔)

وَلَا تَتَّبِعُوا كَالَّذِينَ كَسَبُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنَّهُمْ
 أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۲۸﴾ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حشر ع ۲۸)
 اور ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے خدا کو بھلا دیا پس اللہ انکی
 ایسی تاریکی دے دی کہ انکو بھی بھول گئے اور انکی نافرمانی ہو

اور ایسی محاورہ کے مطابق آیت مذکورہ میں مومن کے مقابل کافر یا فاسق کا لفظ بلا گیا ہے۔ پس
 فاسق بمعنی گنہ گار اس میں داخل نہیں۔

دویم - خدا فرماتا ہے :-

<p>ہاں جو کوئی بُرائی کرے اور اُسکے گناہ اُسے گھیر لیں تو ایسے لوگ دوزخی ہیں اور وہ آگ میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔</p>	<p>بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ</p>
<p>یہاں خدا نے خطا کاروں کو دائمی عذاب کا وعید کیا ہے اور یہ مسلم ہے کہ مومن ہمیشہ عذاب میں نہیں رہیں گے۔ اسلئے ثابت ہوا کہ خطا کار مومن نہیں ہوتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند کریم نے جن لوگوں کے لئے عذابِ نخل کا وعید کیا ہے پہلے انکی دو حالتیں بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ وہ بُرائی کریں۔ اور دوسرے یہ کہ انکی بُرائی انہیں محیط ہو چلی تھی یعنی ارتکابِ خطا کے بارہ میں قرآن میں جا بجا مغفرت کے وعدے ہیں مثلاً فرمایا ہے:-</p>	<p>(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۹۷)</p>
<p>اور اسی بغیر اُس واقعہ کو یاد کرو، جبکہ ہم نے اون لوگوں کو کہا کہ اس گاؤں میں چلو اور اس میں سیو چا ہو مزی سے کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو تم تمہاری گناہ معاف کے۔ دیکھو اور انکو کاروں پر اور بھی زیادہ غام کرینگے۔</p>	<p>وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَمَا كُنتُمْ فِيهَا أَحْيَاءَ ثُمَّ دَعَوْنَا وَاَدْخُلُوا الْآبَاءَ بُعْدًا وَقُولُوا لَهُمْ نَعْمَ لَكُمْ خَطِيئَتُكُمْ وَسَنَزِيلُ الْحَبِيبِينَ</p> <p>(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۱۷)</p>
<p>(حضرت یوسفؑ) کہا کہ تمیر کوئی سرزنش نہیں خدا تمہارے گناہ معاف کرے اور وہ سب مہربانوں کی بڑا مہربان ہے۔</p>	<p>قَالَ لَا تَذَرُنِي عَلَيْهِمُ الْيَوْمَ تَعْمَرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَزْهَمُ الْدَارِ حِينَئِذٍ</p> <p>(پارہ نمبر ۱۲ - سورہ یوسف - ۱۷)</p>
<p>اور جو (دشمنے والا) مہربان ہو اور اس سے) مجھکو توقع ہو کہ دوزخ جزا کو میرے قصور معاف کر دے گا۔</p>	<p>وَالَّذِي أَطْعَمُنَا أَنْ نَحْمِلَ فِيهِ خَطِيئَتُنَا يَوْمَ الدِّينِ</p> <p>(پارہ نمبر ۱۹ - سورہ شعراء - ۵۷)</p>
<p>اور پھر لفظ احاطہ پر نظر کرتے ہیں۔ تو جیسا عام حاورہ لسان میں اسکا استعمال ہر قرآن میں بھی یقظ ہر جانب سے گھیسے فقر کے معنوں میں مستعمل پاتے ہیں جیسے</p>	
<p>اور اللہ کا فزون کو گھیرے ہوئے ہے۔</p>	<p>وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ</p> <p>(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۲۷)</p>
<p>یعنی دنیا و آخرت میں پس پیش اور عین ویسا ہر طرف سے وہ قدرت خداوندی کے اندر میں اور۔</p>	<p>إِنَّهُمْ لَخِلَافَةُ بِالْكَافِرِينَ</p> <p>(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۲۷)</p>
<p>بیشک دوزخ کا فزون کو گھیرے ہوئے ہے۔</p>	<p>بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ</p>
<p>یعنی ہر جانب سے دوزخ نے انہیں بکرا ہوا ہے اور</p>	
<p>وہی (خدا) ہی جو تمہیں خشکی اور ترسی پر سفر کو داتا ہو حتی کہ</p>	<p>هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ</p>

فِي الْقُلُوبِ دَجْرَيْنَ يَمْزِجُ طَبَقَةً وَفَرْجًا بَيْنَهُمَا
جَاءَتْهُمْ رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ
مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُم أُحْصِطَ بِهِمْ ذَكَرَ اللَّهُ
مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ (پارہ نمبر ۱۱ سورہ یونس ص ۳)

جب تم کشتی میں ہو تے ہو اور کشتیاں اپنی سواروں کو لیکر روانہ
ہو اسے چلتی ہیں اور وہ اس کا میابی سو خوش ہو رہے ہیں تو ناگاہ
ایک تند چوڑکا آتا ہے اور انکو موجیں ہر طرف سے آتی ہیں اور وہ
سمجھتے ہیں کہ بس اب گھر کو تو وہ خالص عقاد کو رکھے گا کہ کچھ لگتے ہیں

یعنی جب موجیں انہیں گھیر لیتی ہیں اور وہ کسی طرح تخلصی نہیں دیکھتے تو خدا کو پکارتے ہیں اور ان کو
سوا اور بہت جگہ یہی معنی مراد ہیں پس ان دونوں امور کی نسبت قرآن سے فیصلہ کرنے کے بعد کوئی
نہیں رہتا کہ انہی لوگوں کی نسبت عذاب الہی مقرر ہو جو ہر جانب سے خطا میں نہہک ہیں یعنی انکا دل تصدیق نہیں
کرتا زبان قرآن نہیں کرتی اور جوارح حسب ارشاد خداوندی کام نہیں کرتی اور ایسے لوگ لایب کا فرض مطلق ہیں اور اگر
صرف جوارح سو خطا کریں تو اس حکم میں شامل ہوں تو انکی نسبت یہ کہنا غلط ہوگا کہ خطائیں انہیں محیط
ہیں کیونکہ دو بڑے اعضاء جو خطاؤں کے سرچشمہ ہیں یعنی قلب زبان اس نجاست سے پاک ہیں پس معلوم ہوا کہ
یہاں بھی عذاب جلد کا وعید صرف کفار کے لئے ہے اور نیز لفظ مِّنْ کَسْبٍ تَبَيَّنَتْ خطا کا یہی پر دلالت کرتا
ہے پس اگر احاطت بہ خطیئۃ سے بھی محض خطا کا یہی بے تعلق عدم تصدیق لیجاوے تو دونوں فقروں کا
ایک ہی مطلب ہوتا ہے اور دوسرا فقرہ معاذ اللہ بحث پھرتا ہے اور دونوں فقرے حسب قواعد فصاحت
موزون اسی صورت میں ہوتے ہیں کہ دوسرا کفر پر دلالت کرے وہو المطلوب۔

سوئم۔ خدا فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ
فِي الْأَخْلَاقِ الصَّالِحَةِ وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝۵۰
(پارہ نمبر ۱۱ سورہ نساء ص ۵۰)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی
حدوں سے تجاوز کر جائے تو اللہ اسے آگ میں ڈالتا ہے
جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسی نہایت ذلت کا عذاب ہوگا۔

یہاں بھی خدا نے اصحاب معصیت کو عذاب دائمی کا مستوجب گردانا ہے جو مومن کی شان سے بعید
اسلئے عامی مومن نہیں۔

اسکے جواب میں یہی تقریر مذکورہ بالا کافی ہے کیونکہ محض عصیان کیلئے وعدہ مغفرت بکثرت موجود ہے
اور یہاں اسکے ساتھ حد سے بڑھ جانے کی قید لگائی ہے پس قید سے بھی وہی نفس عصیان مراد ہو۔ تو
ایک تو مغفرت کے وعدہ اور دائمی عذاب کے حکم میں تناقض ہوتا ہے اور دوسرے ان الفاظ کا ذکر

بے فائدہ ٹھہرتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ حدی بڑھانا محض گنہ سے زائد امر ہے اور وہ یہی ہے کہ دل سے بھی احکام خداوندی کو واجب العلّٰی سمجھے اور یہ ستم ہے اور آئندہ انشاء اللہ ثابت بھی کیا جائیگا کہ خدا کے حکم کو حکم نہ سمجھنا اور اسکو قابل تعمیل نہ جاننا بیشک کفر ہے اور یہ دل کا فعل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں بھی دائمی عذاب فعل قلب سے متعلق ہے نہ اعمال ظاہری سے۔

چہارم - فرمایا ہے :-

اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اسکی سزا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہیگا۔ اور اس پر خدا کا غضب نازل ہوگا اور خدا اسکی اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے اور اسے اسکی کوئی مصلحت یا نفع نہیں پہنچاتا۔	وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّصَدِّقًا فَاُولَٰئِكَ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَكُتِبَ عَلَيْهِ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا اَلِيمًا (پارہ نمبر ۱ - سورہ نساء ص ۳)
---	---

یہاں قتل پر جو افعال جوارح میں سے ہیں دائمی عذاب کا حکم دیا گیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ اول تو یہاں ایک خاص فعل کی نسبت حکم ہے جس سے اگر ثابت ہوگا تو یہ ہوگا کہ صرف قتل عداوت کا فعل ہے جس سے مؤمن مؤمن نہیں رہتا۔ حالانکہ دعویٰ یہ تھا کہ تمام اعمال سیئہ مؤمن کو ایمان نکال دیتی ہیں۔ اور دوسرے خداوند کریم نے اس ضمنوں کو شروع یوں کیا ہے :-

اور مؤمن کو نہیں لائق کہ کسی مؤمن بھائی کو قتل کرے۔ مگر بھول چوک سے ہو جائے (تو دوسری بات ہے)	وَمَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا اَلَا خَطَاً (پارہ نمبر ۱ - سورہ نساء ص ۳)
---	---

یعنی مؤمن کو دوسرے مؤمن کا قتل ہرگز مناسب نہیں لیکن بھول چوک سے ہو جائے تو فیض اور پھر قتل خطا کا کفارہ ذکر کرنے کو بعد قتل عداوت کا ذکر کیا ہے اور اس پر عذاب دائمی کا حکم دیا ہے اور سورہ بقرہ میں سکے لئے قصاص کا حکم نافذ فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے :-

مسلمان جو لوگ قتل کو جائز سمجھیں ان کے بدلے میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ ص ۲۲)
--	--

پس اگر محض قتل ہی یہ اثر رکھتا تو ذمی اور معاہدہ کے قتل پر یہی حکم ہونا چاہیئے تھا کیونکہ تلافی نفس اس میں بھی موجود ہے اور اسکے علاوہ سوائے عذاب دائمی کے اور تمام حکام قتل ہی انکے لئے ایسے ہی ہیں جیسے مؤمن کے لئے یعنی بجز سبب و خطا کے انکو قتل کرنا بھی گناہ ہے جیسے مؤمن کو اور قصاص ان کے قتل پر بھی ہے جیسے مؤمن کے قتل پر اور قصاص اور بغاوت وغیرہ کی صورتیں مؤمن کو قتل کرنا بھی ایسی ہی

ضروری ہو جیسا ذمی اور معاہدہ کو۔ پس یہاں مومن کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا کہ اس کا قتل بھول چوک سے
سوا جائز نہیں۔ حالانکہ ذمی کا حکم بھی یہی تھا اور اس کو قتل عمد پر عذاب مخلد کا حکم دینا اور ذمی و معاہدہ کے لئے
ایسا حکم نہ دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہاں محض قتل کے سوا جو ایک خارجی عمل ہو کسی اور چیز کو بھی دخل ہو
اور وہ وہی چیز ہوئی چاہئے جو ذمی اور معاہدہ میں نہ پائی جاتی ہو یعنی ایمان۔ پس یہی وجہ حثیت ہو سکے لے
مومن کو مومن کے قتل سے بالخصوص روکا گیا۔ کیونکہ غصے یا کسی اور نفسانی یا شہوانی جذبے کا مغلوب
ہو کر کسی مردہ واری یا معاہدہ کو ملحوظ نہ رکھنا اگرچہ کبائریں سی ہے لیکن ان خواہشوں کا یہاں تک مغلوب نہ ہونا
کہ ایمان کو بھی خیر باد کہہ دیں بلکہ اور مومنوں سے وجہ انکے ایمان کے برسر رخاں ہو عین کفر ہے۔ پس
معلوم ہوا کہ قتل گمروہ قتل جو قتل کی حیثیت ایمان کی وجہ سے عمل میں لایا گیا ہو یہ حکم رکھتا ہو اور اس سے
کسی کو انکار نہیں کہ ایسا شخص بیشک عذاب الہی کا مستوجب اور غضب لعنت باری کا مستحق ہو
اسی کے قریب قریب وہ آیت ہے جس میں سحر کو کفر کہا گیا ہے اور فرمایا ہے:-

وَأَشْرُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ عَلَىٰ مِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِّنَ الْحَدِيدِ أَلَمَّا كَذَبُوا الْوَيْحَ الَّذِي أَنزَلْنَا عَلَىٰ نَبِيِّهِمْ وَمَا كَانُوا بِأَنَّاسٍ يَّعْلَمُونَ النَّاسَ الشَّعْرَةَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا هُوَ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِبَصَّارِينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بَآذِنَ اللَّهِ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۲)

اور ان (دو کوسلوں) کو پیچھے پڑ گئے جنکو سلیمان کے عہد سلطنت
میں شایین پڑاؤ پڑایا کرتے تھے حالانکہ سلیمان سے کفر کی
(یہ) حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ بلکہ کفر کیا تھا تو شیاطین نے
کیا تھا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور (اسکو علاوہ
ان باتوں میں مشغول ہو گئے) جو بابل میں ہاروت و ماروت کو
یہ بھائی گئی تھیں اور وہ (بھی) جو انکو پہنچا تھا کسی نہ بتاتے
جینک اُس سے یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو (ذبیہ) آزمائش ہیں تو اس علم کو
بڑی طرح استعمال کر کے کہیں کفر نہ ہو جائیو اور یہ بھی ان سے ایسی باتیں
جنکی وجہ سے میان بی بی میں بھائی ڈالیں۔ حالانکہ یہ حکم خدا
وہ اپنی باتوں سے کسی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے +

اس آیت میں جس عمل کو سحر کے نام سے یاد کر کے کفر کہا گیا ہو اسکی تعریف عام طور پر یوں کی جاتی ہے کہ جو
اثر مخفی اور نامعلوم اسباب سے پیدا کیا جائے وہ سحر ہی جیسا تفسیر کبیر وغیرہ میں مذکور ہو اور اس تعریف میں امام
رازی کی تصریح کے موافق تمام مشہور اور کتب اور تمام وہ فنون جنکو اثر کا ترتیب عوام کی سمجھ میں نہیں آتا

جسے کہ گھنٹوں گھڑیوں وغیرہ کا وقت بتانا اور بجا بھی شامل ہی۔ اور اگرچہ واقع میں یہ فنون اس تعریف میں شامل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ گھڑیوں اور دیگر نو ایجادات صلیح شلاریل تار وغیرہ کا عمل واضح اور معلوم اسباب پر مرتب ہو۔ گو ان فنون سے واقفیت نہ رکھنے والے انکو نہ سمجھ سکتی ہوں مگر ان کا نام گھڑی تعویذ اور جھار پھونک جکا انکے آثار یعنی صحت و مرض اور حب و بغض کیساتھ کوئی عقلی تعلق نہیں ثابت ہوتا اس تعریف میں ضرور داخل ہیں اور اگر واقع میں سحر کی ہی تعریف ہو تو حسب شاد قرآنی وہ کفر طیار ہوتا ہے اور لازم آتا ہے کہ ایمان و کفر میں تصدیق و انکار قلبی کے علاوہ اس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کو بھی داخل ہو۔ مگر آیت مذکورہ کو تمام پہلوؤں کو غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے جس عمل کو سحر کہہ کر کہا ہے اسکی تعریف صرف یہی نہیں جو عام مفسر لکھتے ہیں بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ ان ارمح اور ٹوکلین کو جن سے جادو گرد مانگتے ہیں یا ان الفاظ اور خطوط اور افعال کو جن سے وہ کام لیتے ہیں حقیقی موثر اور نفع رساں کا مالک سمجھیں کیونکہ خداوند کریم نے جادو کے آثار میں سے عداوت و بغض کو ذکر کر نیکی بعد فرمایا ہے کہ وہ کسی کو حکم خدا کی بغیر مقرر نہیں پہنچا سکتے۔ پس اس حلیہ حالت سے جن خیال کو بل کیا گیا ہے وہ جادو گردوں میں ضرور موجود ہوگا۔ اور اگر انکا یہ اعتقاد نہ ہوتا اور وہ خدا کے سوا کسی کو نفع نقصان کا مختار نہ سمجھتے تو انکا حکم بیان کر نیکی اناس میں اس حلیہ کو لانا معاذ اللہ محض بے سوچوشت ہوتا اور کلام بانی میں اس قسم کے حلیہ ہمیشہ کسی غلط خیال یا احتمال کو دفع کرنے کیلئے ہوا کرتے ہیں شلا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان سے انکی صاحبزادوں کو نصیحت کرنے کے موقع پر فرمایا ہے :-

<p>وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخْلُوْا مِنْ بَابٍ تٰجِدُوْا اَدْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَّمَا اَعْطٰى عَنْكُم مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِذْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ اِلٰهَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۱۳ - سورہ یوسف - ۸)</p>	<p>اور کہا کہ اے میری بیٹو تم ایک دروازہ سے شہر میں جانا۔ بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں اس حلیہ سے خدا کے حکم کو تو تم پر سو ذرا بھی نال نہیں سکتا حکم تو اس آدمی کا (چلتا ہے) اور میں نے تو اسی پر بھروسہ کر لیا ہے اور (سب) بھروسہ کر نیوالوں کو چاہئے کہ اسی پر بھروسہ کریں +</p>
---	--

یہاں انکو مختلف دروازوں سے داخل ہونیکا حکم دینے سے جو خیال ہوتا تھا کہ شاید آپ انکو کسی نقصان سے جو مشیت ایزدی میں مقدر ہو سلامت رہی کی ایک حکمی تدبیر بتاتے ہیں اور آپ جانتی ہیں کہ اس طرح خدا کا حکم بل جائیگا اس خیال کو دور کرنے کیلئے فرمایا کہ میں خدا کے حکم سے ٹکوں نہیں بجا سکتا۔ اور

۱۔ امام رازی نے اس مقام پر صندوق الساعة کے نام سے گھڑی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے،

اسی طرح جناب خضر کی زبان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض کے جواب میں فرمایا ہے:-

<p>فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخَيِّرَ جَا كَزَّهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ كَيْفِ ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف - ع ۱۰)</p>	<p>پس تمہاری پروردگار نے چاہا کہ دونوں لڑکوں کو اپنی جوانی کو پہنچیں اور پھر اپنا خزانہ نکالیں اور ان کے حال پر تمہاری دیکھا کرے یہاں تھی اور میں جو کچھ کیا اپنی اختیار نہیں کیا بلکہ خدا کی حکم کو کیا یہ جو اصل حقیقت ان (واقعات) کی حقیقت تو میری ہو سکتا +</p>
--	---

یہاں حضرت موسیٰ کا اعتراض تھا کہ تم نے اپنی مرضی سے چند کام کئے اور انہیں فلاں فلاں غلطی
کی۔ حضرت خضر نے انکی حکمت بیان کی اور پھر فرمایا کہ میں نے یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کئے اور
ایسا ہی ایک اور جگہ آیا ہے:-

<p>ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كَنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۱۳ - سورہ یوسف - ع ۱۱)</p>	<p>راہی بغیر یہ چیزیں کی باتیں ہیں جنکو ہم وحی کو ذریعہ تھیں معلوم کرتے ہیں وہ نہ جہوت و یوسف کے بھائیوں نے اپنا مکراد کر لیا تھا اور وہ (یوسف کے ہلاکت) تو سیر کے ہی تو ہم کی باتیں کرتے ہوئے ہوئے</p>
--	---

یہاں وحی حالات غیب کے دعویٰ پر جو کفار خیال کرتے تھے کہ نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی
کسی ذریعہ سے اخبار گذشتہ سناتے ہیں فرمایا کہ تو انکی پاس نہیں تھا تاہماری اطلاع کے بغیر انکی منصوبہ بازیوں کا
حال معلوم کر لیتا۔ غرض اس طرح کے جملہ دعویٰ معترضہ قرآن شریف میں بکثرت ہیں اور ضرور کسی کس غلطی کی
اصلاح کا فائدہ دیتے ہیں۔ اور جب خدا نے جا دو گروں کو فعل کی قباحت بیان کرنے اور انکی کفر کی وجہ بتانے
میں اس بات پر اکتفا کی تو ثابت ہوا کہ وہ خدا کے سوا اوروں کو متصرف فی الامور اور مختار بغیر و مشر
جاننے سے کافر ہوئے ہیں اور یہ ایک اعتقادی نقص ہے نہ کہ فعل جوامع اور ایسے اعتقاد کے کفر
ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ پس اگر تعویذ گذشتے کرنے والے اوفسون و غرمت پڑھنے والے ان کو
بدین اعتقاد استعمال کریں کہ خدا نے انہیں کچھ اثر و ولایت کیا ہے اور یہ یا انکے موکل کوئی اختیار اور قدرت
نہیں رکھتے تو وہ حسب تصریح مذکور کافر ہو گئے جیسے اہل باطل و دوا استعمال کرتے ہیں اور انہیں خدا کی طرف سے
تو دلیل اثر کے قائل ہونے سے کافر نہیں ہوتے اگرچہ یہ ضرور ہو کہ بعض قسم کے عملیات جن کی اجازت
شریعت سے ثابت نہ ہو۔ حرام یا مکروہ ہو گئے یا منکرین اثر سحر کے نزدیک انکا فعل لغوا و بیہودہ ٹھہرے گا
اور اگر وہ لوگ ان حرکات کو مؤثر حقیقی مانیں یا اپنے اعمال میں رواج اور موکلین سے مدد مانگیں تو بوجہ اس

مشرکانہ اعتقاد کے ضرور کافر ہونگے بلکہ اس اعتقاد کے ساتھ دوا وغیرہ کا استعمال بھی کفر ہی لیکن چونکہ ساحروں میں عموماً یہ اعتقاد ہوتا ہے اور وہ اپنی ہر فنون اور عمل کے لئے اسکا ایک مالک و خالق مومن یا سیر وغیرہ ناموں سے مانتے ہیں اور اکثر انہی کی نذر یا بھینٹ وغیرہ کے طور پر کچھ خیرات بھی دلوایا کرتے ہیں اور اظہار یا دیگر اسباب سے کام لینے والے یہ خیال نہیں رکھتے اس لئے سحر کو خصوصیت کے ساتھ کفر کہا گیا اور اگرچہ "جادو برحق اور کرنے والا کافر" اکثر مسلمانوں کی زبان پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عموماً ساحروں کو کافر مانتے ہیں لیکن ائمہ محدثین علماء اسلام کا یہ خیال ہرگز نہیں۔ چنانچہ تفسیر غزالی اور کبیر وغیرہ میں قریب قریب یہی تفصیل ہے +

خارج نے مندرجہ ذیل آیتوں سے استدلال کیا ہے کہ گناہ کار کافر ہوتا ہے +

اول۔ خدا فرماتا ہے :-

وَمَنْ يَكْفُرْ كُفْرًا ثُمَّ يَزِدْ لَهُ مَا أَتَىٰ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ (بارہ نمبر - سورہ مائدہ - ع ۷)	اور جو خدا کے نازل کردہ حکم کے موافق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی تو کافر ہیں۔
---	---

یہاں فرمودہ ایزدی کے خلاف کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے۔

لیکن اس استدلال میں بہت دہوکا کھایا گیا ہے کہ لفظ حکم کو بمعنی عمل سمجھ لیا ہے اور اس لئے نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ہر مجرم چاہے وہ مجرم کو مجرم سمجھتا ہو اور اپنی خطا کا معترف ہو صرف ارتکاب سے کافر ہو جائے حالانکہ حکم صرف فیصلہ کے معنوں میں ہے اور قرآن میں کہیں بمعنی عمل وارد نہیں ہوا بلکہ اکثر آیتوں سے استدلال ہو سکتا ہے کہ اس لفظ کا سوا فیصلہ کے اور کوئی مفہوم نہیں مثلاً خدا فرماتا ہے :-

إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرٌ مِنَ الْفَاصِلِينَ ۝ (بارہ نمبر - سورہ انعام - ع ۷)	حکم صرف خدا ہی کا ہے وہ حق حق باتیں بیان کرتا ہے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر (فیصلہ کرنے والا) ہے +
--	--

اور ایک جگہ فرماتا ہے :-

إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ قَلْبِي ۖ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى الْبُتُوكِ ۖ فَمَا لَهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ (بارہ نمبر - سورہ یوسف - ع ۷)	حکم صرف اللہ ہی کا ہے۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو چاہئے کہ اُسی پر بھروسہ کریں +
--	--

یہاں حکم کو خداوند کریم کی ذات سے مخصوص کیا ہے اور وہ اگر فیصلہ کے معنوں میں ہو تو بیشک ذات ایزدی سے مختص ہے اور کسی کو اس کے حکم کے خلاف فیصلہ کا اختیار نہیں۔ اور اگر بمعنی عمل ہو تو یہ صفت ذات باری

سے مختص نہیں کیونکہ ہر شخص عامل ہو۔ خدا فرماتا ہے :-

قُلْ كُلٌّ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ (پارہ نمبر ۱۵ - یوسفی سرائیل) اور پیغمبران لوگوں سے کہو کہ ہر ایک اپنی طور پر عمل کرتا ہے +

اور علیؑ فرما ارشاد ہے :-

وَإِذَا أَحْكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۴)
اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو اہل حکم دیتا ہے کہ عدل سے فیصلہ کرو +

اور ایک جگہ ہے :-

وَإِنْ حَكَمْتَ فَأَحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ع ۶۴)
اور (اے پیغمبر) جب کوئی حکم دو تو عدل و انصاف سے حکم دو -

یہاں اگر حکم سے مراد عمل ہو تو اس میں عدل کے سوا احسان و فضل بھی شامل ہو حالانکہ یہاں محض عدل کی اجازت دی گئی ہے اور اگر فیصلہ مراد ہو تو بیشک اس میں عدل کے سوا کسی چیز کی گنجائش نہیں۔ اس لئے کہ اگر ذیقین میں سے ایک پر احسان کیا جائے تو یقیناً دوسری پر ظلم ہوگا اور فرمایا ہے :-

وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۲۶)
اور خدا نے انکو ساتھ سچی کتاب اتاری۔ تاکہ وہ لوگوں میں جس بارہ میں انکا اختلاف ہو اسکی بابت فیصلہ کرے +

یہاں کتاب کو حاکم کہا گیا ہے اور وہ قول فیصل تو بیشک ہے مگر عامل نہیں غرض حکم ہر جگہ بمعنی فیصلہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص فرمودہ خدا کے خلاف فیصلہ کرے یعنی اس کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام جانے وہ کافر ہے لیکن یہ ایک اعتقاد ہی جرم ہے نہ عملی +

دویم - خدا فرماتا ہے :-

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ ۚ وَتُؤْتَىٰ ۚ (پارہ نمبر ۱۷ - سورہ طہ - ع ۲۴)
بیشک ہمیں وحی کر دی کہ جو کذاب ہو وہ عذاب یقیناً پہنچے گا + جو فرمودہ ربانی کو جھٹلائیں اور حکم خدا سے روگردانی کریں +

اور ایک جگہ فرمایا ہے :-

لَا يَصْلَحُ لَهُمْ الْآلُ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۚ (پارہ نمبر ۳۳ - سورہ الدلیل - ع ۱۱)
آگے دی بد بخت لوگ داخل ہونگے جو خدا کے حکم کو جھٹلائیں اور اس سے روگردانی کریں +

یہاں عذاب کو صرف کفار کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے حالانکہ قرآن و سنت میں گنہ گاروں کیلئے

بھی عذاب کا وعید ہی پس اگر گنہ گار کا فرہ ہوں تو عذاب کا کفار سے مخصوص ہونا غلط ٹھہرتا ہے۔
لیکن ان بزرگواروں نے اس استدلال میں عجیب منطق سے کام لیا ہے کیونکہ اول تو جیسے بصوت
میں ایک طرف گنہ پر عذاب کا وعید ہے اور دوسری جانب کافروں کے ساتھ عذاب کی خصوصیت
اسی طرح قرآن میں اکثر جگہ فلاح و نجات کو مومنین کے ساتھ خاص کیا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے :-

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ دُونَ مَا أَخَّرْنَا عَنْهُمْ الْيَقِينَ عَلَى هَذَا مِنْ رَحْمَةٍ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝	اور (ایسے پیغمبر جو کتاب) تپیر اتری اور جو تم سے پہلے اتریں ان (سب) پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنی پروردگار کو سیدھی رستہ پر ہیں اور یہی لوگ (آخرت میں من مانی) مراد میں پائیں گے +
---	--

(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ ع ۱)

اور فرمایا ہے :-

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَ رَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝	مسلمانوں کی شان تو یہ ہے کہ ان کو جب خدا اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ انہیں (انکے باہمی جھگڑوں) کو جکوتہ کریں تو بس وہ (دو ٹوک بات) کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے (طبعی حکم) سنا اور (خدا و رسول کا حکم) مانا اور پہلے گئے آخرت میں (فلاح پانے لگو۔
---	--

(پارہ نمبر ۱۸ - سورہ نور ع ۷)

اور کہیں اعمال نیک پر فلاح کی نوید دی ہے۔ مثلاً :-

فَإِذَا الْفُرْقَانُ بِلِقَائِهِ وَالْمُسْلِمِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ رَاۤى نَبِيَّ ۙ سُوۡرَةُ مَعۡرِجٍ ۙ ۱۳	پس (ایسے پیغمبر) رشتہ دار کو اس کا حق دیتی ہوا اور محتاج اور مسافر کو (ان کا حق) جو لوگ خدا کی ضمانت کی طالب ہیں یا کچھ لئے بہتر ہو اور یہی لوگ آخرت میں (فلاح پانے والے ہیں)۔
--	--

اور :-

وَمَنْ يُّؤْتِ شَيْئًا لِّنَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝	اور جو شخص اپنے بخل طبعی سے محفوظ رکھا جائے تو آخرت میں ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔
--	--

(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ تغابن ع ۲)

پس جس طرح وہاں کفار کی خصوصیت عذاب کے سبب ایمان والوں کو محض گناہ سے کفار میں شامل
کر لیا گیا ہے اسی طرح ایمان نہ رکھنے والوں کو محض مستحقین کا حق دینے اور جس سے نیچے پر
مومنین میں شامل کر لیا جائے وہ فلاح کا مومنین سے خاص ہونا غلط ٹھہرتا ہے۔ حالانکہ ان کے نزدیک

بھی صرف فعل نیک کرنے سے کوئی شخص مؤمن اور فلاح یاب نہیں ہوتا جب تک اسکے دل میں تصدیق نہ ہو۔ اور اگر یہاں نیک عمل کرنے والوں کے لئے ایمان کی شرط پر فلاح مل سکتی ہو تو وہاں بھی گناہوں کے لئے انکار خدا و رسول کی شرط پر دائمی عذاب ہوگا۔ اور دوسرے جو مطلب اس قسم کی آیتوں سے باقول نظر سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ سوا منکرین اور کذبین کے اور کوئی عذاب نہ پائیگا۔ پس اگر صرف اس سطحی مطلب پر کاربند ہونا مقصود تھا اور دیگر احکام قرآنی کو نظر انداز کر دیا تھا تو یہ اعتقاد کیا ہوتا کہ گناہ جو منکر اور کذب نہ ہوں ہرگز عذاب نہ پائیں گے اور سید ہے جنت میں جگہ لینے۔ کیونکہ عذاب انکار کرنے والوں کے ساتھ مختص ہے۔ اور اگر تدبیر کو کام میں لانا اور تمام مقدمات قرآنیہ کو ملا کر نتیجہ اخذ کرنا تھا تو جہاں فکر کو اس قدر تکلیف دی کہ گناہگاروں کے عذاب کی خبر کو قابل توجہ سمجھا گیا اور دونوں باتوں کو ملا کر نتیجہ نکالا وہاں ایک نظر ان آیات پر بھی ڈالی ہوتی جن میں ان بکیوں پر رحم کھلنے اور انکے جرائم سے درگزر کرنے اور فضل و مغفرت کے سائے میں بسنے کی نوید ہے اور اس قسم کی آیتیں جیسا ہم ذکر کر چکے ہیں قرآن مجید میں بکثرت ہیں اور پھر ان سب کو ملا کر دیکھا ہوتا کہ ایک طرف کفار یعنی منکرین ارشاد خداوندی کے لئے دائمی عذاب اور عدم مغفرت کا ناطق فیصلہ ہے اور دوسری جانب گرفتار ہوا دہوس کے لئے انکی لغزشوں پر کسی صورت میں سزا اور کسی حالت میں مغفرت کا وعدہ ہی اور ان تائب ہونے کی کچھ آیتیں اور پر ذکر ہو چکی ہیں اور پھر یہاں فرمایا گیا ہے کہ دوزخ حقیقت میں لہی لوگوں کے لئے ہے جو ہمیں نہ مانتے ہوں۔ (ان سب مضامین کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہو جاتا کہ اختلاف اور تعارض ہرگز نہیں جسکو دور کرنے کے لئے تاویل کی جائے۔ کیونکہ جب گناہ کا بعض مغفرت کے اثر سے اور بعض اپنی سزائے اعمال بھگت کر اپنے قلبی اذعان اور اعتقاد کی برکت سے مادیہ بہیم سے نکل آئیں گے۔ تو حقیقت میں بہیم انکا حصہ نہ ہوا بلکہ ایک عارضی اور چند روزہ جائے قیام ٹھہرا اور اصلی باشندہ حقیقی خدا رہی لوگ ہوئے جو ہمیشہ کے لئے اس میں رہیں گے۔ پس وہ ایک ہی مضمون ہے جسکو کبھی دین یا نیک کیا گیا کہ منکرین بہیم میں ہمیشہ رہیں گے اور کہیں یوں دا ہوا کہ حقیقت میں عذاب انہی لوگوں کو ہی حقیقت میں دوزخ میں پڑنے والے وہی لوگ ہیں جو ہماری تکذیب کے لئے ہیں۔ غرض یہ حکم یعنی دوزخ کی حقیقی وراثت منکرین کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی تا خواہ نخواستہ اسکو منکر اور کافر مان کر خصیصہ کی وصیت کیا جائے اور اس لئے کہ گناہ ان آیتوں سے کافر نہیں ٹھہرتے۔ اب ہم پر بار ثبوت صرف اس امر کا ہے کہ یہاں جو عذاب سے

عذاب کامل اور دخول فی النار سے دخول حقیقی مراد لیا ہے اسکی نظیر قرآن شریف سے دیں سو یہ محاورہ
قرآن مجید میں بکثرت ہو مثلاً فرمایا ہے :-

وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَىٰ اللَّهِ (پارہ نمبر ۳۰ - سورہ آل عمران - ع ۸)	اور جو تمہارا دین کی پردی کر کے اسکے سوا دوسرے کا اعتبار کرے (ایسے پیغمبر ایسے کہہ دے کہ (صلی) ہدایت تو (ہی) اسکی ہدایت سے)
---	--

اور :-

قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُوَ اللَّهُ هُوَ الْهُدَىٰ وَأَمَّا الْكُلُوبُ فَإِنَّ الْكُلُوبَ لَكَاظِمِينَ ۖ (پارہ نمبر ۷ - سورہ النعام - ع ۹)	(ایسے پیغمبر ایسے) کہہ دے کہ اسکا (بتایا ہوا) رستہ ہی سید رہے اور ہم (مسلمانوں) کو (تو یہی) حکم ملا ہے کہ پروردگار کا مان کے فرماں بردار بندے ہو کر رہیں۔
--	---

یہاں اللہ سے ہدایت کامل مراد ہے ورنہ ہدایت ناقص اور کسی ایک آدھ معاملہ میں راہ صواب
دکھانا تو منکرین میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور فرمایا ہے :-

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتُمْ إِذْ رَمَيْتُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَحِيمٌ (پارہ نمبر ۹ - سورہ انفال - ع ۲)	تو (مسلمانوں) کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ انکو اللہ نے قتل کیا اور (ایسے پیغمبر) جب تم نے تیر چلائے تو تم نے تیر نہیں چلائے بلکہ اللہ نے تیر چلائے۔
---	---

یہاں قتل اور رمی سے قتل واقعی اور رمی حقیقی مراد ہے۔ ورنہ بظاہر قتل و رمی کا نظریہ انسانوں کے
ہاتھ پر ہوا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ اس قسم کی مراد کے لٹو قرینہ ہونا چاہئے سو آیات زیر بحث میں قرینہ
ہی آیات غلو دکھانے اور مغفرت فساق ہیں جنکا حوالہ دیا گیا ہے اور نیز یہاں عذاب ابدی اور دخول فی النار
مراد ہونے سے وہ لوگ بھی انکار نہیں کر سکتے ورنہ لازم آتا ہے کہ کفار ہمیشہ عذاب میں رہیں اور جب
یہاں عذاب یقیناً دائمی عذاب مراد ہو تو قطع نظر امور مذکورہ بالا کے یوں بھی جواب ہو سکتا ہے کہ
گنہ گاروں کے لٹو اس قسم کے عذاب کا وعدہ نہیں تا انہی کافروں نے ہونے پر اس عذاب کی خصوصیت
غلط ٹھہرے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایمان کو محض تصدیق قلبی ثابت کر نہیں کسی قدر تفصیل سے کام لیا گیا ہو کیونکہ یہ قاعدہ آئندہ تحقیق
میں غالباً بہت کام دیگا۔ اب فرض مطلب کو شروع کیا جاتا ہو اور تعریف ایمان دریافت کرنے کے لئے
تمام ان آیات کو جن میں کسی چیز پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے یا اسکو نہ ماننے پر کافر کہا گیا ہے یا عذاب

دائمی کا وعید دیا گیا ہے۔ بالتفصیل لکھا جاتا ہے *

آیات ایمان باللہ

<p>دلوگوں) کیونکہ تم خدا کا انکار کر سکتے ہو حالانکہ تمہارا حال یہ ہے کہ تم بے جان تھو تو اُسے تم میں جان بٹالیں پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی قیامت تمہیں حلا بٹیکا۔ پھر اُسی طریقے سے تم کو مارتا ہے *</p>	<p>كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ تُمَيِّتُهُمْ ثُمَّ يَحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ؕ (پارہ نمبر ۱- سورہ بقرہ - ع ۳)</p>
<p>بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے خدا کو اگے تسلیم کر دیا اور وہ تم کو کار بھی ہو تو اُس کو لئے اُس کا اجر پرو دگا رکھوں (موجود) ہو اور (قیامت کے دن) ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا غم (طاری) ہوگا اور نہ وہ آزرہ خاطر ہونگے۔</p>	<p>بَلَىٰ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ اَجْرٌ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ؕ (پارہ نمبر ۱- سورہ بقرہ - ع ۱۳)</p>
<p>جہاں سے اُنکے پروردگار نے کہا کہ (جہاں سے ہی) فرمانبرداری کرو کہ تو انہوں نے کہا کہ میں جہاں سے چاہوں گا اور میں جہاں سے چاہوں گا</p>	<p>اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْتُ اَلَمْ تَسْلَمْ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ؕ (پارہ نمبر ۱- سورہ بقرہ - ع ۱۶)</p>
<p>دین میں زبردستی (کا کچھ کام) نہیں۔ مگر یہی سے الگ (الگ) ظاہر ہو چکی ہے۔ تو جو جو ٹپے عبودیت کو نہ ہٹے اور اللہ ہی پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط رستی پکڑ رکھی ہے جو ٹپے والی نہیں اور اللہ (سب کی) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے۔</p>	<p>لَا اِكْرَاهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرِّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ؕ (پارہ نمبر ۳- سورہ بقرہ - ع ۲۲)</p>
<p>اے پیغمبر اگر (اہل کتاب) اس پر بھی تم سے حجتیں (افسی) کہیں کہ میں نے خدا کو اگے اپنا تسلیم کر دیا اور جو لوگ میری طرف ہیں (ان کا بھی یہی حال ہے اور اہل کتاب اور دعوت کے جاہلوں کے کہ تم بھی اسلام تو سہاؤ دیا نہیں) پس اگر اسلام آئیں تو بیشک وہ رست پر ہوں گے اور اگر نہ ہوں تو میں (اے پیغمبر) تم پر حکم الہی (پہنچا دینا) اور اس اور اللہ بندوں (کے حال) کو خوب دیکھ رہا ہوں۔</p>	<p>فَاِنْ حَاجَّكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعْتُ وَقُلْ لِلَّذِينَ اُوَلُوا الْكِتَابَ وَلَا يَمِنُوا اَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمْتُمْ فَقَدْ اٰهَنْتُمْ اَوْ اَنْ تُولُوا فَاِنَّمَا عَلَيْكُمُ الْبَلَاءُ عَمَدٌ وَاللّٰهُ يَبْصِرُكَ بِالْعِبَادَةِ (پارہ نمبر ۳- سورہ آل عمران - ع ۲)</p>

<p>قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ع ۷)</p>	<p>راہی بیغیرنے، کہو کہ اسے ہر کتاب و ایسی بات کی طرف رجوع کرو جو ہم کو اور تم کو درمیان میں دیکھائی جاتی ہو کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا، مالک سمجھے پس اگر ایسی سیدھی بات کے ماننے سے منہ موڑیں تو دے مسلمانو! ان سے کہو کہ تم گواہ رہنا کہ ہم تو (صرف ایک ہی خدا) کو ماننے والے ہیں *</p>
<p>إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَى إِثْمًا مُبِينًا ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۴ - سورہ نساء - ع ۷)</p>	<p>اسد تو اس (جہم) کو معاف کر دے جو اللہ کے سوا کسی کو شریک کر کے شریک گردانا جائے، اس کے سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کر دے جسے (کسی) خدا کا شریک گردانا تو اس نے (خدا پر) بڑا طعن باندھا جو بہت ہی بڑا گناہ ہے *</p>
<p>إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۸)</p>	<p>اللہ یہ (گناہ) تو معاف کرتا نہیں کہ اس کے ساتھ کسی شریک گردانا جائے اور اس سے کم جسکو چاہے معاف کر دے جس نے اللہ کے ساتھ کسی شریک گردانا وہ دراصل رستے بڑی دور بھٹک گیا *</p>
<p>وَمَنْ أَحْسَنَ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۶ - سورہ نساء - ع ۱۸)</p>	<p>اور اس شخص کو کس دین بہتر (موسکتا) ہے جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور وہ لکھا کہ بھیجی اور ابراہیم کے مذہب پر چلتا ہو کہ وہ ایک ہی خدا کے ہو رہے تھے اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا دہندہ (مخلص بھی قرار دیا تھا) *</p>
<p>لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ قَالَ الْإِنْسَانُ إِنَّ اللَّهَ مُسِيحٌ ابْنُ مَرْيَمَ قَالِ الْمَسِيحُ يَبْنِي أَسْرَافِيلُ أَعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا دَاخِلُهَا النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ</p>	<p>جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو یہی ہے کہ بیٹے مسیح ہیں یہ لوگ (اس کی سزا) بیشک کافر ہو گئے۔ اور مسیح (دو تینوں) سمجھا یا کہتے تھے کہ اسے بنی اسرائیل اللہ (یہی) کی عبادت کرو کہ وہ میرا (یہی) پروردگار ہی (وہی) ہے پروردگار (یہی) ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے جو اللہ کے ساتھ (کسی بھی) شریک گردانے تو اللہ کی طرف سے بہشت اس پر حرام ہو چکی اور اس کا ٹھکانا</p>

<p>انصاریہ (بارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ع ۱۰)</p> <p>دو رخ ہوا در (ایسے) ظالموں کوئی بھی بردگار نہیں +</p>	<p>قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيْهِ كَيْفَ كُنَّا نَعْمُ كُفْرًا بِهِ تَشِينًا وَيَا كُفَّارِ الَّذِينَ أَحْسَنَاءُ</p> <p>(بارہ نمبر ۶ - سورہ انعام - ع ۱۹)</p>
<p>(ایسے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ (دوسرے) آؤ میں تمکو وہ چیزیں پڑھیں سناؤں جو اللہ نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ کسی کو خدا کا شریک مت ٹھہراؤ اور مان باپ کے ساتھ سلوک کئے رہو +</p>	<p>مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقُلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْحَقِّ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَلَاحًا فَاعْلَمْ أَنَّكُمْ عَصَيْتُمْ اللَّهَ وَأَنْتُمْ عَذَابُ عَظِيمٌ (بارہ نمبر ۱۳ - سورہ نحل - ع ۱۳)</p>
<p>جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے مگر اسکا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو۔ اس سے کچھ مواخذہ نہیں۔ لیکن جو شخص ایمان کو چھوڑ خدا کے ساتھ کفر کرے اور کفر بھی کرے تو جی کھول کر قیالے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے +</p>	<p>قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُ الْكَوْكُ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يُرْجِي لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (بارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف - ع ۱۶)</p>
<p>راہی پیغمبران لوگوں سے کہو کہ میں (بھی) تو تم جیسا بشری ہوں (مجھ میں تم میں) اتنا فرق ہو کہ میرے پاس (خدا کی طرف سے) یہ وحی آتی ہو کہ تمہارا معبود (بھی) ایسا ایک جو وحی تو سکو پروردگار سے ملنے کی زندگی پاسنے کہ نیک عمل کسی اور کسی کو اپنی پروردگار کی عبادت میں شریک کرے +</p>	<p>قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُ الْكَوْكُ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يُرْجِي لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (بارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف - ع ۱۶)</p>
<p>راہی پیغمبران لوگوں سے کہو کہ میری طرف تو ایسی بات کی وحی آتی ہے کہ صرف خدا کے واحد ہی تمہارا معبود ہے تو کیا تم اس کے بندہ (فرمانبردار بننے) ہو (یا نہیں) +</p>	<p>وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَمِنَّا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكُفْرُونَ (بارہ نمبر ۱۸ - سورہ مؤمنون - ع ۶)</p>
<p>اور جو شخص خدا کے سوا کسی اور معبود کو اپنی حاجت والی کیلئے بلاتا ہو (اور) اسکے پاس اس (شرک کرنے) کی کوئی دلیل (تو) ہے (نہیں) تو اس کے پروردگار ہی کے ہاں اسکا حساب نا ہے (مگر معلوم ہو کہ) کافروں کو (کسی طرح) نخلح ہو سکتی نہیں +</p>	<p>قُلْ أَغْفِرُ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا هُدًى مِّنِّي وَلَئِنْ أَشْرَكْتَ كَيْدَ طُغْيَانٍ لَّيَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (بارہ نمبر ۲۴ - سورہ زمر - ع ۷)</p>
<p>راہی پیغمبران لوگوں سے کہو کہ اگر تم نے توبہ کر لی اور میرے ہو کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا اور بلاشبہ پیغمبر تیرا وہ تم سے پہلے سب نبیوں پر وحی بھیجی جا چکی ہو کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہاری ساری عمل مضبوط ہو جائیگی اور ضرور تم گھٹائے میں آ جاؤ گے</p>	<p>قُلْ أَغْفِرُ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا هُدًى مِّنِّي وَلَئِنْ أَشْرَكْتَ كَيْدَ طُغْيَانٍ لَّيَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (بارہ نمبر ۲۴ - سورہ زمر - ع ۷)</p>

<p>إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخْفُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۲ - سورہ حم سجدہ - ۴۷)</p>	<p>بیشک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے پھر اسی عقیدہ پر جو سب سے زور مقرر ہے (وقت رحمت کے) فرشتے اُن پر نازل ہونگے اور اُن کو کہیں گے کہ نہ تو اُس کا ڈرو اور نہ اُس کا گھبراؤ (کچھ) رنج اور ہشت جب تک تم سیدھے رہو گے کیا تھا اب اُنکی خوشیاں مناؤ ۝</p>
<p>إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۲ - سورہ احقاف - ۲۷)</p>	<p>بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہی ہے اور اُنکی عقیدہ پر آفریں (کچھ) رنج اور ہشت تو ان پر کسی شک (خوف) طاری ہوگا اور نہ وہ (کچھ) آزرہ خاطر ہوگا ۝</p>
<p>وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ ذاریات - ۲۳)</p>	<p>اور خدا کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ میں اسکی طرف سے تمکو (اسکے عذاب سے) صاف طور پر ڈراتا ہوں ۝</p>
<p>قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي آلِ إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بِرَأْيِهِمْ مِّنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كُفِّرُوا بَعْدَ ذَلِكَ بِكُمْ وَبَدَأْ بَيْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَالْبَعْضُ مِنَ الْبَدَأِ حَتَّىٰ تَوَمَّنَ بِآلِهِ بِاللهِ وَحْدَهُ ۝ (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ متحفہ - ۱۱)</p>	<p>(مسلمانوں) ابراہیم اور جو لوگ انکو ساتھ تھے یہی کرنا تمہارا کوئی نمونہ اچھا نمونہ ہو گا اور جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم تو تم سے اور تمہارا کوئی (معبودوں) سے جسکی تم خدا کو سوا پرست کرتے ہو کچھ (بھی) سوا کا نہیں کہتو اور تم لوگوں کے (عقیدوں کے) بالکل نہیں مانو۔ اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا دشمنی اور عدوت (قائم) ہو گئی ہے اور یہ (دشمنی) تو ہمیشہ کیلئے (ہے) جب تک تم کیلئے خدا پر ایمان لاؤ ۝</p>
<p>وَمَن يُوْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ۝ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ طلاق - ۴)</p>	<p>اور جو شخص خدا پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کریگا خدا اُسکو (پہرے کے ایسے) باغوں میں داخل کرے گا جہاں نہریں بہ رہی ہوں گی (اور وہ) انہیں سدا کو (اور ہمیشہ) ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے (یہ) اُنکو خوب ہی روزی دی ۝</p>
<p>آیات ایمان بالرسول</p>	
<p>يَوْمَئِذٍ يَدْعُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصْعَقُ الرَّسُولُ</p>	<p>جن لوگوں نے دین حق قبول کیے، انکا کیا اور رسول (کے حکم)</p>

<p>کی نافرمانی کی اُسن تمنا کرینگے کہ اسی کاوش (دین میں) کا لو کہ کوئی کُنرا (دوسرے) مٹی بھر دیا اور دیکھ لیں اُسن اسی مٹی کا پھینک دینگے</p>	<p>لَوْ سَمِعْتُمْ بِهِمْ إِلَّا دَفْعًا وَلَا يَتَّقُونَ اللَّهَ حَدِيثًا (پارہ نمبر - سورہ نساء - ع ۶)</p>
<p>پس (ای بی غیر متہارے ہی) پردہ کاری قسم ہو کہ جیتک یوگ اپنی باہمی بھگڑی تم ہی سو فیصلہ کروائیں اور جو کچھ تم فیصلہ کروائیں کسی طرح دیکھیں بھی ہوں بلکہ دل جان اسکو قبول کریں (غرض جیتک یہ سب باتیں کریں تب تک) اکیو ایمان ہو کچھ بہرہ نہیں</p>	<p>فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُخَرِّجُوا فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ لَئِي لَا يَبْجَدُوا فِي أَلْسِنِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (پارہ نمبر - سورہ نساء - ع ۹)</p>
<p>جس نے رسول کا حکم مانا اُس نے اللہ کی حکم مانا اور پھر جو پھر تو (ای بی غیر تم سو اسکی کچھ باز پرس نہیں کیونکہ) ہم نے تم کو کچھ ان لوگوں کا پاسبان بنانے نہیں بھیجا</p>	<p>مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَسْرَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيفًا (پارہ نمبر - سورہ نساء - ع ۱۱)</p>
<p>اور جو شخص اہل بیت ظاہر ہوئے بیچے بیچے سے کنارہ کش رہی اور مسلمان کے رستہ کے سوا (دوسرے رستہ) ہولے تو جو (رستہ) اُسی اختیار کیا ہم اسکو اُسی سے چلائے جائینگے اور (خوار) اسکو جہنم میں لیجا داخل کریں گے اور وہ (بہت ہی) بری جگہ ہو</p>	<p>وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ نُؤَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَلُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (پارہ نمبر - سورہ نساء - ع ۱۴)</p>
<p>ان لوگوں پہلے نوع کی قوم تو بھی مطلق رسالت کا انکار کرتے تھے پھر جھٹلایا تھا (انرا بخل) ہمارے بندے نوع کو بھی جھٹلایا اور کہا کہ یہ (خود انہی اسکو بھڑکایا دینگے انہوں نے اپنی پروکاری فرادی کہ میں انکا کھٹا طائر ہوں سواقی ہی (دیر) بلے تو ہمیں مصلاد مارانی ہو اسان کے پٹھوں کی</p>	<p>كَذَّبَتْ قُلُوبُهُمْ وَمِنْهُمْ لَمُؤْمِنٌ فَلَمَّا وَاعِدَنَّا قَوْمًا لُجْنًا وَأَرْجَرَهُ قَدَ عَادَةٍ أَوْ بَرِيٍّ مَغْلُوبٍ فَأَنْقَضَهُ فَفُتِحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بَنَاءً مُبِينًا (پارہ نمبر - سورہ شمس - ع ۱)</p>
<p>(ای) مسلمانوں! اللہ سو ڈرتے رہو اور (پچھے دل ہی) اکی بی غیر (محمد) پر ایمان لاؤ کہ خدا اپنی رحمت سے تمکو دہر بر حصہ دے گا اور تمکو ایسا نور غایت کرے جس (کی روشنی) میں تم جلو اور بہار کی گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (پارہ نمبر - سورہ حدید - ع ۲)</p>
<p>آیات ایمان بالکتاب</p>	
<p>اور اس (قرآن) پر ایمان لاؤ جو ہمیں (اب نازل کیا ہو) (اور وہ)</p>	<p>وَأَمَّا أَنْتُمْ فَآمِنُوا بِرَسُولِهِ فَإِنَّمَا أَنْتُمْ مُبْتَلَوْنَ بِهِ</p>

<p>اس کتاب کو تیرے کی تصدیق کرتا ہے جو تمہاری پاس ہے اور (سب) پہلے اسکے منکر بنوا اور ہماری آیتوں کے معانی میں تھوڑی قیمت نہ حاصل کرو اور ہم ہی سے ڈرتے رہو۔</p>	<p>وَلَا تَكُونُوا أَولَ كَا فِرٍ بِهِ وَلَا تَشَارِكُوا بِآيَاتِي مُنَاقِلًا وَإِنِّي فَأَنقُوتُ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۵)</p>
<p>پھر وہی تم ہو کہ ایسوں کو مالتے اور نیز انہوں میں کچھ لوگوں کے مقابلہ میں ناحق اور زبردستی ایک دوسرے کے درکار بنکر انکو شہر میں دلیں لادیتے ہو اور وہی لوگ اگر کہیں قید ہو گئے ہمارے پاس (د) کو ان میں تم چلی بھر کر انکو چھڑا لیتے ہو حالانکہ (سری) انکو کال دینا ہی مکرور نہ تھا تو کیا کتاب (اکی) کی بعض باتوں کو مانتے ہو اور بعض کو نہیں مانتے تو جو لوگ تم میں سیوا دیکھیں انکو سوا کا آد کیا بدلہ ہو سکتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں (اکی) سوائی ہو اور آخر کار قیامت کے دن بڑی ہی سخت عذاب کی طرف لے آؤ جائیں اور جو کچھ بھی تم لوگ کرتے ہو انداز میں سے خبر نہیں۔</p>	<p>ثُمَّ أَنزَلْنَاهُ فُؤَادًا لِّقُلُوبِنَا فَهِيَ حُجُوجٌ قَرِيبًا مِّنكُمْ مِّن دِيَارِهِمْ فَظَاهَرُوا وَعَلَيْهِمْ بِأَلَا تَحِرُّوا لَعْنَتِي ۚ وَإِن يَأْتِكُمْ أَسَآدِي فَتَآذُوا وَهُوَ مُحِيطٌ بِكُمْ عَلَيْهِمْ أَصْحَابُهُمْ أَفَنُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُمْ أَلا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ ۚ وَمَا لِلَّهِ مِن شَيْءٍ غَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۰)</p>
<p>اور جب خدا کی طرف سے لکھے پاس قرآن اتارا (اور وہ) اس کتاب کی جو انکی پاس ہے تصدیق دہی کرتا ہے اور اس سے پہلے اسی کی توقع پر) منکر دے مقابلہ میں اپنی فتح کی عافیت مانگا کرتے تھے تو جب یہ چیز جسکو جانے بچانے ہوئے تھے موجود ہوئی تو لگے اسکا انکار کرنے پس منکروں پر خدا کی بھڑکار۔</p>	<p>وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّن رَّعْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۱)</p>
<p>اے اہل کتاب قرآن (جو ہم نے نازل فرمایا ہے) اور وہ اس کتاب کی تصدیق بھی کرتا ہے جو تمہاری پاس ہے اس پر ایمان آؤ دیکھ اس سے پہلے کہ (لوگوں) منہ بجا کر ہم انکی گیندیں لگیں یا جس طرح ہنہ صاحب سبت کو بھڑکایا اسی طرح انکو بھی بھڑکادیں اور جو خدا کو منقول ہو وہ تو ہو کر رہیگا۔</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا أَنزَلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّن قَبْلِ أَن نَّطْفِئَ وَجُوهًا فَتَرَدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ تَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعْنَا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَعْجُزًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۷)</p>
<p>اور جو خدا کی آواز ہوئی کتاب کے مطابق حکم دے تو یہی</p>	<p>وَمِن لَّمْ يَكُفِّرْ كَرِهًا آتَىٰ اللَّهُ فَادْلَاثًا</p>

<p>ہم لکھتے ہیں (۱ بارہ نمبر - سورہ مائدہ - ع ۲) لوگ کافر ہیں *</p>	<p>هٰمْ لَكَفِرُونَ (۱ بارہ نمبر - سورہ مائدہ - ع ۲)</p>
<p>اور قرآن کو ہم کو پھوٹا پھوٹا کر کے (اس صلیبی سے) آتا رہا کہ تم جہنم کے ساتھ اسے لوگوں کو پڑھ کر سناؤ اور اسی لئے ہم نے آسمان سے رفتہ رفتہ آتا رہا (ایسے پیغمبران کی کہ جو کہ تم قرآن کو مانویانہ مانوجن لوگوں کو قرآن سے پہلے (آسمانی کتابوں کا علم دیا گیا ہی رہا تھا تو یہ حال ہو کہ جب انکو رو برو پڑا جاتا ہی تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہنی لگتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک (ذات) ہے بیشک ہمارا پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا *</p>	<p>وَقَرَأْنَا لَهُمْ تِلْكَ آيَاتِنَا عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْتَفٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۚ هٰذَا كَلَامُؤُنَا بِهِ اَوْ لَا تَوْفَعُوْنَا اِنَّ الَّذِيْنَ اَوْفَوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ اِذَا بَيَّنَّا عَلَيْهِمْ يُخْشَرُونَ لِلَّذِيْنَ هُمْ يُحَدِّثُوْنَ وَيَقُولُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا (۱ بارہ نمبر - سورہ بنی اسرائیل - ع ۱)</p>
<p>دو ای پیغمبر اگر دیہ لوگ، اس بات کو نہ مانیں تو شاید تم مارے افسوس کے بیوقوف ہیں ہلاک کر دے لوگے *</p>	<p>فَلَعَلَّكَ بَاجِعٌ لِّنَفْسِكَ عَلَى آثَارِهِمْ حَرَانٌ ثُمَّ قَوْمُؤُنَا بِهٰذَا الْحَدِيثِ اسْفَاكًا (۱ بارہ نمبر - سورہ کہف - ع ۱)</p>
<p>اور کفار کہتے ہیں کہ ہم تو اس قرآن کو کبھی بھی نہ مانیں اور اس پہلی (کتابوں، کلامین) اور ای پیغمبر کا شتم دیکھو جب دنیا کے دن یہ ظالم اپنے پروردگار کو حضور میں (جواب دے گی کے لئے) کھڑی کئے جائیں گے (اور) ایک کی بات ایک رو کر دے گا کہ کمزور (یعنی اونٹنے درجہ کے لوگ) بڑی لوگوں کو کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے ہوتے *</p>	<p>وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ كُنْتُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ وَكَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَكُوْرَى اِذَا الظَّالِمُوْنَ مُؤْتَفِقُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِنَّ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ بِالْقَوْلِ ۙ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتَضْعَفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا وَاَنْتُمْ لَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ (۱ بارہ نمبر - سورہ سبأ - ع ۲)</p>
<p>دو ای پیغمبر تم تو لوگوں کی اس (صلہ) کی طرف بلاتے ہو (وہ خود بھی) جیسا حکم دیا گیا ہی (اس پر) قائم رہو اور ان (لوگوں) کی خواہشوں پر نہ چلو اور (اسنے) کہہ دو کہ کتاب دہی (قسم) سے جو کچھ آتا رہا ہی میرا تو سب پر ایمان ہی *</p>	<p>فَلَنَذْلِكَ قَادِمٌ وَاسْتَقَمَّ كَيْدًا اَمْرَتٌ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ اَمْسَتْ بَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ (۱ بارہ نمبر - سورہ شورا - ع ۲)</p>
<p>اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل دہی کی ہو (قرآن) جو محمد پر نازل ہوا ہے اس پر دہی، ایمان لائی اور وہ برحق ہی (اور) انکی پروردگار دہی کی طرف نازل ہوا ہے خدا کی طرف سب سے زیادہ *</p>	<p>وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَامَنُوْا بِمَا نَزَّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَاصْلَحَ اٰلَهُمْ</p>

<p>اتادو اور انکی حالت بھی درست کہ دی۔ یہ اختلاف حالت سلو ہے کہ جن لوگوں نے دین حق کو نہ مانا وہ غلط رہتے پرچلو اور جو ایمان لائے وہ اپنی پروگ رکھیک رہتے پرچلو یوں امد لوگوں کے سمجھو کہ لئے انکے حالات بیان فرماتے ہے *</p>	<p>ذٰلِكَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَتَّبِعُوا الْبَاطِلَ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَتَّبِعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ هٰذَا كَذٰلِكَ يُضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ع ۱)</p>
---	--

آیات ایمان بالقیامت

<p>بُری (بُری) باتیں تو انہی لوگوں کی مناسب حال ہیں (کافر ہیں) روزِ آخرت کا یقین نہیں کرتے۔ اور اسکی شان کی مناسب دہی باتیں ہیں (عہدہ عوام اور اعلیٰ اعلیٰ ہیں) دہی بُری حالت والا ہے</p>	<p>لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ اَمْلٌ اَلَا تَعْلَمُوْنَ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ نمل - ع ۷)</p>
<p>اور (قرآن لوگوں) یہ بھی سمجھتا ہے کہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے انکی لئے ہنسنے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے *</p>	<p>وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (پارہ نمبر ۱۵ - سورہ بنی اسرائیل - ع ۱۷)</p>
<p>اور جن لوگوں کو آخرت کا یقین نہیں وہ (بیہوش) رستوں سے ہٹے ہوئے ہیں *</p>	<p>وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنُكَذِّبَهُمْ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ مؤمنون - ع ۷)</p>
<p>جو لوگ روزِ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ہنسنے انکی اعمال کو عہدہ کر دکھائے ہیں تو یہ لوگ ہلکے ہلکے پھرتے ہیں یہی لوگ جن کو بُری طرح کا عذاب ہونا ہے اور یہی ہیں جو آخرت میں دہی زیادہ نقصان میں رہیں گے *</p>	<p>اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِيْ الْآخِرَةِ هُمْ اَلَا تَحْشَرُوْنَ (پارہ نمبر ۱۹ - سورہ نمل - ع ۱)</p>
<p>قیامت تو ضرور آتی ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں مگر اکثر لوگ (اسکا) یقین نہیں کرتے *</p>	<p>اِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ یونس - ع ۶)</p>
<p>مرد اور عورتوں نے اس کھڑکھڑانے والے (دن) کو جھٹلایا سو تو وہ تو ایک ہی زندگی، کرک (کے منہ) سے ہلاک کی گئے ہے عہدہ - سورہ دہی (زبان کی اندھی سے ہلاک کر دئی گئی) برابر رات اور آٹھ دن دہاں (دہاں) نے اپنے چلنے رکھی - تو</p>	<p>كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطُغْيَانِهِمْ بِأَنْعَارِهِمْ فَاَمَّا نَسُوْدُ فَاَمْلِكُوْا بِالْاِفْلَاقِ فَاَمَّا عَادُ فَاَهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَّارِفَةٍ عَلَيَّاهُ سَخِرَ مَا عَلَيْهِمْ سَبِيْعَ لَيَالٍ وَتَمَّ يَوْمًا فَاَنزَلْنَا الْقَوَامَ</p>

فِيهَا صَرَخِي كَمَا نَهَمُ الْجَارُ نَحْلَ خَارِدِيَّةَ
(پارہ نمبر ۲۹ - سورہ الحاقہ - ع ۱)

رہے مخاطب، تو ان لوگوں کو اس (آخری) میل طبع
ڈھٹے بڑی دیکھتا جس طرح کھجور کے ٹھوکھلے ہوتے +

آیات ایمان باللہ والرسول

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ
عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَيْثَ مِنَ الْخَبِيبِ وَمَا
كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ
يُخَيِّطُ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَأَمُّنُوا بِاللَّهِ وَ
رُسُلِهِ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ وَتَنَقَّبُوا فَلََكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ
(پارہ نمبر ۴ - سورہ آل عمران - ع ۱۸)

(مناقض) اللہ ایسا نہیں کہ جس حال میں تم ہوا چھے بُرو کی
تیز کنے بغیر اسی حال پر مومنوں کو (بہتر کا ساتھ لا جلا)
رہو دیو اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ شکوہ کی باتیں یاد ہو
اللہ بڑوں میں سے جو چاہتا ہے انتخاب لیتا ہو اور انکو
بقدر مناسب بتا دیتا ہے تو اللہ اور اسکو رسولوں پر ایمان لاؤ اور
اگر ایمان لاؤ اور (نفاق سے) بچتے رہو تو تمکو بڑا اجر ملے گا +

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ يُرِيدُونَ
أَنْ يَفْتَرُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُوا نُؤْمِنُ
بِبَعْضٍ وَنُكَفِّرُ بَعْضٌ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا
بَيْنَ ذَلِكَ سُبُلًا ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ
حَقًّا ۖ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۚ
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ فَلَمْ يَفْتَرُوا بَيْنَ
أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرُهُمْ
وَمَا كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا
(پارہ نمبر ۲ - سورہ نساء - ع ۲۱)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے برگشتہ ہیں وہ اللہ اور اسکو
رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض
(پیغمبروں کو) ماننے میں اور بعض کو نہیں ماننے اور جانتے ہیں کہ
(پیغمبروں میں) مغائرت ڈالیں کہ ایمان کو کچھ بچ چکے ہیں کوئی
رستہ اختیار کریں - تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کو
لئے ہنسنے والے عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اللہ اور
اس کے رسول پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے
جدا نہ سمجھا تو ایسے ہی لوگ ہیں جنکو اللہ (آخرت میں) انکے
اجر عطا فرمائے گا - اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے +

فَأَمُّنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثًا ۖ إِنَّهُمْ مُخْتَارٌ
لَكُمْ وَإِنَّا اللَّهُ وَاحِدٌ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ
لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ذِكْرُنَا لِلَّهِ ذِكْرًا
(پارہ نمبر ۶ - سورہ نساء - ع ۲۳)

تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تم (مختار) نہ کہو
اس میں، بابت و کہ یہ تمہاری حق میں بہتر ہے پس اللہ ہی ایک ہے
ہو وہ اس میں بری ہو کہ کوئی اولاد ہو ہی کا ہو چکے
آسمانوں اور زمین میں ہی اور اللہ (سب کا) مالک اور پالنے والا ہے +

<p>اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر (سچے دل سے) ایمان لائے ہیں لوگ اپنے پروردگار کے ان صدیقیوں و شہیدان کی وجہ سے ہو گئے انکو ان دہی کے سوا جبریل کے اور ان دہی کا دسا، نور دایمان انکی ساتھ ہوگا، اور جو لوگ ہادی آیتوں سے انکار رکھتے اور انکو جھٹلایا کرتے ہیں یہی لوگ دروغی ہیں۔</p>	<p>وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا ذُكِّرُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ (پارہ نمبر ۲۷ - سورہ حدید - ع ۲۷)</p>
<p>دو گواہ، اپنے پروردگار کی منفرت کی طرف لپکا اور جنت کی طرف لپکا جسکا پھیلاؤ (آسمان ہی جیسا آسمان زمین دلا کر دو گواہ کا پھیلاؤ دور وہ) ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں کو جانتے ہیں یہ خدا کا فضل ہے جسکو چاہی غایت کمرے اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔</p>	<p>سَأَلُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكَ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَلَا يَمُوتُ أُولَٰئِكَ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حدید - ع ۲۸)</p>
<p>یہ حکم اسلئے دیا جاتا ہے کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول کو نافاد یہ اللہ کی بات نہ مانی ہو اور جو لوگ تم کو عذاب در دناک دہونا، جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو نہ مانتے مگر تم میں وہ آخر کار ایسی ہی ذلیل ہو گئے جیسے انکو (نا فرمان) ذلیل ہو ہم تو اپنے کھلے کھلم کھلا آپ کو اور انکو ذلت کا عذاب دہونا ہے</p>	<p>ذَٰلِكَ لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَذَٰلِكَ حُدُّ ذَٰلِكَ الْكَافِرِينَ عَذَابُ آلِيمٍ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّثُونَ اللَّهَ وَرُسُلَهُ يَكُونُوا كَمَا كَانَتْ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَقَدْ أُنزِلَتْ آيَاتٌ مُّبَيِّنَاتٌ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ (پارہ نمبر ۲۹ - سورہ مجادلہ - ع ۱)</p>
<p>جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کرتے ہیں وہ خودکار دہی ذلیل ترین لوگوں میں ہو گئے۔</p>	<p>إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّثُونَ اللَّهَ وَرُسُلَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذْلَىٰ ۝ (پارہ نمبر ۳۰ - سورہ مجادلہ - ع ۲)</p>
<p>(اور) یہ اس سبب سے کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو خدا کی مخالفت کرے تو خدا کی مار در بڑی ہی سخت ہے۔</p>	<p>ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاؤُوا اللَّهَ وَرُسُلَهُ وَمَن يَشَأِ اللَّهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (پارہ نمبر ۳۱ - سورہ حشر - ع ۱)</p>
<p>(اے پیغمبر مسلمانوں سے کہو) مسلمانو! (کہو) تم کو ایسی سواری بتاؤں جو تمکو (آخر تک) عذاب در دناک سے بچاؤ (وہ یہ ہے کہ) خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تَجَارِقَةٍ يَبْخِرُكُمْ مِنْ عَذَابِ آلِيَةِ تَوَمَّنُونَ بِاللَّهِ وَ رُسُلِهِ وَتَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ</p>

یاد میں اپنے مال اور اپنی جانیں لڑا دو۔ یہ تمہاری حق میں
بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ إِذْ تُخْرَجُونَ إِلَى الْغَايَةِ
تَعْلَمُونَ ۚ (پارہ ۲۸ - سورہ صف - ع ۲)

آیات ایمان باسد و الکتاب

مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم تو اللہ پر
ایمان لائے ہیں اور (قرآن) جو ہم پر اترا دے (اور صحیفہ) جو تم پر
اور اسماعیل اور ابراہیم اور یعقوب اور داؤد اور عیسیٰ پر اترا ہے
ان پر اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو (کتاب) ملی (اور اس پر) اور جو (دوسرے)
پیغمبروں کو انکی پروردگار سے ملا دے ہم ان پیغمبروں میں سے
کسی ایک میں بھی (کسی طرح کی) جلدائی نہیں سمجھتے اور اسی ایک
کے فرمانبردار ہیں پس اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی چیزوں پر ایمان
لے آئیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو بس اہل رحمت پر آگے اور اگر
انحراف کریں تو سمجھو، بس (تمہاری) ضد پرستی کی پیروی ان کے
سو خدا کا حفظ و امان، تمہارے کو کافی ہو اور وہ (کسی) ہمتا اور مددگار

قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
وَأَلَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا
أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۚ فَإِنْ
آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا
وَأَنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي
فِتْنَةٍ فَسَبِّحُوا اللَّهَ الَّذِي هُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ

(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۷)

دائے پیغمبران کو کہو کہ (ہمارے دین) تو یہ ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے
اور اس پر جو تم پر اترا ہے اور اس پر جو ابراہیم اور اسماعیل اور ابراہیم اور اسماعیل اور
یعقوب پر اترا ہے اور موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے) پیغمبروں کو جو کتابیں
پروردگار کی طرف سے عنایت ہوئیں ان پر ہم تو ان پیغمبروں میں سے
کسی ایک میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی ایک کتاب کو ماننے میں اور پیغمبروں
اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہو تو خدا کو ان کے
دین مقبول نہیں اور وہ آخرت میں زیاں کا دین میں ہو گا۔

قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
وَأَلَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا
أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۚ وََمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ لَا سَلَامَ دِينًا فَلَنْ
يَقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۚ

(پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ع ۹)

اور اہل کتاب میں سے بیشک کچھ لوگ ایسے (یعنی) ہیں جو خدا پر
ایمان لکھتے ہیں اور کتاب جو تم پر اترا ہے اور جو ان پر اترا ہے (یعنی)

وَأَنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي
فِتْنَةٍ فَسَبِّحُوا اللَّهَ الَّذِي هُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ

اللّٰهُ لَا يَشْرِكُ لَهُ بَابُ اللَّهِ قَدْ قَلِيلًا وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ (پارہ نمبر ۱۰ - سورۃ آل عمران - ع ۱۰)

ایمان رکھتی ہیں اور ہر وقت) اسکے آگے جھکے رہتی ہیں اور اللہ کی آیتوں کے عوض میں دنیاوی فائدہ رکھے (تھوڑی دیر) نہیں دے وہ لوگ ہیں جنکو اجر خدا کی ان دنیاوی چیزوں میں (اور) اللہ جلدی حساب کرے گا

آیات ایمان باللہ والقیامۃ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالصَّالِحِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَلَىٰ صَالِحِهِمْ فَالْهُمُ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورۃ بقرہ - ع ۸)

بیشک مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور صابی اور انہیں سے جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہی انکو ان کے کئی کام کا اجر پروردگار ان کی سی ٹیگا اور ان پر نہ کسی قسم کا خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آزرده خاطر ہونگے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ يَلْسَنُ لَمُصِصٍ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورۃ بقرہ - ع ۱۵)

اور ذرا ہی پیران لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جب ابراہیم نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار اس (شہر کو) امن کا شہر بنا دو اسکو یہودیوں سے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں انکو پھل پانے کھانے کو دی اللہ فرمایا کہ جو (اللہ اور روزِ آخرت کا) حکم کرے گا اسکو بھی چند روز کیلئے ہم ان چیزوں سے فائدہ اٹھانے دیں گے پھر (آخر کار) اسکو عذابِ ناری میں ایجا دے گا کہ کنگے اور وہ دہشت ہی اُڑا سکے گا۔

لَيْسُوا سَوَاءً مِمَّنْ أَهْلُ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْتَاهِ الْبَلِ وَهُمْ لَا يَحْزَنُونَ ۝ يَوْمَ نُوَفِّيهِمُ الْوَعْدَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَأْمُرُكَ بِالْغَيْرِ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ (پارہ نمبر ۱۰ - سورۃ آل عمران - ع ۱۲)

دیکھ بھی ان سب کا حال، کیساں نہیں اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو رات کو (نمازیں) پڑھتے ہیں اور آیتِ الہی پڑھتے اور حکم لگے، مسجد کرتے ہیں اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے اور اچھے کام کرنے) کو کہتے اور بُری کام سے منع کرتے اور (خود بھی) نیک کاموں میں دُور پڑتی ہیں اور یہی لوگ نیک بندہ نہیں دراصل ہیں +

وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

اور اگر یہ لوگ (اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرے)

<p>دیا ہو اس میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرتے تو ان کا کیا بکرتا اور اسد تو ان کے حال سے واقف ہی ہے۔</p>	<p>وَأَتَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا (پارہ نمبر ۵ - سورہ نسا - ع ۶)</p>
<p>بیشک مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور صابی ان میں سے جو کوئی ہو اسد اور روز آخرت پر ایمان لاؤ او نیک عمل بھی کرے تو قیامت کے دن ایسے لوگوں پر کسی طرح کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح آزدہ خاطر رہیں گے۔</p>	<p>إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا حُوفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ع ۱۰)</p>
<p>اور دیہاتیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسد کا اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہیں اور کچھ (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں سکو فدا کی جاتا میں تقرب رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں سو سن رکھو حقیقت میں یہ خرچ کرنا انکو ملے (موجب) قربت ہی بھی کہ ضرور دوسری نیچھے اسد انکو اپنی حمت میں لے لیا بیشک اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔</p>	<p>وَمِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَتَخَذُوا مَا يَبْتَغُونَ قُرْبَاتٍ مِنَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرُّسُولِ إِذْ أَنَّهُمْ قُرْبَةً لَهُمْ مَسِيئَتُهُمْ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ توبہ - ع ۱۲)</p>
<p>اگر تم دنیا میں کسی بات پر تعجب کرو تو کافروں کا یہ قول بھی عجیب ہے کہ جب ہم (کل کر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا سکو دھیرے کی قسم میں آنا ہی ہے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پروا رکھ لی قدرت کا انکا کیا اور یہی لوگ ہیں جنکی گردنوں میں (قیامت کے دن) طوق ڈھری ہوگی اور یہی لوگ ہیں جنکی ذمہ کیہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔</p>	<p>وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ إِذْ كُنَّا رَبَّاءً إِنَّا لَكُنَّا خَلْقًا جَدِيدًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَخْلَاقُ فِي أَخْنَائِهِمْ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ رعد - ع ۱۴)</p>
<p>(لوگو!) تمہارا معبود فدا ہے واحد ہی تو جو لوگ (روز) آخرت کا یقین نہیں رکھتے انکو دل (ہے) کچھ اس قسم کہ کہیں کیسی اجنبی بات ہو انکار (ہے) کو جانتے ہیں اور وہ (دوسری) مغرور ہیں۔</p>	<p>إِنَّمَا إِلَهُ الْوَاحِدُ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُّكْرَمَةٌ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع ۲۳)</p>
<p>راہ پیغمبران لوگوں کو کہہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (ہے) ایک مجتہد ہی پس یہی وحی کی طرف دہن لے چلے جاؤ اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک کیوں نہ کر انفس جو زکوٰۃ نہیں دیا اور وہ آخرت کو بھی منکر ہیں</p>	<p>قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مُّثَلُّكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَا إِلَهُ الْوَاحِدُ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ دَوَّيْلُ لِلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ حم - ع ۱)</p>

1987

<p>یہ نصیحت کی باتیں ان لوگوں کو سمجھائی جاتی ہیں جنکو اللہ اور روزِ آخرت کا یقین ہی اور جو شخص خدا سے ڈرتا رہے گا خدا اسکے لئے (مخلصوں سے) نجات کی شکل نکال دے گا۔</p>	<p>ذَٰلِكُمْ يُوعِظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ طلاق - ع ۱)</p>
<h2 style="text-align: center;">آیاتِ ایمان بالکتاب والقیامۃ</h2>	
<p>اور (لے پیغمبر جو کتاب) تم پر اتری اور جو تم سے پہلے آتے ہیں ان (سب) پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنی پروردگار کے سیدھے رستہ پر ہیں اور یہی آخرت میں من مانی، مراد میں پائیں گے۔</p>	<p>وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۚ أُولَٰئِكَ عَلَى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱)</p>
<p>اور یہ (قرآن بھی) کتاب (آسانی) ہے جسکو ہم نے آتا رہا برکت والی کتاب ہے (اور) جو کتابیں اس سے پہلے کی ہیں انکی تصدیق دہی کرتی ہے۔ اور راہی پیغمبر ہمنوا سکواس لئے آتا رہا کہ تم راہل، مکہ اور اس کے پاس میں انوں کو ڈراؤ اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں اس پر ایمان لاتے ہیں وہ اپنی نازکی باہر نکلتے ہیں</p>	<p>وَهَٰذَا كِتَابُنَا أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَن حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صُلُوٰةٍ مُّسْتَمْسِكِينَ ۚ فَطُورُهُ (پارہ نمبر ۱ - سورہ النعام - ع ۱۱)</p>
<h2 style="text-align: center;">آیاتِ ایمان بالکتاب والرسول</h2>	
<p>اور جب ان (لوگوں) کو کہا جاتا ہے کہ جو قرآن (اللہ) آتا رہا یہی اور رسول (خدا) کی طرف سے اور جو حکم دین مانو تو کہتے ہیں کہ خیر طریقت پیشو اپنے باپ دادا کو پایا یہی طریقت، ہمارے لئے جس کو تاہو کیا یہی طریقت پر چلے اگرچہ انکی باپ دادا کچھ نہ جانتے اور وہ رستہ پر رہے ہوں۔</p>	<p>وَإِذَا قِيلَ لَهُم تَعَالَوْا إِلَى اللَّهِ أَنزَلَ إِلَيْنَا الْكِتَابَ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاؤُنَا أَوْ لَوْ كُنَّا آبَاءَهُمْ لَا يَتَّبِعُونَ شَيْئًا وَلَا يَتَذَكَّرُونَ ۚ (پارہ نمبر ۱ - سورہ النور - ع ۱۴)</p>
<p>یہ پیغمبر، وہ لوگ جو حکم دے کر آتے ہیں، دسی حکومت بھی دے، اور پیغمبر بھی دے، تو یہ انھوں نے اگر ان (لوگوں) کو نہ دیکھیں کہ تو کہہ کر دیکھ بہت نہیں، ان کے ان رسول، پر ان لوگوں (مسلمان) تینسا کو دسی ہیں انکو تاہو نہ دیکھیں</p>	<p>أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْكِتَابِ وَالْحُكْمِ وَالنَّبِيِّ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا يَكْفُرِينَ ۚ (پارہ نمبر ۱ - سورہ النعام - ع ۱۰)</p>

آیات ایمان باللہ والرسول والقیامۃ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا
(پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ۵۷)

اے مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور جو تم میں سے حکم
حکومت میں (داخل بھی) حکم مانو۔ اور اگر کسی امر میں (ادھم دقت)
آپس میں جھگڑ پڑے تو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں شرط یہ کہ
اس امر میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کروں پھر سختی
میں بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی طریقہ اچھا ہے۔

لَا يَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ
مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ
أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ
كَتَبَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَ لَهُمُ رُوحَهُمْ
(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ مجادلہ - ۱۰)

(اے پیغمبر) جو لوگ اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتی ہیں انکو
تو تم نہ دیکھو گے کہ خدا اور اس کے رسول کے مخالف کو ساتھ دوستی کریں
وہ انکو باپ یا بیٹے یا بھائی یا ان کے کنبہ کی دیکھیں نہیں یہاں
روہ کی مسلمان ہیں جبکہ دلوں پر نہ لانے ایمان کا نقش کر دیا ہے
اور انکو فیضان غیبی سے انکی تائید کی ہے۔

آیات ایمان باللہ والرسول والکتاب

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي
إِلَى اللَّهِ قَالَ الْخَوَارِجُ هُنَّ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ
وَأَشْهَدُ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَ
اتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ
(پارہ نمبر ۲۵ سورہ آل عمران - ۵۵)

تو جب عیسیٰ نے یہود کی طرقتے انکار دیکھا تو پوچھا انکو کہ کوئی ہو جو اللہ
کی طرف ہو کر میری مدد کرے دیکھ جواری ہو کہ اللہ طرف ایمان ہم اس
پر ایمان لائے اور حضرت آپ بھی گواہ ہو کہ ہم تابعدار ہیں اور شاہدین
میں عرض کیا کہ ہاں ہمارے پروردگار انجیل جو تو نے اتاری ہم اس پر ایمان لائے
اور تیری دیرری رسول (یعنی عیسیٰ) کی پیروی اختیار کی تو ہم کو بھی انکی
تصدیق کرنے والوں میں لکھ رکھ۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّبِعُوا رِسُولَ اللَّهِ إِلَيْكُمْ خُجَّعًا إِلَى اللَّهِ
لَهُ مُصْرَقَاتُ الْمَوْتِ وَالْحَيَاتِ وَاللَّهُ هُوَ يُحْيِي
وَيُمِيتُ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
(پارہ نمبر ۲۵ سورہ آل عمران - ۵۵)

راہ پیغمبر ان کو کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف اس کی طرف بھیجا
ہوا آیا ہوں کہ آسمان زمین کی تمام سلطنت اس کی ہے اس کے سوا
کوئی اور معبود نہیں۔ (دہی، جلاتا اور دہی، مارتا ہو تو لوگو! اللہ کا

<p>ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی (محمد) پر بھی کہ (وہ خود بھی) اسد اور اس کی کتابوں پر ایمان رکھتی ہیں اور انہی کی پیروی کو تاکو تم سیکھ رہے ہو۔</p>	<p>النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلَامِهِ وَاتَّبَعُوا لَكُمْ يُبَدِّلُونَهُ إِذْ بَارَهُ نَبْرًا - سورة اعراف - ع ۲۰</p>
<p>تو دو گوا، اسد اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی ہدایت یعنی قرآن پر چکو ہم نے تمہارا ہے اور اسد تمہارے (سب) عملوں کو جانتا ہے +</p>	<p>فَأَمَّا مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْيَوْمِ الَّذِي أَنزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (بارہ نمبر ۲۸ - سورہ تغابن - ع ۱)</p>
<h2 style="text-align: center;">آیات ایمان باللہ والکتاب والقیامۃ</h2>	
<p>لیکن راہی پیغمبر ان میں سے جو علم میں درجی، یا نگاہ رکھتی ہیں مسلمان رہے وہ یقیناً تو اس کتاب پر جو تمہاری ہوا جو تم پہلے آتھی ہیں (سب پر) ایمان لائے اور نائیں پڑھو اور زکوٰۃ دے اور اسد اور دنیا خفت پر یقین رکھتی ہیں - یہ لوگ ہیں جنکو ہم غفر قریب بڑا اجر عطا فرمادیں گے +</p>	<p>لَٰكِنَ الَّذِينَ يَخْتَوْنَ فِي الْعَالَمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ وَمَا أَنزَلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتِينَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا (بارہ نمبر ۷ - سورہ نساء - ع ۲۲)</p>
<p>اہل کتاب جو نہ خدا کو انی ہیں (جیسا کہ ماننے کا حق ہے) اور نہ دوزخ آخرت کو اور نہ اسد اور اس کے رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اور نہ دین حق کو تسلیم کرتے ہیں (مشرکوں کے علاوہ ان لوگوں سے) (جی) اڑو - یہاں تک کہ دلیل ہو کر (اپنے) ہاتھوں سے جزیہ دیں +</p>	<p>فَأَنزَلْنَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدْعُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُؤْخَذَ الْأَجْنِيَّةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ (بارہ نمبر ۱۰ - سورہ توبہ - ع ۲۴)</p>
<h2 style="text-align: center;">آیت ایمان باللہ والملائکۃ والرسل</h2>	
<p>جو شخص اسد کا دشمن ہو اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور دشمن (جبریل) فرشتے کا اور میکائیل (فرشتے) کا - تو اسد بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے +</p>	<p>مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (بارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۲)</p>

آیت ایمان باللہ الملائکہ الکتاب والرسول

<p>دہارویہ، پیغمبر (محمد) اس کتاب کو مانتے ہیں، انکو پروردگار کی طرف سے ان پر اتاری ہوئی اور پیغمبر کیساتھ دوسری مسلمان بھی دیکھ سکتے ہیں اور انکو فرشتوں اور انکی کتابوں اور انکی پیغمبروں پر ایمان لائے کہ اسکا دین حق ہے اور ہم خدا کی پیغمبروں میں سے کسی ایک کے بھی، جدا نہیں سمجھتے اور بول اٹھ کر دای پروردگار پر ہونے والے (فرمان) سنا اور اسو مانا اور اسے پروردگار دین پیری ہی غفرت (درکار ہے) اور پیری ہی طرف سے کتب کرنا ہے۔</p>	<p>أَمَّا الرَّسُولُ فَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلُّ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرًا أَفَلَا دَبَّحُوا إِلَيْكَ الْمَصِيدَ (پارہ نمبر ۳ - سورہ بقرہ - ع ۲۰)</p>
--	--

آیات ایمان باللہ الملائکہ الکتاب والرسول والیقینہ

<p>نیکی یہی نہیں کہ نمازیں، اپنا منہ مشرق کی طرف کر لیں یا مغرب کی طرف پھیر لیں بلکہ اصل، نیکی تو انکی ہے جو اللہ اور ذراعت اور فرشتوں اور انسانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مال دعزیرہ اسکی حُث پر دیا۔</p>	<p>لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ لِلْمَشْرِقِ الْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ أَمْنٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَالْحَالِ الْمَالِ عَلَى حُجَّةٍ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۲۲)</p>
<p>مسلمانو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (محمد) پر اتاری اور ان کتابوں پر جو قرآن ہی پہلے دوسری پیغمبروں پر اتاری اور جو شخص اس کا منکر ہو اور انکے فرشتوں کا اور انکی کتابوں کا اور انکی پیغمبروں کا اور ذراعت کا تو وہ راہ راست سے بڑی دور جھٹک گیا۔</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۲۰)</p>

ایمان کے متعلق جس قدر آیات دستیاب ہو سکیں ان میں سے اکثر لکھی گئیں۔ اس سے اگرچہ کسی قدر تطویل
ہو گئی لیکن ایک تو معلوم ہو گا کہ قرآن شریف میں کس قدر مختلف پیرایوں میں اس مضمون کو دیا گیا ہے جو نفس
مطلب کے علاوہ ادبھی بہت سے نکات ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے یہ ثابت ہو گا کہ صرف یہی پانچ مضامین
ہیں جن پر یقین کرنا انسان کو نجات ابدی دیتا ہے اور انکے سوا اور کوئی چیز نہیں جس کا ماننا مؤمن بننے کی واسطے

ضروری ہو ورنہ باوجود اس قدر تفصیل اور تشریح کے جو قرآن مجید نے اس بارہ میں کی ہے کسی ضروری امر کو نظر انداز کرنا ایک بڑا نقص ہوتا اور کلام ربانی ایسے نقصوں سے پاک اور برتر ہے۔ البتہ کلام پاک میں علاوہ ان پانچ امور کے ایک محل لفظ آیات کا بھی ہے جس پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اور اس پر ایمان لانے سے کافرا دنیائی جہنمی کہا گیا ہے مثلاً ارشاد ہے :-

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَلَمْ يُؤْمِرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أَصْحَابُ
النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (پارہ نمبر ۱۰۰ - سورہ بقرہ ص ۲۴)

اور جو لوگ نافرمانی کرینگے اور ہماری آیتوں کو بھٹکائیں گے وہی
دوزخی ہونگے اور وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ ہی میں رہیں گے۔

اور فرمایا ہے :-

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَةِ
عَلَيْهِمْ نَارُ مُّصَدِّقَاتِ (پارہ نمبر ۳۰ - سورہ بلد ص ۱)

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا وہی نحوس (نہیب) ہونگے
انکو دوزخ کی آگ میں ڈالکر (سبقت) کوڑھینڈیو جائیں گے۔

اور اسی طرح اکثر جگہ ایمان بالآیات کا ذکر ہے مگر جب اس لفظ آیات کی تفسیر کلام الہی میں تلاش کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ یا تو بمعنی اسباب معرفت الہی مستعمل ہے جیسے :-

الْمُرِيدُ أَنْ يَمْلِكَنَا الْيَوْمَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارُ مُبْصِرٌ
أَنفِ فِي ذَلِكَ لَا يَتْلُوهُمْ قَوْمٌ وَيُصْنَعُونَ (پارہ نمبر ۲۰ - سورہ غل ص ۷)

کیا ان لوگوں نے اس دہات پر نظر نہیں کیا کہ جنوارات کو دہلی ڈالکر
بیٹھا کہ میں آج (آج) کرین اور دیکھو دشمن کہ میں نے کھیں بھائی (کچھ نہ کر سکیں
روز روشن کے) اس (انگلا) میں ایمان لوگوں کے لئے قدرت خدا کی بہت سی باتیں

اور یا بمعنی احکام الہی آیا ہے جیسے :-

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي
أَرْحَامِ سُوْلَايِكُمْ عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي
الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ (پارہ نمبر ۲۰ - سورہ قصص ص ۶)

اور دینی پیغمبر جب تک تمہارا پروردگار کسی قبیلہ میں پیغمبر بھیجے اور وہ
انکو ہماری آیتیں بڑھ کر نہ سنا دے اس (کی) ٹٹا انھما سے بچے کہ
رہے تمام جت، پیغمبروں کو ہلاک دیا کرو اور ہم مبتدیوں کی تب ہی
ہلاک کرتے ہیں جبکہ وہ ان (ناافرمانی) اختیار کر لیتے ہیں +

اور یا بمعنی معجزہ مذکور ہے جیسے :-

وَقَالُوا لَا آتِنَا آيَاتَ اللَّهِ مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا
الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ (پارہ نمبر ۲۱ - سورہ عنکبوت ص ۵)

اور کہتے ہیں، اس (شخص) پر اس کے پروردگار (کی) آیتیں (معجزے)
کیوں نہیں آتی دے پیغمبر! انہی کہہ دو کہ مجھ کو تو خدا ہی کو پکار
میں اور میں تو صاف ہلکا پر ڈرنا لے والا ہوں۔ اور میں۔

اور یا پارہ سورہ کے معنوں میں ہے جیسے :-

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَجَبًا لَقُلُّوا أَوْلَا فَضْلُكَ يَا آدَمُ
(پارہ نمبر ۲۴ - سورہ نجم سورہ - ج ۵)

اور اس موقع ایمان بالآیات میں اسباب معرفت الہی کے معنی زیادہ چہاں ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسے اسباب کو نہ ماننا اور ان سے عبرت نہ لینا بعینہ خدا کو نہ ماننا ہے اور اگر بالفرض دوسرے معنوں میں سے کوئی مراد لیا جاوے تو بھی احکام الہی کو نہ ماننا یا پارہ سورہ کی تکذیب کرنا دوسرے لفظوں میں کتاب الہی کی کافر ہونا ہے اور معجزہ کو دیکھ کر انکی غرض و غایت یعنی صاحب معجزہ کی تسلیم تک نہ پہنچنا بالفاظ دیگر کفر بالرسول ہے پس ایمان بالآیات یا تکذیب آیات مذکورہ بالا امویں سے ہی کسی کی تصدیق یا تکذیب ہے اور اسکی ایسی آیتوں سے بھی سوائے پانچوں اشیاء کے کسی اور چیز پر ایمان لانا ثابت نہیں ہوتا۔

اور چونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایمان محض دل کا فعل ہے اور عمل جو اس میں داخل نہیں اس لیے اس پانچوں باتوں یعنی خدا - پیغمبروں - فرشتوں - الہامی کتابوں اور قیامت کو دل سے برحق ماننا ہی ایمان ہے لیکن چونکہ زبانی اقرار سے انسان اسی حالت میں گریز کرتا ہے جبکہ وہ کسی وجہ سے مجبور ہو جبکہ خدا نے

إِلَّا مَن آتَاهُ الْإِيمَانُ وَكَذَلِكَ مَطْمَئِنِّتِ بِالْإِيمَانِ
(پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ج ۱۴)

کہ کفر معاف فرما دیا ہے یا جبکہ اسکا دل اس بات کو نہ ماننا ہو اور اگر یہ دونوں سبب نہ ہوں تو پھر اسے اظہار مافی الضمیر میں کوئی تاقل نہیں ہوتا اور نیز دنیا میں اسلامی احکام جاری کرنے کے لڑو اور کسی کو مسلمان سمجھنے کے لئے ایک زبان ہی ذریعہ ثبوت ہے اس لڑو اقرار باللسان کو تصدیق بالقلب کے ساتھ شرط ایمان ٹھہرایا گیا ہے اور اکثر جگہ اس اعتقاد کو زبان سے کہنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً :-

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا
(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ج ۲)

اور - إِنَّ الدِّينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ احقاف - ج ۲)

البتہ اگر کوئی شخص ایسا فرض کیا جاوے جو تمام عمر کسی جگہ میں رہا ہے اور اس نے کبھی متنبس سے کلام نہیں

کی اور نیز بالفرض اس نے اسلامی قاعدہ کے مطابق نماز بھی نہیں ادا کی جسکے ہر رکن میں ان امور میں سے کسی نہ کسی کا زبانی اقرار ضرور ہوتا ہے لیکن دل سے وہ ان سب باتوں کو سچ مانتا اور پختہ اعتقاد رکھتا ہے تو وہ شخص حسب تحقیق بالآخر خدا کے نزدیک مومن ہو گا۔ گو عبادت نہ ادا کرنے کے سبب اسکو گنہگار کہیں۔ کیونکہ بصورت مفروضہ اسکو اقرار باللسان کا موقع ہی نہیں پیش آیا۔

مذکورہ بالا آیات سے اگرچہ یقین ثابت ہوا کہ خدا کے سوا اور بھی چار چیزیں ہیں جنکا برحق ماننا دخل ایمان ہی کے بعض آیتوں سے بادی النظر میں صرف خدا پر ایمان لانا کافی سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً:-

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيْكُمْ أَن تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ تَعَالَى وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ	(اے پیغمبر ان سے) کہو لاؤ اور، آدمیوں کو وہ چیزیں ٹھیکہ نہ کرو جو تمہاری پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ ہیں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے حق سلوک کرتے رہو۔
--	---

اور:- اِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُوكُمْ وَمِمَّا سَاءَ لَعْنُوكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ كُفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَلَيْنَا وَبَيْنَكُمْ أَلْعَادَؤُهُ وَالْبَعْضُ أَجْدَا حَسْتَهُ تَوَكَّلُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ (پارہ نمبر ۲۸- سورہ مؤمنہ ص ۱۹)	جبکہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان مجھ دوں سے جتنی تم خدا کے سوا پستش کرتے ہو کچھ بھی، سروکار نہیں ہم تمہاری عقیدہ کو بالکل نہیں مانتے اور ہم میں تم میں کھلم کھلا، عداوت اور دشمنی ہمیشہ کیلو (قائم) ہو گئی ہو۔ جب تک کہ تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لائے
---	--

اور انکے سوا اور بھی چند آیتوں سے ایسا گمان پیدا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فی زمانہ بعض مسلمانوں کو کہتے تھے کہ صرف خدا کو ماننے والا کسی اور چیز کو نہ ماننے سے کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اول تو ہم انکو گذشتہ آیات کی طرف جن میں یوم آخر وغیرہ سے انکار کرنے والوں کو بصر آحت کافر کہا گیا ہے۔ اور پھر اس آیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں:-

كُنُتُمُ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالُوا لِلْإِنْسَانِ أَكْهَرُ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۚ فَكَانَ عَاقِبَتُهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۚ	(وہ منافقوں کی مثال، شیطان کی سی مثال ہو کہ وہ آدمی کو کفر کا طریقہ بتا دینے کے بعد کہتا ہے کہ میں تیرے سے بے پروا ہوں اور میں اللہ سے ڈرتا ہوں) لیکن کفر کرنا ہی یہ ہے جو کفر کی بیعت ہے تو شیطان کہتا ہے کہ میرا کچھ بھی سروکار نہیں ہے اسے جو تمام جہان کا پروردگار ہو دیتا ہوں پر ان دونوں کا انجام یہی ہوتا ہے کہ وہ دونوں گہ میں ڈکھائی جائیگا اور ان (اس میں ہمیشہ رہیگا اور تمام) سرکشوں کی یہی سزا ہو۔
---	---

کہ یہاں شیطان کی نسبت ثابت ہوا ہے کہ وہ خدا کو مانتا ہے بلکہ اسکی طرف سے یہ دعویٰ بتایا گیا ہے کہ میں اللہ سے

ف بعض آیات میں صرف خدا پر ایمان لانا ہی حکم اور اسکی وجہ ۱۱

جو رب العالمین ہو ڈرتا ہوں اور پھر اسکو دالھی پہنچی کہا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو ماننے والا بھی کافر ہو سکتا ہے۔ اور پھر اگر یہ سوال ہو کہ اس قسم کی آیتوں میں اور صرف خدا کو ماننے کی آیتوں میں تناقض لازم آتا ہے تو اسکا جواب بھی قرآن ہی سے دیا جاسکتا ہے کیونکہ جن چار چیزوں کو ارکان ایمان بتایا گیا ہے انہیں سے کسی ایک کا انکار حسب شاد خداوندی بعینہ خدا کا انکار ہے۔ مثلاً پیغمبروں کی نسبت خدا فرماتا ہے:-

<p>إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفِرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۚ (پارہ نمبر ۱ سو و نفا - ع ۲۱)</p>	<p>بیشک جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ خدا اور اس کے پیغمبروں میں بگاڑ لگیں سمجھیں اور کہتی ہیں کہ انہیں سے بعض کو تو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں ایمان کفر کے بیچ بیچ رستہ اختیار کریں۔ یہی لوگ تو ہیں جو کفر اور یقینی کافر ہیں اور بہنو کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔</p>
--	---

یہاں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو بعض انبیاء کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ظاہر ہے کہ جو شخص بعض انبیاء کو مانتا ہے وہ خدا کو بھی مانتا ہوگا۔ کیونکہ نبی کو ماننا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ خدا کا فرستادہ ہی پس فرستادہ کا خیال ہی ذہن میں نہیں آسکتا جتنا کہ بھیجنے والے کا خیال نہ آئے اور ممکن نہیں کہ بھیجے ہوئے کو سچا مانیں اور پھر کہیں کہ بھیجنے والا کوئی نہیں۔ اور پھر ایسے شخصوں کو جو واقع میں خدا کو مانتے ہیں بعض انبیاء پر ایمان نہ لانے کے سبب منکرین خدا و رسول کہا ہے اور ایک اور جگہ فرمایا ہے:-

<p>إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ (پارہ نمبر ۱ سو و نورج)</p>	<p>و ایسے پیغمبر، جو لوگ اپنی ضرورتوں کے لئے تم سے اجازت مانگتے ہیں یہی لوگ ہیں جو خدا اور پھر رسول پر ایمان رکھتے ہیں +</p>
---	--

یہاں رسول کا حکم ماننے والوں کی نسبت فرمایا ہے کہ خدا و رسول کو ماننے والے وہی لوگ ہیں اور نیز فرمایا ہے:-

<p>مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّآ أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا ۚ (پارہ نمبر ۱ - سورہ نسا - ع ۱۱)</p>	<p>اور جو پیغمبر کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہو اور جو پھر بیٹھا تو ایسے پیغمبر تم سے کچھ باز پرس نہیں کیونکہ ہم نے تم کو کچھ انکا نگہبان (رہتا کہ) تو بھیجا نہیں +</p>
---	---

یہاں بھی رسول کی اطاعت کو بعینہ اپنی اطاعت کہا ہے پس ان آیتوں میں ثابت ہوا کہ نبی کو نہ ماننا

بعینہ خدا کی فریادیں اور نبی پر ایمان لانا بعینہ خدا پر ایمان لانا اور اسی طرح کتاب کی نسبت ارشاد ہے:-

<p>اور دیہود نے جیسی قدر اللہ کی جانبی چاہے تھی وہی کسی قدر نہ جانی کہ خدا سے کہیں لگے کہ خدا نے کسی انسان پر کتاب کی قسم کی کوئی چیز نہیں تاری را پیغمبران سے پوچھو کہ وہ کتاب پھر کس نے اتاری جو مومن لیکر آئے تھے۔</p>	<p>وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَتَّىٰ دَرَجَ إِذْ قَالُوا مَا أَتَانَا اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ قُلْ مَن آتَىٰ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ</p> <p>(دبارہ نمبر - سورہ انفصاح - ع ۱۱)</p>
---	---

یہاں ایسے لوگوں کو جو خدا کو مانتے تھے اور حضرت موسیٰ کی کتاب کو بھی مانتے تھے دیکھو کہ الزام کے طور پر انکو یہی جواب دیا گیا ہے کہ موسیٰ پر کس نے کتاب اتاری، ایک اور کتاب ابی پر ایمان نہ لانے کے سبب کہا گیا ہے کہ انہوں نے خدا کو جیسا چاہے نہیں پہچانا جس سے ثابت ہو کہ کسی ایک کتاب پر بھی ایمان نہ لانے سے خدا کی خدائی کا اعتقاد ناقص رہتا ہے اور ایسے شخص کو خدا پر پورا اعتقاد رکھنے والا نہیں کہہ سکتے۔ اور نیز ارشاد ہے:-

<p>اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کیے اور قرآن پر بھی ایمان لایا جو محمد پر اترا ہے اور وہ حقیقت میں انکے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے خدا نے انکے گناہوں سے اتار دی اور انکی حالت بھی درست کر دی۔ یہ اس لڑکے جنہوں نے کفر کیا وہ غلط رستہ پر چلے اور جو ایمان لائے انہوں نے سچی پروردگار کا ٹھیک راستہ لیا۔ یوں اللہ لوگوں کو سمجھانے کیلئے حالات بیان کرتا ہے۔</p>	<p>وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَالَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِن رَّبِّهِمْ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ</p> <p>(دبارہ نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ع ۱)</p>
--	--

یہاں کتاب پر ایمان لانے والوں کو خدا کی حقانیت ماننے والے اور اس سے انکار کرنے والوں کو گمراہی کی اطاعت کرنیوالے فرمایا ہے جس سے ثابت ہوا کہ کتاب کو ماننا بعینہ خدا کو ماننا ہے اور اس سے اعراض بعینہ خدا سے اعراض ہے اور علیٰ ہذا قیامت کے بارے میں فرمایا ہے:-

<p>اور اگر تم زمین میں کسی بات پر تعجب کرو تو خدا کا قول بھی عجیب کہ جب ہم مٹی ہو جائیگے تو کیا ہو کہ وہ جسے ہم میں نہا ہی ہو کہ ہمیں جنہوں نے اپنی پروردگار کی قدرت کا</p>	<p>وَأَن تَعْجَبَ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ إِذْ أُنْزِلَ إِلَيْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ قُلْ أَنَا لَئِي خَلَقْتُ جَدِيدًا وَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبِّهِمْ فَوَلَّيْتُ لَكَ الْأَعْيُنَ لِحَاقِ</p>
---	--

<p>اعْتَابَهُمْ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْأَنْحَارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٣﴾ (بارہ نمبر ۱۳ - سورہ مد - ع ۱)</p>	<p>انکار کیا اور یہی لوگ ہیں جنکی گردنوں میں دھتکے دن، طوق پڑی ہوئی اور یہی لوگ ہیں دشمنی کے دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔</p>
<p>یہاں قیامت سے انکار کرنے والوں کی نسبت فرمایا ہے کہ اسکا انکار صریح خدا کا انکار ہے اور یہ لوگ عذاب ابدی کے مستوجب ہیں اور نیرا شاد ہے :-</p>	<p>یہاں قیامت سے انکار کرنے والوں کی نسبت فرمایا ہے کہ اسکا انکار صریح خدا کا انکار ہے اور یہ لوگ عذاب ابدی کے مستوجب ہیں اور نیرا شاد ہے :-</p>
<p>إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۖ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُّكَنَّةٌ وَهُمْ يَحْسَبُونَ بِحُجَّتِهِمْ ۖ (بارہ نمبر ۱۴ - سورہ نمل - ع ۳)</p>	<p>دلوگوں تمہارا معبود خدا ہی واحد ہے تو جو لوگ (دن) آخرت کا یقین نہیں رکھتے انکو دل رہی کچھ اس قسم کے ہیں کہ کسی بھی بات کو انکار کرتے ہیں اور وہ (دشمنی) مفرد ہیں۔</p>
<p>یہاں قیامت کا انکار کرنے والوں کی یہ غماصیت بتائی ہے کہ انکا دل ہمارا شکر ہوتا ہے اور اپنے دشمن کی کا بندہ ہوئیے برتر جانتے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ قیامت کو نہ ماننے والے دراصل خدا کی قدرت و جبروت سے اور اپنے بندہ اور مخلوق ہونے سے منکر ہوتے ہیں۔ اور ملائکہ کے بارے میں ارشاد ہے :-</p>	<p>یہاں قیامت کا انکار کرنے والوں کی یہ غماصیت بتائی ہے کہ انکا دل ہمارا شکر ہوتا ہے اور اپنے دشمن کی کا بندہ ہوئیے برتر جانتے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ قیامت کو نہ ماننے والے دراصل خدا کی قدرت و جبروت سے اور اپنے بندہ اور مخلوق ہونے سے منکر ہوتے ہیں۔ اور ملائکہ کے بارے میں ارشاد ہے :-</p>
<p>قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۚ هُوَ الَّذِي أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا لَّئِلَّهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ (بارہ نمبر ۱۵ - سورہ بقرہ - ع ۱۲)</p>	<p>اے پیغمبران لوگوں سے کہو کہ جو کوئی جبریل (فرشتے) کا دشمن ہو جائے یہ دوزخ، اسی (فرشتے) نے خدا کو حکم سے تمہارے دل میں لاہی اور (قرآن) ان (دشمنوں) کی بھی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے موجود ہیں اور وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری کا رسول (خدا کا دشمن ہو اور اس کے فرشتوں کا اور کسی پیغمبر کا اور جبریل (فرشتے) کا اور کھیل (فرشتے) کا تو خدا بھی ایسی کا فرشتوں کا دشمن ہو۔</p>
<p>یہاں عداوت جبریل کیوجہ یہ بُرائی بیان کی ہے کہ وہ خدا کے حکم سے رسولِ ابدی پر وحی لاتا ہے اور اس جملہ سے بُرائی اسی طرح ثابت ہوتی ہے کہ کہا جائے پس اس سے عداوت رکھنا بعینہ قیامت اور اس کے حکم سے اور نیز رسول سے عداوت رکھنا ہے اور اسی جملہ کو مقدر مانکر آیت چھپائی ہے ہے کہ جو خدا سے اور رسولوں سے اور فرشتوں سے عداوت رکھو وہ کافر ہو اور خدا بھی اسکا دشمن ہو۔ اگر کہا جائے کہ یہ حکم عداوت کا ہے جس سے مطلب کسی کی بُرائی چاہتا اور اس کے درپے ایذا ہونا ہے اور جو شخص فرشتوں کو نہیں مانتا وہ اُن سے عداوت نہیں رکھتا تا اس سے خدا کا انکار یا اسکی عداوت</p>	<p>یہاں عداوت جبریل کیوجہ یہ بُرائی بیان کی ہے کہ وہ خدا کے حکم سے رسولِ ابدی پر وحی لاتا ہے اور اس جملہ سے بُرائی اسی طرح ثابت ہوتی ہے کہ کہا جائے پس اس سے عداوت رکھنا بعینہ قیامت اور اس کے حکم سے اور نیز رسول سے عداوت رکھنا ہے اور اسی جملہ کو مقدر مانکر آیت چھپائی ہے ہے کہ جو خدا سے اور رسولوں سے اور فرشتوں سے عداوت رکھو وہ کافر ہو اور خدا بھی اسکا دشمن ہو۔ اگر کہا جائے کہ یہ حکم عداوت کا ہے جس سے مطلب کسی کی بُرائی چاہتا اور اس کے درپے ایذا ہونا ہے اور جو شخص فرشتوں کو نہیں مانتا وہ اُن سے عداوت نہیں رکھتا تا اس سے خدا کا انکار یا اسکی عداوت</p>

لازم آئے تو جواب یہ ہے کہ یہاں عداوت بمعنی انکار ہے کیونکہ اسی دوسری آیت میں کہا گیا ہے کہ "جو خدا کا دشمن ہو" اور ظاہر ہے کہ کوئی شخص خدا کو مان کر اس کا دشمن اور درپے ایذا نہیں ہو سکتا اور بغیر مانے عداوت کا وجود ہی محال ہے پس اگر ہو سکتا ہے تو خدا کا منکر ہی ہو سکتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ عداوت سے اس کو یا اسکے حکموں کو نہ ماننا مراد ہے اور جب دلیل کے دوسرے مقدمہ میں عداوت سے انکار مراد ہوا تو پہلے مقدمہ میں بھی یہی مطلب ہوگا ورنہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ غرض ثابت ہوا کہ فرشتہ کا انکار بھی خدا کا انکار ہی اور عقلاً بھی کسی حاکم کے سفیر کو جسکے پاس قوی دلائل اپنی سفارت کے موجود ہوں یہی صورت زیر بحث میں نہی، یا اسکے فرامین کو جو واقع میں اسکی بارگاہ سے نافذ ہوئے ہوں (جیسے یہاں فرشتے) نہ ماننا بعینہ اُس حاکم کی حکومت سے انکار کرنا ہی اور اسی طرح کسی بادشاہ کی اس طاقت سے انکار کرنا کہ وہ اپنی رعایا کو کسی ناپسندیدہ فیصلہ میں فضل و مفادات کے لیے بلا سکتا ہے (جیسے یہاں قیامت) اسکو اپنے اختیارات شاہی سے معزول کرنا ہے اور باوجود اس انکار کے اپنی تینیں مطیع اور فرمانبردار رعایا میں سمجھاؤ اور حوالے کرنا کہ ہم بادشاہ کو مانتے ہیں گوا اسکے ارکان دولت اور قوانین اور اقتدارات کو نہیں مانتے سرسراخرو اور بمعنی ہے اور نیز انسان میں جو برخلاف دیگر مخلوقات کے فطرتاً اپنی موجودہ حالت سے بڑھتا اور ترقی کر رہا خواہش پیدا کیگئی ہو اسکی علت غائی یعنی جسمانی اور روحانی ترقی انہی کاموں سے حاصل ہو سکتی ہو جو منشاء خداوندی کے مطابق اور اسکی مرضی کے موافق ہوں پس اگر کوئی شخص خدا کی ہستی کا قائل ہو لیکن یہ عقائد رکھتا ہو کہ خدا کی مرضی اور منشاء کو کوئی انسان معلوم نہیں کر سکتا یعنی بالفاظ دیگر کوئی رسول اور پیغمبر نہیں ہو سکتا یا یقین رکھتا ہو کہ خدا کسی انسان سے خطاب نہیں کرتا یعنی اسکی جانب سے کوئی کتاب نہیں نازل ہوتی تو شخص منشاء خدا کی نہ معلوم کر سکتی کے سبب تمام جسمانی اور روحانی ترقیوں سے ایسا ہی محروم رہیگا جیسا خود خدا کو نہ ماننے والا اور اگر اتفاقاً کسی ایک آدمہ بات میں اپنی عقل سے یا دیگر مذاہب الہامیہ کے اکثر موٹے موٹے اور قریب الغہم قاعدوں کی تقلید سے راہ رہت پالیا تو اور بہت سی باتوں میں ضرور غلطی کھائیگا اور حقیقی معراج ترقی تک ہرگز نہ پہنچ سکیگا اور اسی طرح جو شخص یہ ماننا ہو کہ کوئی ذریعہ یا طاقت ایسی موجود نہیں جس سے انسان احکام و فرامین الہی سے واقف ہو سکی جسکو دوسرے لفظوں میں فرشتہ یا ملک کہتے ہیں کیونکہ فرشتہ چاہے کوئی مستقل ہستی ہو۔ جیسا کہ اکثر مسلمانوں کا خیال ہے یا اُس ملک نبوت وغیرہ تو اُسے عالم کا نام ہو جس سے

ایک شخص خدا کے بے صوت و لفظ کلام کو سُننے کے لائق ہو جائے جیسا بعض آزاد خیال مسلمان سمجھتے ہیں دونوں صورتیں یہ خدا اور بندہ میں احکام و قوانین پہنچانے اور قدرت و طاقت پیدا کرنا کے واسطے ہیں اس سے انکار کرنا بالاحکام الہی کے انسان تک پہنچنے سے انکار کرتا ہے اور اسلئے وہ بھی حقیقی ترقی کے قواعد سے ناواقف اور حصول کمال سے محروم رہیگا۔ اور اسی طرح جو شخص کسی دین کا آنا نہ ممکن سمجھتا ہے جیسا بدکاروں کو انکے اعمال کے مطابق سزا اور نیکو کاروں کو انکے مدارج کے موافق جزا دینا اُسکو کوئی طاقت اعمال بدو رکھنے اور حسنات کی ترغیب و خدالی نہ ہوگی اور یہ انسان کی مرشد میں داخل ہو کر وہ کوئی کام نہیں کرتا جب تک اُسکی اجور و فائدہ کی کاسکو یقین نہ ہو اور کسی بات سے نہیں رکتا تا وقتیکہ اُسکو نقصان کا خوف نہ ہو اسلئے ایسا شخص بھی کسی صورت سے اپنے معیار ترقی تک نہ پہنچ سکے گا اور یہی انسان ہیں جن سے خدا نے اپنے ایمان کے ساتھ ان چار چیزوں پر ایمان لانا ضروری گردانا اور انکی منکر و کابری جہنمی کا فرد منکر خدا کہا۔ غرض جن آیتوں سے صرف اقرار الودہیت پر نجات ابدی کا انحصار سمجھا جاتا ہے وہاں موقوف علیہ یعنی اقرار الودہیت ہی نہیں پورا ہوتا جب تک ان تمام باتوں کا اقرار نہ ہو البتہ جس شخص کے دلیں بالفرض تفصیل گذری ہو مثلاً کسی جنگل یا پہاڑ میں تمام زلیست لبر کے نیکی سبب کسی رسول کی تبلیغ اور نادی اُسکے کان تک نہ پہنچی ہو اور وہ بالاجمال خدا کو ہر بات میں سچا اور برحق مانتا ہو تو چونکہ وہ ان امور میں سے کسی منکر نہیں کہا جاسکتا اسلئے اس قسم کی آیتوں کے مطابق مومن ہے۔ اور انعام خداوندی کا مستحق اور یقیناً لوگوں کو زمین میں شامل کر نیکی غرض سے خداوند ذوالانعام نے اکثر جگہ صرف اپنی تئیں مجبور برحق اور ہر بات میں سچا ماننے کا اجمالی حکم دیا اور جن لوگوں تک ان تمام امور کی تفصیل پہنچ چکی ہو انکے واسطے ان سب پر ایمان لانے کا مفصل اور شرح حکم مختلف پیرایوں میں صادر فرمایا اور جیسا گذشتہ آیات ایمان کے مطالعہ سے معلوم ہوا امور مذکورہ میں سے ہر ایک کے ذکر پر اسکے نہ ماننے والوں کو کافر کہا اور پھر مختلف موقع پر کفر کی وجہ بھی بتادی کہ انکو نہ ماننا خدا کے انکار کا مستلزم ہو اور یہی اجمال و تفصیل کا فرق ہو جسکو نہ سمجھو سو ناقض یا خدا کے سوا دیگر ارکان کی عدم ضرورت کا خیال پیدا ہوتا۔

البتہ ایک آیت کی تشریح ابھی اور کسی قدر ضروری ہے جہاں فرمایا ہے :-

وَاللّٰهُ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ص ۷)	اللہ تعالیٰ (جسم) کو معاف کرنا والا نہیں بلکہ کسی کو شریک نہ ماننے کی معافی دینا ہے جسکو چاہے (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ص ۷)
---	---

کہ یہاں شرک کے سوا اور سب باتوں کو معاف کر دینے کی امید دلائی ہے اور بظاہر مذکورہ بالا چاروں امور میں سے کسی نہ ماننا گویا کوئی واقعہ نہ ماننا ہی مگر اسکے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا نہیں ہے اور اسکو قابل مغفرت ہے لیکن یہ احتمال بھی اسی آیت میں غور کر نیسے رفع ہو جاتا ہے اسلئے کہ اگر شرک سے مراد خدا کو مان کر اسکے ساتھ کسی اور چیز کو کسی صفت کمال میں اُس جیسا سمجھا ہے تو اسکا غیر جسے مادیوں سے تعبیر کیا گیا ہے خدا کو مان کر کسی اور کو شریک نہ کرنا ہوگا۔ اور اگر شرک سے یہ مطلب ہے کہ خدا کی ہستی سے بالکل انکار ہو اور اسکے سوا اور چیزوں کو مدبر عالم وغیرہ صفات سے متصف سمجھے تو اس صورت میں بھی اسکا غیر خدا کا اقرار ہے شائبہ شرک ہوگا۔ اور جب وہ صورتوں میں مآذون ذلالت میں خدا کا اقرار ضروری ہے اور یہ ثابت ہو چکا کہ خدا کا اقرار جب ہی پورا ہوتا ہے کہ ان چاروں پر بھی ایمان ہو ورنہ کسی کئی جہ سے اقرار الوہیت میں نقص رہتا ہے تو معلوم ہوا کہ انہیں سے کسی کا انکار کرنا مآذون میں داخل نہیں تا مغفرت کا مستحق ہو۔ البتہ اگر آیت کا یہ مطلب لیا جائے کہ جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے چاہے وہ سرے سے خدا کو ہی نہ ماننا ہو وہ بھی بجا یا جائیگا تو بیشک اس معنی سے منکر رسول ضرور نجات کا مالک ہے مگر اس آیت کا یہ مطلب شاید کوئی قائل نہ ہوگا یہاں ایک اور نکتہ کا ذکر بھی غالی از لطف ہوگا کہ آیات ایمان میں جس طرح اکثر جا صرف خدا پر ایمان لانے کا ذکر ہے جس سے احتمال مذکور پیدا ہوا اسی طرح اکثر جگہ صرف رسول یا کتاب یا قیامت پر ایمان لانے کا حکم ہوا اس میں بھی یہی حکمت ہے کہ اگر کوئی شخص صرف رسول پر ایمان لا لے گا تو چونکہ رسول تمام مارج ایمان کی تشبیہ کرنا والا اور ہر ضروری امر کی ہدایت دینے والا ہے اسلئے وہ شخص ضرور ہی اسکی تبلیغ سے تمام امور مذکور پر ایمان لے آئیگا اور اگر صرف کتاب کے مان لے گا تو اس میں بھی تمام مارج کی تفصیل درج ہو نیکی سبب اُسے لامحالہ سب باتوں پر ایمان لانا پڑے گا۔ اور علیٰ ہذا اگر کوئی صرف قیامت کے آئینہ یقین رکھیں گے۔ تو اسے مجبوراً ان امور کو تلاش کرنا پڑے گا جن پر کار بند ہونے سے وہ اس دن ضرور دئی محال کرے اور عذاب و محال سے نجات پائے اور اس کو ضرور ہی خدا کی راہ بتانے والے پیغمبروں اور اسکی اتاری ہوئی کتاب کی طرف رجوع لائیگا اور اس طرح تمام مراتب ایمان کو طے کر لے گا لیکن اگر صرف ایک نورانی مخلوق یعنی فرشتوں کو ماننا ہوگا تو بیشک اُنکے افعال یعنی اُنکی وحی وغیرہ اور اُن چیزوں کو جن سے اُن افعال کا تعلق ہے یعنی احکام آہی اور پیغمبروں کو نہ مانے مذکور بالا نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ اسلئے کلام الدین صرف ملائکہ پر ایمان لانے کا حکم نہیں ہے اور ہر جگہ ایمان بالملائکہ کے ساتھ خدا و رسول پر ایمان لانے کا بھی حکم ہے۔

نکودہ بالا پانچوں رکبان ایمان میں سے کسی کا انکار بجز جبر کی صورت کے اور کسی جہ سے ہو کفر اور عذاب
عذاب ابدی ہے۔ جبر کی صورت کو تو معلوم ہو چکا ہے کہ خدا نے

الْأَمَنَ الْإِيمَانُ دَقْلَبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ
(پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع ۱۴)
خیر۔

لمکرتنہ کر دیا ہے اور ایک اور جگہ فرمایا ہے:-

إِنَّا لَنَنظُرُكُمْ ثُمَّ لَمَّا لَمْ تَكُنْ تَظَاهَرُ أَنْفُسُهُمْ
قَالُوا إِنَّمَا كُنْهْمُ قَالُوا لَنَا مُسْتَضْعِفِينَ
الْأَرْضِ قَالُوا لَمْ تَكُنْ أَرْضًا لِّلَّهِ وَالسَّعَةِ
فَتَهَا جَرَمًا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَا دَأَمُ جَهَنَّمَ
سَاءَتْ مَصِيرًا إِلَّا الْمُسْتَضْعِفِينَ مِنْ
الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ
حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا فَأُولَئِكَ
عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُو عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا
(پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نساء - ع ۱۴)

جو لوگ دشمن کر میں پڑے رہو اور اپنی دین کی مخالفت ہی اپنی
اور آپا ظلم کر رہی ہیں خشتے انکی جان قبض کئی پیچھے ان کی دیت چھوڑی
تم دالہ حرب میں پڑی پڑے کیا کر رہی ہو وہ جواب یہ ہیں ہم تو
وہ ہیں جس تھوڑی شے کہتے ہیں اس کی (اتنی لمبی چوڑی) زمین
(اس قدر) گنجائش نہیں رکھتی تھی کہ کہیں کو ہجرت کر کے چل جاتے
غرض یہ وہ لوگ ہیں جنکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور دیت ہی بڑی بڑی
گردن (جو مرد اور عورتیں اور بچہ سب بڑے ہیں) ان کی کوئی حیلہ نہ
نہیں بن پڑتا اور نہ انکو دبا کر باہر نکل جانیکا کوئی راستہ سوچہ پڑتا ہو
اسیہ کہ اللہ کو کوئی عفو اور اللہ بخشنے والا ہے -

دن کو شہادہ دینا اور دینا

یہاں جبر کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ جو لوگ ہجرت نہ کر سکیں اور کسی طرح کفار کے تحت سے نہ نکل سکیں
مجبور ہیں اور اس حالت میں اگر زبان کو کفر کا اقرار کریں تو ماخوذ نہ ہونگے اور نیز جبر کی صورت میں جو انکار ہوتا ہے
وہ صرف زبان سے ہوتا ہے اور اس لئے واقع میں یہ انکار کا یہی نہیں کیونکہ ایمان و کفر ثابت ہو چکا
ہے کہ افعال قلب میں سے ہے اور جس طرح صرف زبان کا اقرار اگر دل سے نہ ہو فاقی اور براسر غیر قبول
ہے اسی طرح یہ جبری انکار بھی ناقابل اعتراض اور قابل عفو ہے اور اگر جبر نہ ہو تو بلکہ دل سے انکار ہو
بایں طور کہ وہ دلائل ایمان کو غلط اور اپنی اعتقاد کو مدلل سمجھتے ہوں یا دلائل ایمان کو انکار دل ماننا ہو
مگر عباد اور ہر دہری سے انکے نتیجہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دیتے ہوں یا مخالف موافق دلیل میں امتیاز کرنے
اور حق و باطل کو جھاکر کئی طرف توجہ نہ کرتے ہوں اور صرف دیکر کفار کی تقلید سے ایسے غلط اعتقاد پر
قائم ہوں۔ ان سب صورتوں میں وہ کافر ہیں۔ اپنے اعتقاد کو مدلل مانکر اس پر قائم رہنے والے کفار کا ذکر اور انکی

لغو دلائل کی تردید قرآن پاک میں بکثرت ہی بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کا موضوع بحث ہی صرف یہی ہے۔ مثلاً فرمایا ہے:-

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاءُنَا وَلَا حَوَمَانَا مِنْ دُونِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ يَنْتَقِبُهُمْ فَهَلْ عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْبَيِّنُ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نمل - ع ۵)

اور مشرکین کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ تو ہم اس کے سوا کسی اور کی پستش کرتے اور نہ ہمارے بڑے ہی کہتے ہمارے ہم اس کی عبادت کی بدون اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام ٹھہراتے جو لوگ ان ہی پہلے ہو گئے ہیں انہوں نے بھی ایسا ہی (حلیہ حوالہ) کیا تو پیغمبروں پر سوا اس کے کہ حکام (خدا) صاف طور پر پہنچا دیں اور کچھ ذمہ داری نہیں۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَمْدًا إِيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمِيتُ تَوَلَّىٰ دَبْلَىٰ وَعَدَا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ الْكَثْرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نمل - ع ۵)

اور یہ منکر خدا کی بڑی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ جو خدا جاتا ہی ہو (درو باؤ) نہیں اٹھا کھڑا کر گیا۔ ای بیغیران کو کہو، ضرور اٹھا گیا یہ اسکا وعدہ حق ہی مگر اکثر لوگ اسکا یقین نہیں کرتے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَاذِبُونَ ۚ وَتَوَلَّوْا لَخْنُ الْكَثَرِ أَمْوَالَهُمْ وَأَوْلَادُهمَا لَخْنُ الْمُجْلِبِينَ (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ سبا - ع ۴)

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی (غضب خدا سے) ڈرائیلا نہیں بھیجا مگر وہاں کے آسودہ لوگوں نے کہا کہ جو احکام تم کو دیکر بھیجا گیا ہے یہ تو اٹھواتے نہیں اور اسی طرح یہ کفار کہ بھی کہتے ہیں کہ ہم لاؤ اولاد (تم سے) زیادہ دیکھو ہیں اور آخرت میں ہو کہ خدا نے ہمیں

اور خدا کے بارے میں بھی اکثر ذکر ہے۔ مثلاً فرمایا ہے:-

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ وَكَانَ مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۱)

اور جب ان کی طرف ایسی کتاب خدا کے پاس سے آئی کہ جو ان کے پاس کتاب سے انکی بھی تصدیق کرتی ہو۔ اور یہ لوگ اس سے پہلے اس کتاب اور مذہب کے وسیلے سے کافروں پر غالب تھے دعا مانگا کرتے تھے۔ تو جب ایسی چیز آگئی جسکو وہ خوب طرح جانتے پہچانتے ہیں تو انکی اس سے کفر کرنے۔ پس ایسے کافروں

الَّذِينَ آمَنُوا بِالْكِتَابِ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ ۚ وَالَّذِينَ خَرَّبُوا أَنْفُسَهُمْ كَالْیَمُوتُونَ (پارہ نمبر ۲ - سورہ انفاس - ع ۲)

جن لوگوں کو ہم نے الہامی کتاب دی ہے وہ پیغمبر عربی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بپوں کو مگر انکی جانیں خدا میں رہی والی ہیں تو وہ ایمان لانے کی نہیں۔

<p>اے اہل کتاب! تم دیکھ بھال کر خدا کی آیتوں سے کیوں انکار کرتے ہو۔ اے اہل کتاب! تم سچ جھوٹ کو کیوں گڈا مٹا کرتے ہو اور جان بوجھ کر کیوں حق کو چھپاتے ہو؟</p>	<p>يَا هَلْ أَلِيبَ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ۚ يَا هَلْ أَلِيبَ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ (پارہ نمبر ۳۔ سورہ آل عمران - ع ۴) +</p>
<p>اور تفہید کے بارہ میں ارشاد ہے :-</p> <p>اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب خدا نے اتاری ہو اسکی طرف اور رسول کی طرف و تودہ کہتے ہیں کہ جس پر ہم کو اپنے باپ دادا کو پایا ہو وہی ہمارے لیے ہے انکو باپ دادا کچھ بھی جانتے ہوں اور ہدایت نہ پائے ہوئے ہوں +</p>	<p>وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدَ آبَاؤُنَا ۖ أَوَلَمْ يَكُنْ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۚ (پارہ نمبر ۴۔ سورہ مائدہ - ع ۱۴)</p>
<p>اور کافر کہتے ہیں کہ ہم تو نہ قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے ہیں اور پیغمبر کا شتم دیکھو جب قیامت کے دن یہ ظالم اپنی پرو و کار کے حضو میں جو ابھی کھڑے کھڑے کہتے تھے کہ اور ایک کی بات ایک رو کر دے ہو گا کہ کفر یعنی اسنے درجہ کے لوگ بڑی لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئی ہوتے +</p>	<p>وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا كُنْ تُؤْمِنُ بَهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَوْ رَأَوْا الظَّالِمُونَ مُوقِفِينَ ۖ جَدَّ رَبُّهُمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فِي الْقَوْلِ ۚ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتَضَعُوا الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۚ (پارہ نمبر ۲۲ سورہ سبا - ع ۲)</p>
<p>اور ایمان و تصدیق کی بھی قریب قریب ہی صورت ہے۔ اُدھر جبر کی وجہ سے زبانی کلمہ کفر کہنے والے اور دل سے ایمان رکھنے والے قابل معذوری ہیں اُدھر طبع اور کسی مفاد کے خیال سے زبانی ایمان لانے والوں اور دل سے انکار کرنیوالوں کا اقرار غیر مقبول اور ناقابل توجہ ہے اور ایسے لوگوں کا ذکر جنکو اصطلاح شرع میں منافق کہتے ہیں قرآن میں اس کثرت سے ہے کہ اُسکے استشہاد کی ضرورت نہیں یہاں پہونچکر نہایت حیرت ہوتی ہے ان لوگوں کے قول پر جو کہتے ہیں کہ اسلام میں جبر اسلام بنانے کا حکم ہے یا بانی اسلام نے معاذ اللہ بزور شمشیر اپنے دین کو پھیلایا۔ حالانکہ قرآن مجید بتاوازلہند اور تکرار کہتا ہے کہ دُریالایحی جو لوگ اسلام قبول کریں۔ وہ یقیناً کافر اور ناقابل مغفرت ہیں بلکہ</p>	<p>إِنَّ الْكَافِرِينَ فِي الدَّرَجَاتِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ</p>

کہہ کر انکو دیگر کفار سے بھی زیادہ موذ غنہ اندی ثابت کرتا ہی پس جو مذہب اس شدید مدعی جبری اقرار کو غیر مقبول بتا تا ہو وہ کیونکر جبر کرنا حکم دے سکتا ہے ؟

اور جس طرح اپنے اعتقاد کو مکمل جاننے والے کافر مطلق اور ناری میں اسی طرح بدلائل ایمان لائے والے مومن کامل اور ناجی میں اور جس طرح تقلید کفر اختیار کر نیوالی واقعی کافر میں سیطرح تقلید ایمان لائی واقعی مسلمان۔ ان دونوں میں سوا ایمان بتقلید کی کسی طرح تشریح ضروری ہی۔ کیونکہ عام طور پر علماء اسلام عقائد کی کتابوں میں ایمان باتقلید کو غیر معتبر اور نامقبول کہتے ہیں۔ پس یہاں اگر تقلید سے یہ مطلب ہو کہ امور مذکورہ پر پختہ اعتقاد نہ ہو۔ بلکہ دلی تذبذب کے ساتھ لوگوں کے کہنوں سے تصدیق کر لیجائے تو بیشک ایسا اعتقاد مقبول ہی کیونکہ گذشتہ تحقیق سے معلوم ہو چکا ہی کہ ایمان کیلئے دلی اعتقاد اور پختہ یقین مطلوب ہی اور ارشاد ہے :-

پس دیجئے مسلمان تو وہ ہیں جو اسرار اس کے رسول پر ایمان لائے پھر (کسی طرح کا) شک (دشمنہ) نہیں کیا اور اس کے رستوں میں اپنی جان و مال سے کوشش کی حقیقت میں یہی سچے مسلمان ہیں۔	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ حجرات - ۲۷)
--	--

اور نیز فرمایا ہے :-

اور بعض انہیں اُن پڑھ میں جو نہ سے لفظوں کے طرز پر ان کے سوا کتاب (الہی کے مطلب) کو کچھ بھی نہیں سمجھتے اور وہ فقط خیالی شے کے چلا یا کرتے ہیں :-	وَمِنْهُمْ أُمِّيُونَ لَا يَتْلُونَ الْكِتَابَ إِلَّا مَا تَرَوْا وَإِنْ لَهُمْ إِلَّا يَنْظُرُونَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۹۷)
---	---

جس سے ثابت ہوا کہ اوپر سے دل سے ماننے والے یا ظن اور شک کر نیوالے مسلمان نہیں ہیں اور اگر تقلید سے یہ مراد ہو کہ اعتقاد تو پختہ ہو۔ لیکن خود دلائل کو نہ پرکھا ہو اور صرف دوسروں کے بنائے پر یقین کر لیا ہو اور تقلید سے جو تحقیق کے مقابل بولی جاتی ہی مطلب بھی یہی ہوا کرتا ہے تو ایسے اعتقاد کا نام مقبول ہونا قرآن سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے خلاف قرآن کا ارشاد ہے :-

اور (یہ بھی) مناسب نہیں کہ مسلمان (اپنی گھروں) کے سب سے نکل کھڑے ہوں ایسا کیونکر کیا کہ انکی ہر ایک جماعت کچھ لوگ (اپنی گھروں) میں رہے کہ دین کی سچ پکار کے اور کچھ کچھ کر	(۱) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنِينَ لَيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
--	---

يُحْذَرُونَ ۵ (بارہ نمبر ۱۱ - سورہ قہ - ع ۱۵) اپنی قوم میں ایسے جلتے تو انکو (ناخروائی خدا سے) ڈراتے

تاکہ وہ لوگ دہی بڑے کاموں سے بچیں

یہاں ہر شخص کو دلائل و براہین کا پورا علم حاصل کرنے اور فقہ یعنی کامل تحقیق سے بہرہ یاب ہونے کی فرض سے معاف رکھا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر فرقے میں کچھ لوگ ایسے ہوں جو اپنا تمام وقت تحقیق و تحقیق صرف کریں اور اسکے مائدہ علیہ کی مطلع ہوں اور بہرہ لوگ پسند گان کو انکے نفع نقصان سے آگاہ کریں شائد وہ انکا کہنا مان لیں اور راہِ راست پر آجائیں پس اگر پسند گان کو اسی کامل تحقیق کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہو تو سب سفر کرنے اور علم حاصل کر لیا حکم ہوتا کیونکہ وہ لوگ اپنی گھڑی کا تبار میں مصروف ہو کے اور وقت کا بہت سا حصہ امور معاش میں صرف کر کے ان جیسا تجربہ نہیں حاصل کر سکتے جنہوں نے اپنا تمام وقت اسی میں صرف کیا ہو۔ پس وہ لوگ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ یہی ہو کہ اپنی ان عالم بھائیوں کی تحقیق پر بھروسہ کریں اور انکی ہدایت کے موافق اپنے اعتقاد کو درست کریں اور یہ بعینہ تعلیل ہے - (۲۵) اور ایک اور جگہ فرمایا ہے -

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيتٌ ۶ (بارہ نمبر ۲۴ - سورہ طور - ع ۱)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد ایمان کیساتھ دیکھ لائی (انکی پیروی کرتی رہی) تو ہم جنت کی پاداش کے طور سے انکی اولاد کو (دہی جنت میں) انکی ساتھ لے جائیں گے اور انکی اعمال (دیکھنے) میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے (اور) ہر شخص اپنی عمل کے بدلے میں ہوگی

یہاں مؤمنین کی اولاد کی نسبت ارشاد ہے کہ اگر وہ بھی ایمان میں اپنی آبا و اجداد کا اتباع کریں تو میں مستحق رحمت باری ہوئی۔ پس اگر اولاد کے ایسی قسم و صورت سے ماہر ہو کر پوری تحقیق کے ساتھ ایمان لائے گا حکم ہو تو انکو آباد اجداد کا اتباع کہنا معاذ اللہ غلط ہوگا۔ کیونکہ وہ بجائے خود مستقل اور کامل ایمان ہی اور اس ایمان کا ثواب اور اجر کا حاق ہو۔ کوئی زائد انکا استحقاق احسان نہیں کی نسبت کہا جائے کہ اسکے بدلے ہم ماں باپ کے ثواب میں کچھ کمی نہ کریں گے۔ اور نیز ایسی صورت میں اس آیت سے کسی جدید حکم کا فائدہ بھی نہ ہوگا۔ بلکہ کہ اپنی تحقیق سے مسلمان ہونے والا ہر حال میں مسلمان ہی چاہے انکی ماں باپ مسلمان ہوں یا نہ ہوں۔ پس ماں باپ کا اتباع کرنے اور انکی ساتھ انکے ثواب میں بطور رحمت خاص حصہ لینے اور ماں باپ کے ثواب کو کم نہ کرنے کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ماں باپ اپنی تحقیق سے ایمان لائے ہوں - اور

اسلئے بہت بڑی اجر کے مستحق ہوں اور اولاد دینے وہ درجہ تحقیق کا نہ حاصل کیا ہو بلکہ اپنی ماں باپ کی تقلید سے تصدیق کر لی ہو اور اس لئے وہ از روئے استحقاق اس اجر کے دعویدار نہ ہو سکتے ہوں مگر خداوند کریم اپنی رحمت سے انکو بھی ماں باپ جیسا رتبہ بخشے۔ اور با اینہما ماں باپ کے حصہ میں کمی نہ کر دی (دس) ایک اور موقع پر فرمایا ہے :-

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ قَاتِلُوا كَذِبًا فَاعْلَمْتُمْ كَذِبَهُ لَنْ يَنْفَعَكُمْ وَإِنْ يَكُنْ صَادِقًا فَلْيُصْبِحُوا بَعْضُ الَّذِينَ يُعَذِّبُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْمُغْضِبِينَ	اور فرعون کو گونیں ہو ایک مرد ایمان نہ ادا تھا (اور اپنی ایمان کو چھپاتا تھا وہ دیکھتا تھا کہ بولا کہ کیا تم (صرف اسلئے) ایک شخص کے قتل کے واسطے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہو حالانکہ وہ تمہاری پروردگار کی طرف سے تمہارا پاس معجزہ لیکر بھی آیا ہے اور اگر بالفرض شخص جھوٹا بھی ہو تو اس کے جھوٹ کا وبال اچھی پر پڑے گا، اور اگر سچا ہو تو جس جس (عذاب) کا تم سے وعدہ کیا ہو کوئی نہ کوئی (تو) تم پر ضرور آنازل ہو گا بیشک جو شخص حد سے بڑا ہوا (اور) جھوٹا ہو خدا اسے (دیک) ہرگز
---	---

(بارہ نمبر ۲۴ - سورہ مؤمن - ۱۲)

یہاں منجملہ دلائل ایمان کے ایک مومن کی زبان سے یہ دلیل بھی بیان فرمائی ہے کہ اگر تم نبی کے دلائل باہرہ اور براہین ساطعہ کو نہیں سمجھ سکتے تو اتنا تو خیال کرو کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو تمہارا کچھ بگڑنے کا نہیں اور اگر سچا ہے تو پھر نہ ماننے سے تم ضرور نقصان اٹھاؤ گے اور یہ یقین بعینہ تقلید کی تلقین ہو جو لاکھوں کلر علم و فضل سے بے بہرہ دنیا کے ہر گوشہ میں پائی جاتی ہیں اور وہ اسی قسم کے اتفاقی ثبوت پر اپنے دل کو جمائے ہوئے ہیں اور اپنی مذہب کی قوی دلیلوں کے نام سے بھی واقف نہیں پس اگر وہ سب درہل کا فرہیں اور درجہ تحقیق نہ حاصل ہونیکے سبب انکا ایمان حالانکہ سچے دل سے ہو غیر مقبول ہے تو اس مومن آل فرعون کی یہ ہدایت بالکل بے سود ہے اور قرآن کریم میں ترغیب تحریر کے موقع پر اسکا ذکر کرنا معاذ اللہ بے معنی اور بھل ہے :-

اور واقع میں جو فیوض و برکات اور جو روحانی و حیاتی ترقی انسان کو ایمان سے حاصل ہو سکتی ہے وہ اسی بات پر منحصر ہے کہ دل میں پختہ اعتقاد ہو خواہ وہ پختگی اپنی تحقیق سے حاصل ہو گئی ہو یا دوسروں کی تلقین و ہدایت سے اور تجربہ بتاتا ہے کہ جہد و پختگی اور پختگی ایمان میں ہوتی ہو

علماء اوقات با این تہ تجر و تحقیق اس پر رشک کرتے ہیں۔ خوب کہا ہے ۵

مرو در عرصہ دانش کز آسیب ناک نہاں | یقین را در پناہ پر وہ داران گمان بسنی

اور علم ہذا جو نکبت وادبار اور ظلمت اندوخی و بیرونی کفر برتر ہے، وہ بھی اسی فی انکار یا شک پر موقوف ہو چاہے وہ انکار اپنی طرف سے ہو یا اوروں کے بہکانے سے کیونکہ اگر دلیل خدا کی ہستی اور اس کی احکام و فرامین کا یقین ہی نہیں تو اس کے منشاء کے موافق عمل کرنا کی ترغیب بھی نہ ہوگی اور اگر ایسا یقین حاصل ہے تو پھر ضمیر اس کو ضرور افعال حسنہ کی جانب بلائیگا اور اطوار قبیحہ پر طامت کریگا اور یہی وہ سرچشمہ ہے جس سے آئندہ کا عروج یا تنزل پیدا ہو سکتا ہے اور یہ اثر تقلید اور تحقیق دونوں صورتوں میں موجود ہے۔ پس کفر یا تقلید کی شقاوت اور ایمان یا تقلید کی سعادت ایک ہی اصول پر مبنی ہے اور جب کفر یا تقلید کی شقاوت کو مانتے ہیں تو ایمان یا تقلید کی سعادت انکار نہیں ہو سکتا۔ ایمان یا تقلید کی نامقبولیت کے لئے شائد یہ آیت پیش کیا وے۔

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخْفَوْا
عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۚ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ فرقان ۶)

اور (نیز) وہ لوگ کہ جب ان کو ان کے پروردگار کی آیتیں سناتے نصیحت کیا جائے تو اندھے اور بہرے ہو کر ان پر نہ گذریں *

مگر اس پارہ میں اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ یہاں خداوند کریم نے عباد الرحمن یعنی خدا کے راست باز بندوں کی چند خصوصیتیں ذکر کی ہیں۔ مثلاً:-

وَالَّذِينَ لَا يَشْفَعُونَ الزُّلْفَىٰ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ
مَرُّوا كَأَمَّا هُمْ ۚ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ فرقان ۷۷)

اور (نیز) وہ جھوٹی گواہی نہ دیں اور جو (افتخار) پروردہ مشغلوں کے پاس ہو جو گذریں تو وضع داری گذریں

اور وَالَّذِينَ إِذَا أَفْقَحُوا لَمْ يُفْهِقُوا ۚ لَوْ
يَقْتَرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۚ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ فرقان ۷۸)

اور جو بیچ کر نہ لگیں تو فضول خرچی نہ کریں اور نہ بہت تنگی کریں بلکہ ان کا بیچ بیچ کی ناس کا ہو۔

وغیر ذلک۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص میں یہ باتیں ہوں مگر وہ فی اعتقاد ہو وہ اگرچہ گناہگار ہو گا مگر کافر نہ ہو گا۔ اور اس کو وہ لوگ بھی نہیں اور نیز خدا نے بھی یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ایسے لوگ کافر ہیں بلکہ ان کی سچی اطاعت اور کامل فرمانبرداری کا ذکر ہوا اور یہ مطلب ہے کہ ان اوصاف والا اور جس فائق اور افضل میں ان اوصاف کا ملکہ جو ایسے نیک بندوں کی ترجیح اور فضیلت کا باعث ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہ پوری تحقیق اور کامل تدبیر سے فرامین خداوندی کو مانتے ہیں اور اس میں کلام نہیں کہ ایسے بندے و دشمن سے

جو حسی سُنائی باتوں پر ایمان لے آئے ہیں برابر تب ارفع اور اعلیٰ ہیں مگر جس طرح لغویات اور اسراف کے مرکب کا فرہنس اسی طرح تقلیدی ایمان والے بھی کا فرہنس ہیں +

جس قدر تحقیقی ایمان و کفر کی تعریف دریافت کرنے کے لڑی امکان میں تھی وہ کیگئی اور اس سے ایمان کی تعریف ثابت ہوئی کہ پانچوں امور مذکورہ کو صد قیل سے ثابت اور برحق ماننا ہی اور جبر یا اور کوئی مانع نہ ہونے کی صورت میں زبان سے اقرار کرنا اور جب ایمان کی تعریف میں پانچ باتوں کی تصدیق شامل ہے تو انہیں کسی ایک کی تکذیب خواہ اور چاروں کی تصدیق ہو یا سب کی تکذیب ایمان نہ ہوگا۔ پس صرف اس دلیل سے بھی اور نیز آیات گذشتہ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ کفر کی تعریف ان پانچوں کا یا پانچ میں سے چند کا نہ ماننا اور ان تفصیل تک نہ پہنچنے والوں کے لڑی ایمان کی تعریف بالاجمال خدا کو تمام صفات و تمام احکام میں حق اور راست ماننا اور کفر کی تعریف اسکی کسی صفت یا حکم سے انکار کرنا ہو اور آیات کلام اللہ میں سے جن آیات میں صرف خدا پر ایمان لانا حکم ہو انکو ایمان محل کی تعریف اور جنہیں پانچوں امور کا ذکر ہے انکو ایمان معضل کی تعریف کہا جاسکتا ہے اور جن آیات میں ایمانیات کے ساتھ اعمال خارجی کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً:-

<p>إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ لَمْ يَأْتُوا دِینًا مِّنْ دُونِ الْإِسْلَامِ وَآلِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ لِقَاتٍ كَمَا الصَّادِقُونَ</p> <p>دیارہ نمبر ۲۶ - سورہ ہجرات (۲۲)</p>	<p>ہیں دے چکے) مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر کسی طرح کا (شک و شبہ) نہ کیا اور اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں کوشش کی بیشک یہی لوگ سچے (مسلمان) ہیں +</p>
--	---

<p>وَأَمَّا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ اللَّهِ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ هَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ كَثِيرَةٌ لِّكَرِيمَةٍ</p> <p>دیارہ نمبر ۹ - سورہ انفال - (۸)</p>	<p>سچے مسلمان تو وہ ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہو تو انکا دل ذل جاتا ہے۔ اور جب آیات الہی انکو پرھکر سُنائی جاتی ہیں تو وہ انکی ایمان کو اور بھی زیادہ کر دیتی ہیں اور دہر جاتے ہیں اپنی پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں جو ناز پر ڈھتے اور سبھی انکو روزی دی ہی اُس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں یہی سچے ایماندار ان کے لڑی انکی پروردگار کو ان دے چکے ہیں اور دگنا ہوئی) معافی اور عزت (دو بار) کی روزی +</p>
---	---

انکو ایمان کامل یا تقویٰ اور نجات بے تقدیم عذاب کی تعریف سمجھنا چاہیے اور چونکہ ایمان صرف دل سے تعلق رکھتا ہے یا زیادہ سو زیادہ زبان سے اور کسی کے دل کا حال معلوم کرنا یا ہر شخص سے زبانی اقرار کروانا محال یا مشکل ہے اور معاملات دنیوی میں مؤمنین اور غیر مؤمنین کا یا بھی سلوک اور برتاؤ مختلف ہے اور اس لحاظ سے وقت یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ مخاطب مسلمان ہے یا نہیں اس لئے اس حکیم و خیر نے اس کے واسطے ایک آسان علامت بتا دی ہے اور فرمایا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا إِنَّا وَلَئِنْ لَمْ يَنْزَلْ عَلَيْنَا لَفُتْنًا لَكُنتُمْ مِّنْهُنَّ دِيَارَهُ نَبْرَهُ - سورة نساء (۱۳)

مسلمانو! جب تم اللہ کے رستہ میں (لڑنے کیلئے) جا رہے ہو تو جانچ لوگوں پر چڑھ کر عداوت کا حال، اچھی طرح تحقیق کر لیا اور شخص (ظاہر) اسلام کیلئے تم سے سلام علیکم کے لئے یہ نہ کہو کہ وہ مسلمان نہیں

یعنی اجنبی سے ملنے کے وقت اسکا اسلامی قاعدے کے موافق سلام سے پیش آنا اسکو مسلمان سمجھ کر کیلئے کافی ہے اور جب تک ارکان ایمان کا انکار اسکی زبان سے نہ منو تقدیم سلام سے اسکو مسلمان جانو اور ان گذشتہ کثیر التعداد آیات کو ملاحظہ کر نیکیے بعد اس آیت سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ اگر کوئی شخص کا امور مذکورہ سے منکر ہونا یقین معلوم ہو جائے تب بھی صرف السلام علیکم کہنے سے اسے مؤمن کہیں اور علاوہ ان آیات کے خود اس آیت میں فتبتنوا کی قید لگا دی ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ اگر یقینی علم اسکے مؤمن یا کافر ہونیکا حاصل کرنا ہو تو اسکے عقائد کی تحقیق کر لو اور تحقیق کے بعد اسکے ایمان یا کفر کا مدار ظاہر ہو کہ انہی ارکان کی تصدیق یا تکذیب پر ہوگا اور اسی طرح اس آیت میں -

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَهُمْ مَنَاحِقُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ يُكَاوِرُ أَبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَ لَهُم مِّن رَّبِّهِمْ - سورة مجادلہ (۲۸)

(اے پیغمبر) جو لوگ اللہ اور روزِ آخرت کا یقین رکھتی ہیں انکو تو تم نہ دیکھو کہ خدا اور اسکی رسول کے مخالفوں کے دوستی رکھیں گے وہ انکے باپ یا انکے بیٹے یا انکے بھائی یا انکے کنبہ ہی کے (کیون) ہوں یہی (وہ بکے مسلمان) ہیں جنکو دلوں کے اندر خدا نے ایمان کا نقش کر دیا ہے اور اپنی فیضانِ نبوی سے انکی تائید کی ہے

ایمان کامل کی علامت بیان فرمائی کہ وہ لوگ دشمنانِ خدا و رسول اور ایسے لوگوں سے جو رسول کے درپے ایذا اور دین کے درپے تخریب ہوں دوستی نہیں رکھتے۔

تجس طرح کلام اللہ میں ایمان محل - ایمان مفصل - ایمان کامل اور علامات ایمان کی تفصیل یہی امادین

اس سے
اور جہاں
یقین حاصل
ہے
کا یا
حال
حکم
ہو
جین

نبوتی میں بھی اسی طرح سب علاج کلاپنے اپنے موقع پر ذکر ہو مثلاً بخاری و مسلم کی انس مشہور حدیث میں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حسین حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زبان سے چند سوا کئے گئے ہیں اسلام یعنی ایمان کامل کی تعریف میں جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :-

السلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان
محمد رسول الله وتقيم الصلوة وتؤتي الزكاة
وتصوم رمضان وتحتج البيت ان استطعت
اليه سبيلاً -

اور ایمان مفصل کے بارہ میں فرمایا:۔

ان تو من بالله و ملائکتہ و کتبہ و رسلا
والیوم الآخر و بالقدیر خیر و بشر ۴۰

اور حضرت ابی ذرؓ کی روایت کردہ متفق علیہ حدیث میں ارشاد ہے :-

<p>ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك الا دخل الجنة</p>	<p>کوئی کھنڈہ ایسا نہیں جو لا اِلهَ الا اللہ کہے اور اسے عقیدہ پر رہا مے اور پھر جنت میں نہ داخل ہو۔</p>
---	--

یہاں جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا ہے ایمانِ مجمل کی تعریف ہو اور خود اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ درسل وغیرہ پر ایمان لانا قطعاً خدا پر ایمان لانے میں داخل ہے کیونکہ حضرت ابوذر رضی عنہ جن باتوں کو ایمان باند میں داخل نہیں سمجھا مثلاً زنا اور سرقہ انکی نسبت تعجب سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! زانی اور سارق بھی خدا پر ایمان لانے سے نجات پاسکتے ہیں۔ پس اگر امور مذکورہ بھی خارج ہوتے تو وہ ضرور استثناء کرتے کہ ملائکہ وغیرہ پر ایمان لانے سے بھی جنت مل سکتی ہے اور بخاری میں حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے

<p>قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله تعالى كذبني ابن ادم ولم يكن له ذلك شقني ولم يكن له ذلك فاما تكذيب اياي فقول الزعيجيد في كما بداني وليس او الخلق باهون علي من اعادته واما شتمه اياي فقولہ</p>	<p>رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھ کو جھٹلایا اور اس نے نہ تھا اور اس نے مجھ کو گالیاں دیں اور اسے ایسا نہ چاہئے تھا اسکا میری تمیں جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جیسا اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس پر سب سے زیادہ کڑا ہوں اور اس نے مجھ کو زیادہ آسان نہ تھا اور گالیاں</p>
---	--

<p>جو اس نے مجھے دیں ہیں کہ وہ کہتا ہے خدا کو اس بیٹا ہوا میں بگاز اور غنی ہون میں کوئی بیٹا اور میں کسی بیٹا اور کوئی بیٹا</p>	<p>اتخذ الله ولدا وانا الاحد الصمد الذي لحامد ولعاولد ولم يكن له كفوا احد</p>
<p>یہاں ایمان محل کو یہ بیان فرمائی ہوا دیکھا کہ قیامت کو نہ ماننا خدا کی تکذیب کرنا ہے۔ اور بخاری میں حضرت انس کی روایت سے علامت ایمان کا بیان ہے۔</p>	
<p>من صلی صلوٰتہا واستقبل قبلتنا واکل بیعتنا فذلك المسلم الذي له ذمة الله وذمة رسوله</p>	<p>جو ہم جیسی نماز پڑھے اور ہمارے کی طرف منکرے اور ہمارے کی فرج کیا ہوا کھالے تو وہ مسلمان ہے جسکے خدا اور رسول فرما ہیں</p>
<p>اور اسی طرح بہت سی احادیث میں مذکورہ بالا سب مراتب ایمان کی تشریح اور تفصیل ہو۔ اس وقت تک روئے سخن ان صاحب کی طرف تھا جو صرف خدا پر ایمان لانا کافی سمجھتے ہیں اور اس بیان سے اگر نظر انصاف ملاحظہ کریں گی تکلیف گوارا فرمائیں تو انکو غالباً اپنی رائے میں کسی قدر ترمیم کرنے کرنیکی ضرورت محسوس ہوگی لیکن بعض ایسے حضرات بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو اگرچہ حسب ہدایت قرآنی ان سب مراتب پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن اور مذاہب جو خدا کو مانکر اپنے اپنی آئین پر کاربند ہیں اور قرآن اور رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) یا دیگر کتب سادی اور انبیاء و کو نہیں مانتے وہ بھی نجات پاسکتے ہیں اور قرآن انکو کافر نہیں کہتا ایسے لوگوں کو بھی گذشتہ تحریر کا ملاحظہ غالباً مفید ہوگا مگر ہم انکی خدمت میں اس آیت کی طرف خاص توجہ کرنے کی درخواست کرتے ہیں جہاں خداوند کریم اہل کتاب غیرہ کی نسبت فرماتا ہے:-</p>	
<p>تو اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی اپنی چیز پر ایمان لے آئیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو بس یہ بہت پاکو اور اگر انکے کفر (تو سمجھ کر بے رحم دہماری، ضد پر ہیں) اور پیغمبر ان کے شر کو خدا کا حفظ دانا، تمہارے کو کافی ہوگا اور دیکھنا، سننا اور دیکھنا کے ساتھ</p>	<p>فَاِنْ آمَنُوا بِحَبْلِ مَا آتَيْنَاكُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ فَيَسْخَرُ مِنْكُمْ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (بارہ نمبر - سورہ بقرہ - ۱۷۷)</p>
<p>یہاں تمام دیگر مذاہب کو مسلمانوں جیسا ایمان لانا ضروری کہا گیا ہے۔ اور وہ یہی ہے جسکی تفصیل قرآن اب انچیسویں سورہ فردا ہر ایک پر ایمان لانے کی صورت اور ان بوجہ کا بیان کیا جاتا ہے جن کو اس امر کو ماننے میں نقص پہلے ہے اور اس ضمن میں اکثر ان قواعد کی تفسیر بھی ہوگی جن کو مسلمانوں کا دوسرا فرق اکثر امور میں اپنی مخالفین کو کافر کہتا ہے +</p>	

ایمان باند

خدا پر ایمان لانے اور اسکو موجود و برحق ماننے کا حکم مکمل نہیں ہو سکتا جب تک بتایا جاوے کہ وہ کیسی ہستی ہے اور اس کے صفات و کمالات کیا کیا ہیں اس لئے قرآن میں جس قدر تفصیل اس مضمون کی ہے اس کے استنباط میں غالباً کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جو پیش نہ کیا جاسکے۔ مگر بطور اقتصاد چند آیات لکھی جاتی ہیں مثلاً ارشاد ہے :-

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۚ اللَّهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۚ وَهُوَ كُفُوًا أَحَدٌ ۚ (پارہ نمبر ۳۰ - سورہ اخلاص)

اے پیغمبر! لوگ جو تم سے خدا کا حال پوچھتے ہیں ان سے کہہ دو کہ اللہ ایک ہی۔ اللہ بے نیاز نہ ہو اس کی کوئی پیدا ہو اور نہ وہ کسی کی پیدا ہو اور نہ کوئی اس کی برابر کہے۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (پارہ نمبر ۳۰ - سورہ بقرہ ص ۲۵۵)

اللہ (وہ ذات پاک) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ کا شا عام نہ سبھا نہ و اللہ اسکو اذیت دیتی ہے اور نہ نیند اس کی ہو کچھ آسمانوں میں ہو اور جو زمین میں ہو کون ہو اسکو اذیت دینے کی غارتگی کی سفرش کی ہو کچھ لوگوں کو پیش آ رہا ہو وہ اور کچھ انکی پیچھے رہتا ہے وہ اسکو (سب) مظلوم ہے اور لوگ اسکی مخلوقات میں سے کسی پر دشمن نہیں رکھتے مگر حقیقی وہ چاہے اسکی کرسی بے عظمت آسمان زمین (سب) پر عادی ہو اور آسمان زمین کی حفاظت (مطلق) کران نہیں (وہ) (بڑا) عالیشان اور عظمت والا ہے۔

أَمِنْ يَحْيَى الْمُنْظَرِ إِذَا دَعَاكَ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ قَلِيلًا مَّا تَدْرِكُونَ (پارہ نمبر ۲۰ - سورہ نمل ص ۵۰)

بھلا کون ہے کہ جب کسی بقیار ہو کر اس سے فریاد کری اور وہ اس بقیار کی فریاد کو پہنچی اور اسکی مصیبت کو ٹال دی اور کوئی بھی زمین پر تم لوگوں کو (ایسا) نائب نہ بنا دیں کیا اللہ ساتھ کوئی معبود (بھی) ہے (نہیں) تم لوگ غور اور فکر کو بہت ہی کم کام میں لے رہے

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ ۚ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (پارہ نمبر ۲۰ - سورہ نمل ص ۵۰)

وہ اللہ ایسا ذات پاک ہے کہ اسکو سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا اور ظاہر (سب) کا جاننے والا ہے بڑا مہربان مہربان رحیم اللہ ہے

<p>اور اسے ایسا پاک ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تمام کا، بادشاہ ہے کائنات (تمام مملکتوں)، بری ہو میں تو والا ہے جہان ہی زبردستی بڑا دباؤ والا ہے بڑی عظمت رکھتا ہے بڑے جیسے شکر کرتے ہیں اس کی ات (الہیہ پاک ہی اس پر جبر کا مخالف ہے جبر کا موجب ہو مخلوق کا طرح کی امتیں بنا کر والا ہے اس کی اچھی امتیں ہیں اور اسی سبب اس کی اچھی امتیں ہیں جو مخلوق آسمان زمین میں رہتی ہیں اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہیں اور وہ زبردست (اور محنت والا ہے)</p>	<p>هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدِيمُ السَّلَامُ الْمُؤْتِمِنُ الْمُهَيَّمُ الْغَنِيُّ الْحَيُّ الْقَيُّومُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَكِيمُ</p> <p>(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حشر - ع ۳)</p>
<p>اور (ایسی غیر) جب ہمارے بندے تم سے پہلے بائیں فرشتہ ہو تو انکو سمجھا دو کہ ہم (انکی) پاس میں جب کہ کبھی ہم کو عا کرے ہم (ہر ایک کا) سزا لیں گی عا کو مستحق اور سزا پہنچانے قبول دہی کر لیتے ہیں تو انکو چاہئے کہ ہمارے حکم دہی ان میں اور ہم پر ایسا لائے کہ وہ سب سے سزا لیں</p>	<p>وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيَذْكُرُوا لِي آلَهُمْ يَسْتَدْعُوا</p> <p>(پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۲۳)</p>
<p>جس قدر صفات کاملہ ان آیتوں میں اور اسی مضمون کی دیگر آیتوں میں مذکور ہیں ان سب کو بہ تفصیل یا بالاجمال مانا اور خدا کو ان سے متصف جاننا ضروری ہے اور اگر کوئی ان میں سے کسی ایک صفت سے بھی خدا کو متصف نہ جانے تو وہ خدا پر ایمان لانے والا نہ ہوگا۔ کیونکہ تعریف کے کسی ایک جز کو نہ ماننے سے معرفت بلجاتا ہے پس ایسا شخص حقیقت میں اس خدا کو ماننے والا نہ ہوگا جسکو ماننے کا حق حکم دیتا ہے اور نیز خدا کی صفات میں سے کسی ایک کو نہ ماننا خدا کو اس حیثیت سے ناقص سمجھنا ہے حالانکہ وہ ہستی سب سے سے کامل اور ہر طرح کی محبت عظمت اور برتری سے متصف ہو خدا فرماتا ہے :-</p>	
<p>بُری (بری)، باتیں تو انہی لوگوں کی مناسبت ہیں جو کافر ہیں اور وہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور اللہ کی شان کو مناسبت دہی باتیں ہیں جو (مومن اور عادل سے) باطل ہیں اور وہی برکت والا ہے +</p>	<p>لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوَاءِ وَ لِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَى وَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَكِيمُ</p> <p>(پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نمل - ع ۹)</p>
<p>اور آسمان زمین میں اسی کی بڑائی ہے اور وہی زبردست اور بڑی محنت والا ہے۔</p>	<p>وَاللَّهُ أَكْبَرُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَكِيمُ</p> <p>(پارہ نمبر ۲۵ - سورہ جاثیہ - ع ۴)</p>
<p>اور اگر کوئی شخص خدا پر اور اس کی صفات کاملہ پر ایمان رکھتا ہو مگر کسی اور چیز کو بھی کسی صفت بالکل میں پس</p>	

جیسا سمجھتا ہو تو وہ بھی خدا کو ماننے والا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے :-

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (پارہ نمبر ۲۰ - سورہ شوریٰ - ۲۵)

کوئی چیز (بھی) اس جیسی نہیں اور وہ (سب کی) سنتا (اور سب کچھ) دیکھتا ہے۔

اور نیز خدا کے ساتھ دوسروں کو شرک سمجھنے والوں کو بار بار ناقابل مغفرت اور بعید از رحمت کہا گیا ہے مثلاً

إِنَّهُ مِنْ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا فِيهَا النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ۱۰)

اس میں شک نہیں کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو بھی (شرک کے لئے) تواد کی طرح سے بہشت اور حرام پہنچا دے اور اسکا ٹھکانہ دوزخ ہی (اور) ایسے ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔

اور مختلف طور پر خاص خاص صفات کے ذکر پر انہیں شرک کرنے والوں کو بھی کافر کہا گیا ہے مثلاً

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثُ ثَلَاثٍ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عِلْمٌ يُقُولُونَ كَيْفَ تَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتٌ أَنْ يَسْمَعُوا وَأَنْ يَسُبُّوا رَبَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَعْلَمُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ۱۰)

جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو تیسری میں سے ایک (ایک تیسرا ہی وہ) لوگ ہیں اس کہنے سے (بیشک) کفر ہو گیا حالانکہ خدا کی داد کو سوا اور کسی معبود نہیں اور (خدا کی) باتیں (جیسی ہیں) یہ لوگ کہتے ہیں اگر ان سے باز نہیں آئیں گے تو جو لوگ ان سے کھڑے رہیں ان پر عذاب دیا جائے گا اور ان کو عذاب ہوگا۔

یہاں خدا کے ساتھ اوروں کو خدائی میں شریک سمجھنے والے کافر ٹھہرائے گئے ہیں۔ اور

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْمَعُونَ لَهُمْ يَنْفَعُ إِلَّا كَيْدُ سَاطِرٍ كَفِينَهُ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَإِنَّهُ مَا هُوَ بِنَاغٍ وَمَا دَعَا الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ رعد - ۲۵)

(صحبت کی وقت) اس کی (پکارنا) سچا پکارنا ہو اور جو لوگ اس کو (دوسری معبود دیکو) پکارتے ہیں وہ انکی کچھ نہیں سنو۔ اگر وہ (پکارنا) بیکار رہتا ہے جیسے ایک شخص پڑدو تو ہاتھ پائی کی طرح پھیلائی تاکہ پانی آپسے آپ اس کے منہ میں جائے حالانکہ وہ (کسی طرح) اس کو نہ سیکھتا (نہیلا نہیں) اور کافر دیکو (ماتو تو یہی سچکی) (بھلی پھر کر رہی ہے)۔

یہاں خدا کے سوا اوروں کو حاضر ناظر جاننے والوں اور ان سے مرادیں مانگنے والوں کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ ایسے کافروں کی دعا محض گمراہی ہے۔

یہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ خود خدائی کا دعوے کرنے والا بھی کافر ہے کیونکہ اگر وہ اپنے سوا کسی اور ہستی کے معبود ہو نہ کیا قائل نہیں تو ظاہر ہے کہ وہ خدا کا منکر ہے اور اگر خدا کو ماننا ہی مگر اپنے تئیں بھی ایسی جیسا ایک دوسرا خدا سمجھتا ہے تو شرک کا مرتکب ہے اور اگر اپنے اندر اسکی حلول یا تلوک کا

دعویٰ کرتا ہی تب بھی وہ چونکہ توالد و تناسل سے پیدا ہوا ہے اور تمام انسانی نقص اور حاجتیں کھتا ہے اسلئے اسکا دعویٰ الوہیت خدا کو مولود حاجت مند اور ناقص سمجھنا ہے حالانکہ وہ اس قسم کرام عیوب سے مبرا اور منزہ ہے اور نیز صفات کمال میں اپنی تئیں اسکا شریک اور ہمسر جانتا ہے اور آیات مذکورہ کے علاوہ جن سے ایسے اعتقاد کا کفر ثابت ہوتا ہے فرعون وغیرہ مدعیان الوہیت کا ذکر قرآن میں متواتر آیا ہے اور انکو کافر کہا گیا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس نبوت کا غلط دعویٰ کرنا والا بھی کافر ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں بھی اس طرح کے احکام دیکھتا ہوں جیسے بارگاہ خداوندی سے نافذ ہوتے ہیں۔ اور ویسی ہی کلام کر سکتا ہوں جیسا باری کی طرف سے نازل ہوتی ہو۔ اور چونکہ عام لوگ اکثر حالات میں براہ راست اس دعویٰ کو ماننے کے لئے تیار نہیں پائے جاتے اسلئے انکو دھوکا دینے کیو اسلئے ظاہر کرتا ہے کہ یہ کلمات اور احکام خود خدا کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور اس طرح خدا پر بہتان باندھنے کا دوسرا جرم اپنے سر لیتا ہی ہیں وہ تنزیل شریعت اور قدرت کلام میں اپنی تئیں خدا کا شریک سمجھنے اور خدا پر افتر کر نیکی وجہ سے کافر ہوتا ہے اور خدا نے یہی وجہ بیان فرمائی ہے جہاں ارشاد کیا ہے :-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ	اور اس سے بڑھ کر ظالم (اور) کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا دعویٰ کرنے کہ میری طرف سے وحی آئی ہو حالانکہ اسکی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور نیز اس سے بڑھ کر ظالم (اور) کون ہوگا جو دعویٰ کرے کہ میں انزل کرتا ہوں تم کہتے ہو کہ اللہ نے تم پر وحی دیکھو تم میں بھی ویسی ہی اتار دوں +
---	--

(پارہ نمبر ۷ - سورہ انفام - ع ۱۱)

یہاں خدا نے ایسے شخص کی نسبت فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ ظالم اور کوئی نہیں پس اگر دعویٰ نبوت شرک تک نہ پہنچاتا اور اس سے کمتر ہوتا تو مدعی کو سب سے زیادہ ظالم کہنا درست نہ ہوتا بلکہ اس صورت میں سب سے زیادہ ظالم مشرک ہوتا کیونکہ شرک بھی ظلم ہی۔ خدا فرماتا ہے :-

وَأَذِ قَالَ لِقَمَّانٍ لِابْنِهِ وَهُوَ عِظَةٌ يَا أَيُّهَا لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ	اور ایک وقت وہ بھی تھا کہ لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت کہا کہ بیٹا! کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرانا۔ اس میں شک نہیں کہ شرک بڑی ہی ظلم کی بات ہے۔
--	---

(پارہ نمبر ۲ - سورہ لقمان - ع ۲)

جس سے ثابت ہوا کہ ایسا جرم شرک ہے اور شرک بھی سب اقسام شرک ہی برابر اور نیز ظلم کے

تفصیل سے قرآن میں کہیں کفار کے سوا کسی اور مجرم کا ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ قریباً آٹھ جگہ تو اس سیغہ سے دعویٰ نبوت یا خدا کی طرف غلط احکام منسوب کرنا ہی ذکر ہے۔ مثلاً

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَوَىٰ عَلَىٰ اللَّهِ كَذِبًا أَوَّلُ الذِّبِّ
بِآيَاتِهِ ۖ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمُ نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ
حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ نَصْرُهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوهُمْ قَالُوا
إِنَّا مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَنَا مِن دُونِ اللَّهِ قَالُوا
ضَلُّوا عَنْهَا وَهَٰؤُلَاءِ أَلْفُسُفُهُمْ أَمَّا
كَأَنَّا كَافِرِينَ ۝ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ اعراف ۷۸)

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے
یا کسی آیتوں کو جھٹلائے ہی لوگ میں جنکو (تقدیر کے) کچے ہوئے
میں سے انکا حصہ (رزق وغیرہ تو) پہنچے گا۔ یہاں تک کہ جب ہمارے
فرشتے انکی روحیں قبض کرنے کیلئے انکی سامنے موجود ہوں تو (انہیں)
پوچھینگے کہ اب کہاں ہیں جو تم خدا کے سوا دجاعت والی سرائی
بلا کر لاتے تھے تو وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے غائب (غلا ہو گئی) اور
اپنے اوپر آپ کو اپنی نیکی (یعنی اقرار کی نیکی) کی بیشک کافر تھے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ
بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْكَافِرِينَ ۝ (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ زمر ۷۴)

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو خدا پر جھوٹ بولے اور نیز اس
سے کہ سچی بات اسکو پہنچے اور وہ اسکو جھٹلا دے کیا کافروں کا
ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے۔

اور اس سلسلہ کے سوا تین جگہ اور اس سیغہ کا استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ کفار مراد ہیں۔ ارشاد ہے۔
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذَكَّرَ
فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ مَا
كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ
فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ ۱۱۳)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اس کی مسجدوں میں منع کا نام لے کر
جانے کو منع کرے اور انکی مسجدوں کی بربادی کرے۔ یہ لوگ خود میں
لاعن نہیں کہ مسجد میں نے پائیں گرد ڈرتے (دھتے) انکی لئے دنیا
میں بھی (رسوائی ہے اور انکی لئے آخرت میں بھی) بڑا
(بھاری) عذاب ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَّقَ
عَنْهَا سَخِرَ لِّلَّذِينَ يَصِدُّونَ عَنْ آيَاتِنَا
سُوءَ الْعَذَابِ بَلَا كَأَنَّا يَصِدُّونَ
(پارہ نمبر ۸ - سورہ انفام ۷۰ - ۷۲)

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کی آیتوں کو
جھٹلائے اور ان سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ جو لوگ ہماری
آیتوں کو کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں ہم عذریب انکی کنارہ کشی
کے بدلے بڑی سزا انکو دینگے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ اللَّهِ فَاعْرَضَ
عَنْهَا ۚ سَخِرَ لِّلْكَافِرِينَ مِمَّا كَانُوا يَعْبُدُونَ
(پارہ نمبر ۱۰ - سورہ اعراف ۷۸)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کی آیتوں کو یاد دلایا جائے اور انکو

عَمَّهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاہُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنْ يَفْقَهُوۡہُ وَفِیۡۤ اَذۡنِیْہِمْ وُقْرًا وَاَنْ تَذَعُوۡہُمۡ اِلَیَّۤ اَلْہٰدٰی فَلَنْ یَّهْتَدُوۡا اِذَا اَلْبَدَاۗہُ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ کہف - ع)

سرو اور پنی پہلی کروت کو بھول چکا رہا ہے کہ ہم نے انکی دلوں پر پردہ ڈال دیا ہے کہ حق بات کو سمجھ نہ سکیں اور انکے کانوں پر ایک طرح کی گرائی پیدا کر دی ہے اور انکے پیچھے اگر تم ان (لوگوں) کو راہ راست کی طرف بلاؤ تاہم یہ کبھی دوبارہ توبہ نہیں۔

اور جو شخص خدا کو اور اسکی صفات کاملہ کو مانتا ہو اور کسی اور کو بھی اس جیسا نہ سمجھتا ہو مگر وہ لوازمِ عبودیت اور خواصِ عبادت جو محض ذاتِ باری سے مختص ہیں کسی اور کی نسبت بجا لاتا ہو وہ بھی کافر ہے کیونکہ ہم نے صفاتِ خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی اور اسکی سوال لائق عبادت نہیں پس غروں کی بد جا کر نیوالا گو اور تمام صفات کو غروں میں موجود نہیں سمجھتا لیکن اس صفت میں خدا کے ساتھ آوروں کو شریک کرتا ہی اسلئے اسے کافر کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:-

وَيَعْبُدُوۡنَ مِنْ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّہُمْ وَلَا یَنْفَعُہُمْ وَقَیۡلُوۡنَ هٰٓؤُلَآءُ شَفَعَاۗءُ عِنۡدَ اللّٰهِ قُلْ اَتَدْعُوۡنَ اللّٰہَ بِنَاۤ اِلَیۡکُمْ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُوۡنَ (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ یونس - ع ۲)

اور شرکین، خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جن نہ تو انکو نقص پہنچا سکتی ہیں نہ فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ (ہمارے یہ رعبوں) اللہ کے پاس ہمارے شفاعت میں (ایسی چیزیں) ہیں کہ اللہ انکو (ایسی چیزوں کے لئے) کی خریدتی ہو جو سکودہ (تو کہیں) آسمانوں میں پاتا ہو اور (کہیں) زمین میں۔ وہ ان لوگوں کے شرک ہی پاک اور بالاتر ہے۔

اور فرمایا ہے:-

اَللّٰہُ الَّذِیۡنَ الْخَالِصُۢمۡ وَالَّذِیۡنَ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مَوۡقِفًا وَّوَدَّہٗ اَوَّلِیَآءَ مَا تَعْبُدُوۡہُمۡ اِلَّا لِقَرۡبِہٖۤ اِلَیَّ اللّٰہُ زُلۡفٰۤیۡۤ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُکَرِّہُوۡنَ فِیۡمَا کُفَرُوۡۤا فِیۡہِ یُخَلَّفُوۡنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیۡ مَنْ هُوَ کَاذِبٌ کَفَّارٌ (پارہ نمبر ۲۳ - سورہ زمر - ع ۱)

سبحی اخالص فرمانبرداری خدای کیلئے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا (دوسری دوسری) حایق بنا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو انکی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں خدائے پاک نزدیک کے دین تو جس میں تاوین یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اذیتا کے دن انہیں اس اختلاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا جو شخص جھوٹا اور منافق ہو (اکو دیک) چاہت ہیں کہ

یہاں ایسے لوگوں کو جو اپنے مقتداؤں کو صرف شفعی اور وسیلہ قرب خدا مانکر انکی عبادت کرتے ہو کافر کہا گیا ہے اور اگرچہ یہاں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کو مانتے تھے۔ مگر ایک اور جگہ بھی صراحت سے کہا گیا ہے کہ وہ خدا اور اسکی صفاتِ خالقیت وغیرہ پر ایمان رکھتی ہیں چنانچہ

وَنُفِیۡۤ اَذۡنِیۡہِمْ

<p>اور ای پیغمبر جو شخص کفر کرنا ہو تو اس کے کفر کی وجہ سے تم کو آزرده خاطر نہیں ہونا چاہئے۔ اور ای پیغمبر اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ آسمانوں کو زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ خدا نے (اس پر تم ان سے) کہو کہ اللہ اللہ مگر ان سے اکثر تو نہیں جانتے۔</p>	<p>وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَكْفُرُ نَافَكَ مَضْمُونٌ كُشْرَعِ کر کے آفریں فرمایا ہے وَلَقَدْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝</p>
<p style="text-align: center;">* * * * *</p>	<p>(پارہ نمبر ۲۱ - سورہ لقمان - ع ۳)</p>

اور عمدہ کو جو اظہار عجز و نیاز کا سب سے بڑا ذریعہ اور طرق عبادت میں سب سے اعلیٰ ہے بالخصوص علامت کفر کیا گیا ہو چنانچہ سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہر ہر کی زبان سے قوم بلقیس کے کفر کا یہی ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ

<p>میں نے ملکہ اور اسکے لوگوں کو دیکھا کہ خدا کو چھوڑ آقا کے سجدہ کرتے ہیں۔ اور شیطان نے انکی اعمال کو انہیں عمدہ کر دکھا۔ ہو اور انکو راہ (درست) سے روک دیا ہو۔ تو انکو (اتنی بات ہی) نہیں سمجھ پڑتی۔</p>	<p>وَجَدُهَا قَوْمًا لَّيْسَ لَهُمُ الْحُكْمُ إِنَّ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ دَرَجَاتٍ لَّهُمْ الشَّيْطَانُ أَعْمَا لَهُمْ فَصَدَّ عَنْهُمُ الرَّسُولُ فَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝</p>
	<p>(پارہ نمبر ۱۹ - سورہ نمل - ع ۲)</p>

اور ایک اور جگہ ارشاد ہے :-

<p>اور خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سورات اور دن اور سورج اور چاند بھی ہیں (تو لوگو!) نہ تو سورج کو سجدہ کرنا اور نہ چاند کو اور اگر تم کو خدا کی عبادت کرنی ہو تو اس پر ہی کو سجدہ کرنا ہے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے۔</p>	<p>وَمِنْ آيَاتِهِ الْغُلُومُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدْ وَاقِفًا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝</p>
	<p>(پارہ نمبر ۲۲ - سورہ صافات - ع ۵)</p>

یہاں اُنکے آیتہ تعبّد سے ثابت کیا گیا ہے کہ اُوروں کو سجدہ کرنے والی اسکی خاص عبادت کرنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ غیروں کو عبادت میں شریک کرنے والے ہیں۔ اور ثابت ہو چکا ہے کہ جو اُوروں کو شریک کرنے کا فرہمیں اور یہ سجدہ یا دیگر طرق عبادت اگرچہ افعال بولچ میں سے ہیں جبکہ حسب تحقیق بالا ایمان میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن جبکہ حالت کے سوا ہونا کیلئے ہو اور حالات میں غیر اللہ کی عبادت اور اسکے آگے سجدہ اُسی حالت میں کیا جاتا ہے جب کہنے والا اُس فعل کو جائز بلکہ باعث سعادت سمجھتا ہے اور اسکی یہ حالت دیگر معاصی کا ارتکاب کرنے والوں سے بالکل متضاد ہو جو شہوت اور نفس پرستی کے سبب کوئی جرم کرتے ہیں اور دل سے اُسکو گناہ اور فعل بد سمجھتے ہیں پس وہ شخص حقیقت میں صرف ایک بلا ہری فعل کو بجا لانے کا

مجموع نہیں ہے بلکہ خدا کے ساتھ صفت عبادت کے خاص ہونے سے انکار کرتا ہی اور دوسروں کو اس میں شریک جانتا ہے اسلئے اسکا یہ فعل قلب سے متعلق ہے اور اسی لہٰذا کفر کو پہنچاتا ہے۔

آلئے یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ فرشتوں نے جب حکم ربانی حضرت آدم علیہ السلام کو ادربر اور ان یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر وہ کافر نہیں ہوئے بلکہ اسکے برخلاف شیطان اس فعل کو نہ بجالانے سے کافر ہوا جس سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کفر نہیں ہے۔

اسکا جواب اکثر اہل علم کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ یہ سجدہ عبادت نہیں بلکہ سجدہ تہنیت ہی جو پہلے انبیاء کی شریعت میں جائز تھا۔

مگر ایک فعل شریعت کا کسی شریعت ربانی میں جائز ہونا کو غرض مختلف ہو کسی طرح قرین قیاس نہیں ہے شریعت محمدیہ میں اسکا مطلقاً ممنوع قرار پانا ان لوگوں کے نزدیک اسی وجہ سے ہے کہ نیت دل کا فعل ہے اور دوسروں کو معلوم نہیں ہو سکتی پس اگر عبادت کے سوا اور اغراض سے سجدہ جائز قرار دیا جاتا تو اکثر بندگان خدا اس پہلے سے دوسروں کی عبادت کرنے لگتے اور شرک کا نہایت آزادی سے طریقہ ہو جاتا حالانکہ اسی کو دور کرنے کیلئے مذاہب حقہ کی ضرورت ہے لیکن مانعت سجدہ کی سوجہ کو اسلامی زمانے سے کوئی خصوصیت نہیں ہے پیشتر کے زمانوں میں جبکہ جہالت اور تاریکی اسے بہت زیادہ تھی۔ یہ وجہ اور بھی قوی ہو گئی۔ پس جس حکیم و فہیم عالم الغیب نے اس زمانے میں اسوجہ کو مد نظر رکھ کر مانعت سجدہ کا حکم نافذ فرمایا وہ گزشتہ زمانے میں کیونکر ایسی مطلق العنانی کو جائز رکھتا۔ اور گزشتہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ مانعت سجدہ کی وجہ شان موجودیت کا محض ذات باری سے خاص ہونا اور سجدہ وغیرہ طرق عبادت کا کسی اور کی نسبت بجالانا حسب ارشاد قرآنی علامت کفر ہونا ہے اور یہ وجہ بھی ہر زمانے میں یکساں موجود ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اس حقیقت کو بدل دیا جاتا ہے اور موجودیت خدا کے ساتھ خاص نہ رہتی یا سجدہ وغیرہ عبادت میں داخل نہ ہوتے۔

تعبیر یہ کہ صاحب تفسیر کبیر نے بھی گزشتہ جواب کو دیگر جوابوں سے بہتر کہلایا حالانکہ خود ہی ایک حدیث پیش کی ہے جس میں ذکر ہے کہ حضرت معاذ بن جبل یمن سے آئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ معاذ یہ کیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ وہ اپنے بزرگوں کو اور عیسائی اپنی میٹھاؤں کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور میں نے ان سے وجہ پوچھی تو کہنے لگو کہ یہ انبیاء کی تحیت یعنی سلام ہی جناب سالکتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انبیاء ہر ایک اپنے نبیوں پر جھوٹ باندھے پس

جب سجدہ کو انبیاء کا سلام کہنا حسب ارشاد رسالت پناہی جھوٹ ہوا تو شرک سابقہ میں اسکا جواز سمجھا
کیونکہ درست ہوگا۔

پس موقوفی اس مقام پر یہی کہ سجدہ کلام الہی میں پیشانی کو اظہار عجز و نیاز یعنی عبادت کے لوازم
پر رکھنے اور اظہار اطاعت و انقیاد دونوں میں آیا ہے مثلاً

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ
فِي الْأَرْضِ وَالشَّجَرُ وَالتَّنَائِصُ وَالْحُجُومُ وَالْجِبَالُ
وَالشَّجَرُ وَالْعُصَبُ وَكثيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ
حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ
مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ
(پارہ نمبر ۱ - سورہ حج - ۲۷)

دے مخاطب کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی جو مخلوق آسمانوں
میں ہے اور جو مخلوق زمین میں ہے اور سوج اور چاند اور ستارے
اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے (سب ہی تو) خدا کے اگر سرنگون ہیں
بہت آدمی بھی، اور آدمیوں میں، سب بہت (یعنی ہی) خیر
(خلافی کو بیگم) عذاب کا آنا، لازم ہو چکا ہے اور جو اللہ کی
تو دہر، کوئی اس کو عزت دے والا نہیں خدا ہی جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

اور - وَالشَّجَرُ وَالْعُصَبُ (پارہ نمبر ۲ - سورہ حج - ۲۷)
اور (جھاڑی) بوٹیاں اور درخت (بارگاہ الہی میں) سجدہ میں۔

یہاں ظاہر ہے کہ پہاڑوں اور درختوں وغیرہ کا پیشانی زمین پر رکھنا مراد نہیں بلکہ اطاعت اور
انقیاد مراد ہے۔ پس جب لفظ سجدہ دونوں معنوں میں خود قرآن میں متعل ہے اور آیات زیر بحث یعنی طائے
اور برادران یوسف کے ذکر سجدہ میں عبادت کے لوازم پیشانی کا زمین پر رکھنا مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے
کہ دیگر آیات میں بصراحت اسکی مخالفت ہو تو لامحالہ دوسرے معنی یعنی اظہار اطاعت و انقیاد مراد ہوگا
اور یہ اطاعت اور انقیاد غیر اللہ کے لئے منوع نہیں۔ خدا فرماتا ہے۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
(پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ۵۸)

(اے مسلمانو!) خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی اور حاکم
وقت کی بھی۔

یہاں یہ کہو خدا کے سوا رسول بلکہ اہل الامر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے اور

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا
فِي الْأَرْضِ مَا أَتَبَعَ عَلَيْكُمْ فَعْمَةً ظَاهِرَةً
وَبَاطِنَةً (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ لقمان - ۳۷)

کیا تم دوگوں نے (سات پر) نظر نہیں کی کہ کچھ آسمانوں
اور کچھ زمین پر جو اللہ نے (ایک اعتبار سے) ظاہر اور
مخفی اور ظاہر اور باطنی (سب کی) نعمتیں پوری کی ہیں۔

یہاں تمام زمین و آسمان کی چیزوں کو جنہیں اللہ بھی شامل ہے انسان کا مطیع اور فرمانبردار کہا گیا ہے

اسی مضمون کو وہاں سجدہ کے لفظ سے ادا کیا گیا اور فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری کا حکم ہوا جسے انہوں نے تسلیم کیا اور برادرانِ یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے سے برتر اور بہتر مانگا اور انکی اطاعت کا اقرار کیا۔

آم رازی کے اس جواب کو ضعیف کہی کیونکہ یہی تعجب انگیز ہے وہ فرماتے ہیں کہ سجدہ شرع میں پیشانی رکھنے کو کہتے ہیں پس اہل لغت میں یہی معنی ہونگے۔ اسلئے اظہارِ اطاعت کے معنی نہیں ہو سکتے حالانکہ خود قرآن میں اس معنی کی آیتیں موجود ہیں اور خود بھی اس مقام پر پہلے اَلْفَجَع وَالتَّجَعُّجَ دَارَ - (بھاڑی بوٹیاں اور درخت، خدا کے آگے سرسجود ہیں) کو نقل کیا ہے۔ پس شرع میں صرف یہی معنی کیونکہ ہوئے اور دوسرے عرفی معنوں سے لغوی معنوں کا قیاس کرنا بھی عجیب ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صلوة کے معنی لغت میں بھی یہی سجدہ - رکوع - قنود - جلد وغیرہ ارکان مخصوصہ ہوں کیونکہ عرف شرع میں بھی یہی معنی ہیں اور اسلئے جس طرح یہاں اس دلیل سے فرشتوں کا پیشانی رکھنا ثابت کرتے ہیں صَلُّوا عَلَی النَّبِیِّ (نبی پر صلوة بھیجتے ہیں) میں نماز پڑھنا مراد لیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ عرفی اور لغوی معنوں میں اگرچہ مشابہت ہوتی ہے۔ لیکن دونوں کا ایک ہونا ضرور نہیں۔ اور زیادہ حیرت یہ ہے کہ خود ہی سجدہ کے معنوں میں شاعر کا قول نقل کرتے ہیں تری لا کفر فیہا مسجد اللہ (اور اس جگہ میں شیعوں کو گھوڑوں کے سموں کے گئے سرسجود ہوگا) جس سے پتہ چلتا ہے کہ لغت میں سجدہ کے معنی زیر ہونا اور اطاعت کرنا بھی ہے۔

مقام شکر ہے کہ خدا پر ایمان لانے کی جس قدر مراتب کہ ہوئی انکی ضرورت اور ان کے خلاف کرنے سے کفر کے اعتقاد میں تمام اسلامی فرقے یکساں ہیں اور اگرچہ پہلے سے بعض اوقات غلبہ محبت اور فرط شوق سے اپنی مقداؤں کی نسبت کچھ مشرکانہ حرکات ظاہر ہو جاتی ہیں لیکن اہل علم و دانش عموماً ان افعال کو شیع اور قابلِ نفرت سمجھتے ہیں اور اس لئے ایمان کی اس شق میں جو سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے اسلاموں میں کوئی اختلاف نہیں جس میں غور و تأمل کی ضرورت ہو البتہ ایک مسئلہ وحدت وجود کا مسلمانوں میں دائر ہے جس نے انکو دو فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے اور اس بنا پر ہر فرقہ دوسرے کو کافر یا مشرک کہتا ہے اس لئے اس بارہ میں کسی قدر ذکر کرنا ضروری ہے اور چونکہ خدا کو ماننے کے تمام مراتب معلوم ہو چکے ہیں اہل حق جو فرقہ کا اعتقاد اس بارہ میں مذکورہ بالا قاعدوں کے خلاف ثابت ہوگا۔ وہ یقیناً کافر ٹھہرے گا۔ اور اگر دونوں اس دائرہ کے اندر ہیں گے تو ایک کا دوسرے کو کافر کہنا غلط ہوگا۔

وحدت وجود کا اعتقاد جہاں تک عقل کام کر سکتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک فلسفی مسئلہ اور ایک موجد
اعتقاد کا مرکب ہے۔ اہل فلسفہ کا یہ قدیمی اعتقاد ہے کہ کوئی چیز عدم محض سے وجود یا موجود سے عدم محض نہیں ہو سکتی
اور یہ جو کچھ تغیرات عالم میں پائے جاتے ہیں ان میں ہر چیز کا ایک صورت سے دوسری صورت میں انتقال کرنا پہلی حالت
کا معدوم ہونا اور دوسری صورت میں انتقال کرنا پہلی حالت کا معدوم ہونا اور دوسری صورت کا موجود ہونا ہے
ورنہ حقیقی عدم وجود یا موت و ولادت کوئی چیز نہیں اس خیال کے اثر سے بعض حکما و قدیم اس عالم کی قدامت کے
قائل ہو گئے۔ کیونکہ انکی خیال میں اگر عالم حادث ہوتا تو اس کا محض عدم سے وجود میں آنا لازم آتا اور جن
لوگوں نے اس سے ذرا ترقی کی اور حدوث عالم کی قائل ہوئے انکے دو فریق ہو گئے۔ ایک جگہ نزدیک روح
کوئی چیز نہیں صرف مادہ کو قدیم ماننے لگا اور دوسرے جو روح کو بھی مانتے تھے مادہ اور روح دونوں کو ازلی
سمجھنے لگے۔ تا اس عالم کی اصل قائم ہو اور نسبت سے بہت ہونا لازم نہ آئے۔ پہرہ خدا کو بھی مانتے تھے
وہ پہلی صورت میں خدا اور مادہ دو اور دوسری صورتیں خدا۔ مادہ اور روح تین چیزوں کی قدامت کے قائل
ہوئے یہاں تک کہ اس مسئلہ کو انکراہل حکمت نے جولان کیا پھر جب وحدت صانع کا مسئلہ تحقیق ہوا اور عقل
انسانی کی ترقی یا غرہ حقیقہ کی ہر بات سے ثابت کیا کہ خدا جیسا اپنی ذات میں کیا ہے اپنی صفات میں بھی بیکانہ ہو
اس لئے جس طرح خالق اور قادر اسکے سوا کوئی اور نہیں قدیم اور ازلی بھی صرف ہی ایک ذات ہے تو جن لوگوں کے
دل پر عدم وجود کا فلسفی مسئلہ نقش ہو چکا تھا انکو مادہ اور روح کو حادث ماننے کی صورت میں اس عالم کے
سرشتیہ کی تلاش ہوئی اور یہ مسئلہ ایجا د کیا گیا کہ موجودات عالم جو کچھ نظر آتی ہیں کوئی اور چیز نہیں ہے جس کے واسطے
مادہ کی ضرورت ہو۔ بلکہ ہی ایک ذات ہے جو کبھی مطلق اور غیر جسمانی ہے اور کبھی مقید اور مجسم اور ہی ایک
موجود ہے جو رتبہ الملاق میں خالق اور صانع ہے اور درجہ تقید میں مخلوق اور مصنوع اور حالت اولیٰ میں تمام طرح
کمال اور صفات حلال و جمال سے موصوف ہے اور حالت ثانیہ میں تمام لوازم احتیاج اور خواہش معجز و نیاز سے
متصف ہے اور اس لئے حالت اولیٰ معبود ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور حالت ثانیہ عبد جسکو اس معبود کے
سوا کسی اور کی عبادت جائز نہیں اور جب اس تشریح سے انکو قدیم اعتقاد میں بھی نقص نہ آیا اور توحید کا مسئلہ
بھی درست بیٹھ گیا تو اسکے استشادات میں چند آیات بھی تلاش کی گئیں جنکے معنی غیرت خالق و مخلوق کو
مان کر بھی ہو سکتے تھے۔ اور انکی اپنی اعتقاد کے موافق تفسیر کی گئی اور رفتہ رفتہ یہ ایک خاص اسلامی مسئلہ
قرار پایا بلکہ اپنی ہستی کے انکار اور محض وجود ربانی کے اقرار کی وجہ سے اکثر اہل دل کو امین تقدس اور

انابت کا جلوہ اعتقاد غیریت کی نسبت زیادہ نظر آیا۔ اور طالبانِ خدا کا ایک بڑا گروہ دینِ مہدویا سمیت
و نظر کا ایک معتبر حصہ اس اعتقاد کا حامی ہو گیا۔ اور بہر حال لوگوں کی جولانی عقل اور روانی طبع نے اس مسئلہ کو
وہ آب و تاب ہی کہ اب بادی النظر میں انکی طولانی تقریروں اور درخشاں دلیلوں میں اسکی مہول موضوع یعنی
مسئلہ عدم وجود کا شائبہ بھی نہیں معلوم ہوتا بلکہ بظاہر یہ عبارت مستقل ستونوں پر قائم دکھائی دیتی ہے چنانچہ
انکی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ اگر خدا اور دیگر کائنات باہم غیر ہوں تو انکے درمیان ایک حذافیل ہوگی جو دونوں
کو ایک دوسرے سے جدا کرے گی ورنہ انکا متحد ہونا لازم آئے گا اور بصورت حذافیل ہونے کے ذات باری
اس حد تک محدود ہوگی جو ایک نقص ہے اور شانِ الوہیت اس سے پاک ہے۔

لیکن یہی سوال خود انکی مقرر کردہ صورت پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ مطلق بحیثیت اطلاق اور مفید
بحیثیت تقید باہم غیر ہیں۔ گو اس حیثیت سے قطع نظر باہم متحد ہوں پس اس درجہ اطلاق اور درجہ تقید
میں بھی ایک حذافیل ہوگی ورنہ مطلق کا مفید ہونا اور مفید کا مطلق ہونا لازم آئے گا۔ اور تفاوت درجہ
جو انکے نزدیک مدارِ معبودیت و عبودیت ہے باطل ہو جائیگا۔ پس اس حذافیل سے مطلق محدود ہو جائیگا۔
جو اسکی شانِ اطلاق اور حالتِ الوہیت و معبودیت کی منافی ہے تو غیریت جانی والوں پر جس محدودیت کا الزام
ہے وہ بھی خلافِ شانِ الوہیت نہ ہوگی اور حق یہ ہے کہ جسمانیات جو طول و عرض و عمق سے متصف ہیں انکی باہم ذکر متصف
ہونے سے ایک حذافیل پیدا ہوتی ہے جو طول و عرض وغیرہ کو محدود کرتی ہے اور ان ابعاد کی مقدار اور پیمائش پیدا
ہوتی ہے اور یہ سب لوہم لازم احتیاج ہیں مگر جو ذات جسم سے پاک ہے نہ اس میں طول و عرض ہوگا اور نہ انکی تحدید
مقدار و پیمائش پیدا کرے گی پس خالق و مخلوق کی غیریت سے وہ تحدید لازم نہیں آتی جو باعث نقص و احتیاج ہو۔
اور انکی دوسری دلیل یا بالفاظ دیگر اعتراض جو معتقدین غیریت پر کیا جاتا ہے اور جو اس سالہ کے موضوع
بحث سے خاص تعلق رکھتا ہے یہ ہے کہ فریقِ ثانی چونکہ خدا کے سوا دیگر کائنات کو بھی موجود مانتا ہے اسلئے وہ خدا
کی صفت وجود میں انکو شریک کرتا ہے۔ اور شرک ٹھہرتا ہے۔

اور بیشک خدا کی کسی صفت کو دوسروں میں موجود سمجھنا شرک اور ناقابلِ غفرت ہے مگر اس بارہ
میں شرک تک پہنچانے والا اعتقاد جب ہی ہو سکتا ہے کہ مخلوق میں اس صفت کو ویسا ہی کامل و مکمل
سمجھا جائے جس طرح وہ خدا میں مثلاً کسی دوسرے کو حال کا ایسا وقف سمجھنا کہ وہ ہر وقت اسکی نظر میں رہتا ہے اور
نیچے ہر حال میں انکی ذورہ ہوتا جانتا اور اطلاع رکھتا ہے تو چونکہ یہ صفت محض ذات باری کی ہے یہ اعتقاد شرک ہوگا

لیکن اگر کہا جائے کہ فلاں شخص کو فلاں حالت سے اسکی اپنی اطلاع دینے یا جاننے والے کو اپنی آنکھوں دیکھنے کے سبب پوری واقفیت ہو تو اگرچہ یہ بھی اس صورت میں دوسرے کے حال کا دانا اور خیر و لیکن واقعہ میں اس علم کے ناقص ہونے اور ذرائع پر انحصار رکھنے کے سبب نہیں کہا جاسکتا کہ ایسے شخص کو خدا کے صفت علم میں شریک کیا گیا ہو اور قرآن میں ان صفات کمال کا جو خداوندی ہیں دوسری حیثیت سے غیروں پر بکثرت اطلاق ہوا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے :-

أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَفِي رِزْقِهِ
مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ ذُو الْقَلْبِ الْهَاضِمِ
بُرْهَانَ تَكْرَارٍ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
(پارہ نمبر ۲۰ - سورہ نمل - ع ۵)

جہاں تبارک و تعالیٰ نے اپنے

یہاں صفت رزق کو اپنی ذات کے ساتھ خاص کیا ہے اور یہ ایک جگہ فرمایا ہے :-
وَلَا تُؤْثِرُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ
وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا (پارہ نمبر ۱۷ - سورہ نساء)

یہاں یتامی کے سرپرستوں کو انکار رزق کہا گیا ہے اور وہ یہی ہے کہ خدا اپنے پاس سے رزق دیتا ہے۔ اور یہ لوگ خدا کی دے ہوئے رزق سے دوسروں کو حصہ دیتی ہیں اور اس کی بعض نام میں شریک ہوتے ہیں۔ شریک نہیں بن سکتے اور یہی صورت وجود کی ہے کہ ذات باری سے وہ وجود خاص ہے جو بالذات ہے اور کسی کے فعل سے پیدا نہیں ہوا۔ اور دیگر مخلوق جو غیر الہیاتی ہے اگر یہ اعتقاد غلط ہو تب بھی انکی نزدیک اس وجود سے متصف ہے جو خدا تعالیٰ نے اسے بخشا ہے پس اس وجود بالذات اور وجود بالغیر میں ایسی ہی خاصیت ہے جیسی رازقیت بالذات اور رازقیت بالو اسطہ میں ہے اسلئے جس طرح غیروں کو ایسا رازق مانو شریک لازم نہیں آتا اسی طرح انکو ایسا موجود ماننا بھی خلاف توحید نہ ہوگا۔ البتہ اگر کائنات کو رازق بالذات اور موجود بالذات مانا جائے تو شرک ہوگا مگر جو مسلمان نہیں وہ ان نادان شخص بھی ایسا اعتقاد نہیں رکھتا پس ان پر انکو شرک کہنا غلط ہے علیٰ مزاحمت وجود کو قائم کیا ہے غلط خیال رکھتے ہوں لیکن یہ ایک ایسی ہستی کو مانتے ہیں جو خالق بھی ہے اور رازق بھی ہے اور جو ایسی معبود ہے کہ اسے سوا اور کوئی معبود نہیں غرض اسی تمام مقام کمال سے

جس طرح قرآن مجید میں دارد ہی متصف ہوتی ہیں اور دیگر تمام کائنات کو کو اسی کا منظر جانتے ہیں لیکن مخلوق اور زیر فرمان اور تمام لازم عجز و نیاز سی موصوف خیال کرتے ہیں اور کسی میں خدا جیسی کوئی صفت موجود نہیں سمجھتے اور یہی وہ مباح ہیں جن پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس اس صورت میں انکو منکر خدا یا مدعی الوہیت غیر کہنا محض زبردستی اور سبب زوری ہے۔

بعض مخالفین حدت وجود کی کفر و تضلیل کے سلسلہ میں حلول کا مسئلہ چھیڑ دیتی ہیں اور یہ الزام دیکر کہ ایسی لوگ خدا کو حال اور اپنی تئیں اسکا محل جانتے ہیں کہ فرماتے ہیں اور واقع میں اگر وہ خدا کی حلول کے قائل ہوتے تو چونکہ ذات باری مکان وغیرہ لازم احتیاج سے پاک ہے وہ قطعاً کافر ٹھہرتے۔ لیکن حقیقت میں یہ الزام محض اتہام ہے کیونکہ حلول کیلئے حلول کر نیوالی اور حلول کر نیکی جگہ دو چیزوں کا وجود ضروری ہے اور انکی نزدیکی اس ایک موجود کو سوا دوسری چیز کی ہستی ہی نہیں پس وہ کیونکر خیال کر سکتے ہیں کہ خدا نے انہیں حلول کیا۔

ایک اور قباحت جو اس اعتقاد میں بیان کی جاتی ہے یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنی تئیں عین خدا جانکر تمام لازم عبادت سے مستغنی ہو جاتے ہیں اور تمام مباح عبادت کو ترک کر دیتے ہیں اور بیشک اس الزام کی وجہ بنا کیس قدر موجود ہی ہے اور اس اعتقاد والے اکثر جہلا کو اطاعت احکام خدا و رسول سے بے پروا بلکہ اپنی پیشواؤں کی نسبت اکثر مشرک حركات ظاہر کرتے دیکھا جاتا ہے۔ مگر انصاف سے غور کیا جائے تو یہ قصور خود ان جہلا اور انکے نادان اور برخود غلط پیشواؤں کا ہے ورنہ حسب تصریح ائمہ وحدت وجود اور حسب اعد مذہب ہذا کائنات کی تمام مراتب تقدیر میں اطاعت احکام شرعیہ سے غلصہ نہیں ہوتی۔ اور انسان کو نبوت اور رسالت کے درجہ تک پہنچ جائے انکے نزدیک عبادت سے نہیں نکلتا۔ اور دوسروں کو اسکی عبادت اور تعظیم جو شایان شان ایندی ہے کی تبلیغ جائز نہیں سمجھتے اور جہلا کا عینیت وجود سے ترقی کر کے اپنی تئیں خدا کہنا ان کے اہل مذہب کے اہل خلا ہے اور سمجھ میں ہی نہیں آ سکتا کہ کوئی شخص اپنی تئیں موجود ہی نہ سمجھے اور اپنی طرف کسی حالت وجود کی منسوب کرنا گوارا بھی کرے اور پہر اپنے تئیں ایسا موجود بھی سمجھے کہ خود خدا کہلائے۔

جہلا کی اس سلسلہ سے ایسے غلط نتیجہ تک پہنچنے کی مثال بعینہ یہ ہے کہ مذہب اسلام نے مسئلہ تقدیر کی تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ انسان کا کوئی فعل اور دنیا کا کوئی واقعہ ایسا نہیں جسکا خدا کو ازل سے علم نہ ہو اور جو کچھ خدا کے علم میں ہے اسی طرح ظہور میں آتا ہے۔ خدا فرماتا ہے :-

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ اور (ای پیغمبر) تم کسی عا میں ہو اور قرآن کی کوئی شے کہتی ہو تو کوئی

وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ تَحَوُّدًا
 إِذْ تُقَيِّمُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ
 مِنْ مِّمْتَالٍ دَسْرَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
 وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ
 مُبِينٍ ۝ (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ یونس - ص ۷۷)

پڑھنا ہی ہو اور (کو) تم کوئی ساعل بھی کر رہی ہو ہم (ہم وقت)
 جب تم اس کام میں مشغول ہوتی ہو تو دیکھو کہ تم میں اور اسی غیر
 تمہاری پروردگار سے ذرا ہر چیز بھی غائب نہیں ہو سکتی (نہ زمین
 میں اور نہ آسمان میں اور نہ سے چھوٹی چیز ہو یا بڑی (سب)
 کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں (کچھ بھی) ہے۔

اور واقعہ میں اس مسئلہ کا ظاہر کرنا بہت ضروری تھا کیونکہ اول تو خدا ہستی ہی ایسی ہوتی چاہے حکم علم
 سے ایک ذرہ بھی باہر نہ ہو اور اگر اسکو کسی چیز کا علم نہ ہو یا اس کے علم کے خلاف واقع ہونا جائز ہو تو انہیں اور دنیا
 کو مجازی حکام میں کچھ فرق نہ ہوگا اور اس لئے وہ ذات احکم الحاکمین اور خیر الی کمین کے لقب سے ملقب نہیں ہو سکتی پس
 ایسی سب سے بڑی صفت کمال کا نہ بیان کرنا ایک بڑا نقص تعلیم ہوتا اور دوسری جب انسان کو کسی امر
 میں ناکامی ہو اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی اور اکثر ایسا ہوتا ہے تو اس وقت جو افسوس اور رنج اسکو لاحق ہوتا
 ہے وہ قابل برداشت نہ ہوتا اگر یہ اعتقاد اسے اطمینان نہ دیتا کہ ازل سے خدا کی علم میں ایسا ہی تھا اور اس لئے
 ایسا ہونا ضروری اور اسی لئے اس کے خلاف کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکتی مگر اب اکثر جہلاء اس اعتقاد کو جو ایسی
 اصول پر مبنی تھا منکر حجت پیش کرتے ہیں کہ اس بنا پر نیک کامی کو کوشش شدنی کو ناشدنی کر سکتی ہے اور نہ ناشدنی کو
 بے سود ہے۔ کیونکہ نیک بد ہو ہونا ہے وہ ہو کر ہو سکتا نہ ہماری کوشش شدنی کو ناشدنی کر سکتی ہے اور نہ ناشدنی کو
 شدنی۔ بلکہ اکثر اسی بہانے سے اپنے تئیں اطاعت شریعت سے نکال لیتی ہیں اور قبل حج میں منہمک رہتی ہیں حال آنکہ
 مال کار سے نادان اور غیب سے بیخبر انسان کا باوجود اس تمام سامان سعی و کوشش کے جو اسکے اندر
 اور باہر قدرت نے ہمیا کر دیا ہے اور باوجود اس عقل و ادراک کے جو اسے نیک و بد میں تمیز کرنے اور بھلائی و شر
 دینی کے لئے بخشی گئی ہے اور نیز باوجود اس متواتر ہدایت کے جو مذاہب حق کے ذریعہ سے نیک و بد ظاہر کرنے کے
 لئے عمل میں لائی گئی ہے صرف اس ایک خیال سے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا محض جہالت اور نادانی ہی ہے پس
 جہلاء کا کسی قاعدے سے غلط نتیجہ نکالنا اس قاعدے کی غلط ہونیکا ثبوت ہے تو معاذ اللہ جہلاء کی اس ذیہ سے
 مسئلہ تقدیر غلط ٹھہرتا ہے اور اگر یہاں انکی غلطی کو خود انہی کی سمجھ کا قصور کہا جاسکتا ہے تو مسئلہ وجود و عدم و
 خدا بنجانی والے بھی خود ہی اس قصور کو ذمہ دار ہو گئے نہ اہل مسئلہ۔ البتہ یہ کہنوں میں ذرا تاثر نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ
 اس مسئلہ سے ایسے غلط نتیجہ تک پہنچے ہیں اور اپنی تئیں یا اپنی پیشواؤں کو خدا یا خدا کی طرح حاضر ناظر اور

بھی نہیں مانتی وہ کافر مطلق ہیں بلکہ اس ایک کونہ ماننا خود خدا کونہ ماننا ہے۔

مگر خود قرآن میں ہی آیا ہے کہ بعض رسولوں کا ہم سے ذکر نہیں کیا گیا۔ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (پارہ نمبر ۲۳ - سورہ مؤمن - ع ۸)

اور ہم نے کسی پہلے (بھی نہ تھی) رسول بھیجی (سو) انہیں سے (بعض) ایسے ہیں جنکو حالات ہم نے تمکو سنائے اور (بعض) ایسے ہیں جنکو حالات ہم نے تمکو نہیں سنائے۔

پس ان سب پر تفصیل ایمان لانا محال ہے۔ بلکہ ارشاد ہے:-

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَ... (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ فاطر - ع ۳)

فی الواقعہ ہمیں نے تمکو دو مشن دی خدا کی، خوشخبری دینا والا اور (عذاب خدا سے) ڈرانے والا (دیکھو) بھیجا ہوا کوئی امت ایسی نہیں (دہوئی) کہ اس میں کسی ڈرنا والا نہ گذرا ہو۔

اور ظاہر ہے کہ ان بیشمار انبیاء کے نام سے بھی ہم واقف نہیں ہیں جو ہر قوم میں مبعوث ہوئے ہیں چنانچہ فردا ہر ایک پر ایمان لائیں۔ اسلئے آیت سابقہ الذکر میں چند انبیاء کے نام بیان کر نیکی بعد بالاجمال وَالنَّبِيِّينَ مِنْ رَبِّكُمْ فرما دیا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک نبی کو نام بنام ماننا ضرور نہیں بلکہ جنکی تبلیغ ہم تک پہنچی ہے انکے سوا اور سب پر بالاجمال ایمان لانا کافی ہے۔

دویم۔ یہ کہ انبیاء کی شان میں کسی قسم کی بے ادبی اور استہزاء نہ کرو اور جیسا (کتاب کریم) وہ انبیاء پر ایمان لائے والوں میں شمار نہ ہوگا۔ اور کا فر قرار پائے گا۔ کیونکہ بے ادبی اور استہزاء ایسی شخصیت ہوا کرتا ہے جسے بزرگ اور قابل تعظیم نہ سمجھا جاتا اور انبیاء علیہم السلام بنی آدم کا وہ گروہ ہے جسے خدا نے اپنی خلقت اور قرب کے تمام انسانوں میں انتخاب کیا ہے اور اپنی حضوری اور خطاب کا شرف بخشا ہے اور تمام روحانی اور اخلاقی ترقیوں کے راز اور نجات اور وصال ربانی کے اسرار سے مطلع کیا ہے۔ اور پیغمبر میری اور ہدایت کا منصب دیکر دنیا کو جہالت اور ضلالت سے نکالنے کی واسطی مبعوث فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (پارہ نمبر ۳۳ - سورہ بقرہ - ع ۲۳)

پیغمبر جو بھیجے (دیجئے) انہیں سے بعض کو بعض پر برتری دی (انہیں سے کوئی تو ایسے ہیں جنکو ساتھ (خود) اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجہ (اور طرح) بلند کئے۔

بلکہ نوع انسانی کو جو شرف دیگر مخلوقات پر حاصل ہے اسکا سب سے پہلا سبب بعض انسانوں کو نبی ہونے کو

قرار دیا ہے اور فرمایا ہے:-

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُولَدَ لَكُمْ أَهْلًا مِنَ الْعَالَمِينَ (پارہ نمبر ۷- سورہ مائدہ سہ ۴۷)

اور ای غیبی نبی اسرائیل کو ایک اقدیم ہی یاد دلاؤ گی جیسی نبی نے اپنی قوم کو کیا کہ یہاں تو اس نے جو تیرا احسانا کیا تو یہی گویا کرد کہ اس قوم ہی میں بہتری، پیغمبر نسلے اور مکر بادشاہی، بنایا اور تمکو وہ نعمتیں جو دنیا جہاں کے لوگوں سے کسی نہیں ہیں۔

پس ایسے برگزیدگان بارگاہِ صمدیت کی شان میں بے ادبی اور استہزا ہی شخص کر گیا جو انکو اس شان اور منصب کا سمجھے گا۔ اور اس کی یقیناً کافر ہوگا۔ اور اس ضمن کو قرآن میں کئی جگہ ادا کیا ہے مثلاً ایک جگہ ارشاد ہے:-

وَمِمَّنْ الَّذِينَ يَوْدُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ ذُنَّ قُلْ أَذُنٌ خَيْرٌ لِّكُمْ يَوْمَنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَحْمَةِ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤَدُّونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (پارہ نمبر ۱۰- سورہ توبہ ۸۴)

اور ان (یہودوں) میں سے بعض ایسے ہی ہیں جو پیغمبر کو اپنے دین میں سے کہتے ہیں کہ یہ شخص کان (کا بڑا کچا) ہے اور ای پیغمبران لوگوں کو کہہ کہ کان کا کچا پڑا تو اسکا کان کچا نہ ہوتا تھاری بہتر کچا (جواب) ہے۔ وہ اندر کا یقین رکھتا ہے اور مسلمانوں کی بات کا بھی اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور دین سے اس رحمت ہی اور جو لوگ اللہ کے رسول (پارہ نمبر ۱۰- سورہ توبہ ۸۴) ایذا دی تو یہی لوگوں (قیامت کے دن) عذاب دردناک ہونا ہے۔

یہاں سب سے بڑی بے ادبی یعنی ایذا رسانی کا ذکر ہے اور ایذا دینے والوں کے ایسی عذاب الیم کا وعید ہے اور ایک اور جگہ ارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (پارہ نمبر ۲۶- سورہ محمد ۲۶)

مسلمانو! اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور تم انکے ساتھ بہت زور و سوات کر دے جیسے تم ایک دوسرے کے پاس زور سے بولا کرتے ہو کہ میں سنا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرنا اس بات کو ہو گا اور تمکو خبر ہی نہ ہو۔

یہاں سب سے کم دینے کی بے ادبی یعنی صرف انکی خدمت میں بلند آواز سے بولنے کی نسبت فرمایا ہے کہ اس سے تمہاری تمام اعمال باطل ہو جائیں گے اور یہ سزا یعنی تمام اعمال خیر کا ثواب نہ ملنا ہی ہو جو آدمی مومن کفر اور شرک کے لئے تجویز ہوتی ہے۔ مثلاً فرمایا ہے:-

<p>یہی اللہ کی رہنمائی اپنے بندوں میں سے جسکو چاہی اس طرح کی ہدایت دی اور اگر یہ پیغمبر شرک کئی ہوتے تو انکا دسراں کیا دہرا ان سے ضائع ہو جاتا۔</p>	<p>ذَٰلِكَ هُدًى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبَطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پارہ نمبر ۱ سورہ انفار ع)</p>
<p>یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پروردگار کی آیتوں کو اور قیامت کے دن اس کے حضور میں حاضر ہو سیکونہ مانا تو ان کے عمل اکارت ہو گئے تو قیامت کے دن ہم ان کی نیک اعمال کا (دتی برابر) وزن دہی حساب میں، قائم</p>	<p>أَوَلَمْ يَلِدْكَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ بَابِت رَبِّهِمْ وَلَقَدْ كَفَرُوا تَحْتَ آغْمَالِهِمْ فَلَا تَقِيَمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشَرٌّ نَّاد (پارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف - ۱۲۷)</p>
<p>اور اسکے علاوہ مختلف موقعوں پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متعلقین کی نسبت آداب و قواعد کی تعلیم بکثرت ہے۔ اور استہزاء کی نسبت ارشاد ہے :-</p>	<p>وَلَقَدْ اسْتَهْزَأُ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَاَمَلَيْتَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا تَعَاخُدُكُمُ فَلَكَ كَان عِقَابُ ۚ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ رعد - ع)</p>
<p>اور اسی پیغمبر تم سے پہلے بھی پیغمبر کی ہنسی اڑائی جا چکی ہے تو ہم نے (خندہ روز) منگوں کو ہلکتی دی۔ پیردا خراکار، انکو دہرے کھڑے تو دہن دیکھا کہ ہماری سزا کیسی سخت تھی۔</p>	<p>اور فرمایا ہے :-</p>
<p>بندوں کے حال پر دہی بڑی، انہوں سے کبھی انکو پاس کئی رسول نہیں آجائے انہوں نے ہنسی اڑائی ہو۔ اور نیز بہت سی جگہ احکام خدا اور فرامین رسول غرض تمام امور شریعت کی نسبت استہزاء کو کفر اور عذاب عذاب ابدی کہا گیا ہو مثلاً ارشاد ہے :-</p>	<p>يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ (پارہ نمبر ۲۲ سورہ یونس ع)</p>
<p>یہ جہنم ان کی اس بدکرداری کا بدلہ ہو کہ انہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور ہماری پیغمبروں کی ہنسی بنائی۔</p>	<p>ذَٰلِكَ سِجْرُ آئِهِمْ جَهَنَّمَ ۖ بِنَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا (پارہ نمبر ۱۱ سورہ کہف ع)</p>
<p>یہ اسکی سزا ہے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کی ہنسی بنائی اور دنیا کی زندگی نے تمکو دہو کے میں لالو رکھا۔ غرض کہ تو یہ لوگ دوزخ سے کھلے جائیں گے اور انکو موت دیا جائیگا کہ (توبہ و پشیمانی) خدا کو رضامند کر لیں۔</p>	<p>اور ارشاد ہے :- ذَٰلِكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْكُمْ كُفْرُكُمْ أَوْ عَصَتْكُمْ لِحْيَةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخَيَّرُونَ مِثْلَهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ (پارہ نمبر ۲۵ - سورہ جاثیہ - ۲۷)</p>

سوئم - یہ کہ نبی کو ہدایت کے متعلق ہر قول و فعل میں معصوم اور اس کے ہر فرمان کو واجب العمل سمجھو
پس اگر نبی کی کسی ایک بات کو بھی غلط یا کذب جانیگا یا اسکو واجب العمل سمجھے گا تو مومن بن ہوگا۔
اور ہدایت کے متعلق اس لئے کہا گیا ہے کہ رسول کی شان میں خدا فرما آپ ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ الْوَحْيُ ۖ إِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ
الْهَادِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
(پارہ نمبر ۱۹ - سورہ کہف ص ۱۲)

راہی پیغمبران لوگوں سے یہ کہ میں (نبی) تم جیسا ایک بشری ہوں
مجھ میں تم میں نہ تفریق ہے کہ میری پاس (خدا کی طرف سے) وحی
آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی الہ) ایک معبود ہی۔

یہاں رسول کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ محض ایک انسان ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ اسکو خدا نے ایمان
و ہدایت کے متعلق رازوں سے مطلع کیا ہے اور دوسروں کو نہیں کیا۔ اور ایک اور جگہ اپنی تمسک تکلیف
میں ڈالنا اور عواقب امور سے غافل ہونا انسانی خاصہ کہا ہے اور فرمایا ہے:-

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلَهَا وَاسْتَفْعَنَ مِنْهَا
وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا
(پارہ نمبر ۲۲ - سورہ احزاب ص ۶۹)

ہم نے ذمہ داری کو درج انسان پر ہی آسمانوں پر اور زمین
اور پہاڑوں پر پیش کیا اور یہ (وہ) انہیں لانا چاہا تو انہوں نے درج
حال انکو اٹھانے سے انکار کیا اور اسے (وہ) انکو لانا چاہا تو انہوں نے
اسکو اٹھالیا ہمیں تکلیف نہیں کہ (وہ نبی) میں) بڑا ظالم اور بڑا ہی نادان تھا۔

ان دونوں مقدمات کے ملنے سے یعنی یہ کہ رسول انسان ہی اور انسان نادان مخلوق ہے یہ نتیجہ نکلا کہ نبی میں بھی
یہ خاصہ ہے مگر اور باتوں سے آگے چل کر معلوم ہوگا کہ نبی سبیل نجات کا پورا ماہر ہوتا ہے پس اس ہمارے
کو نکال کر باقی امور دنیوی رہ جاتے ہیں جن کے متعلق رسول میں انسانی خاصہ پایا جاسکے۔ پس نتیجہ یہ ہوا
کہ رسول کا امور دنیوی پورا ماہر ہونا ضرور نہیں۔ لہذا ایسے معاملات میں اسکی تعمیل ارشاد بھی واجب
نہیں اور اسی مضمون کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا ہے اور فرمایا ہے:-

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِينِكُمْ
فخذوا به وإذا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دَارِكُمْ
فإنما أنا بشر (رواہ مسلم)

میں ایک انسان ہوں جب تمہیں دین کے متعلق کوئی حکم دے دوں
تو اسکی تعمیل کرو اور جب کوئی بات اپنی رائے سے بتاؤں
تو میں صرف انسان ہوں۔

اس لئے یہاں امور ہدایت کی قید لگائی گئی۔
اور یہ مسئلہ یعنی نبی کا ہر فرمان میں صادق اور واجب العمل ہونا قرآن کی مختلف سیراؤں میں ظاہر کیا ہے

<p>کہ اس امر میں اللہ اور اسکی رسول کے حکم کی طرف رجوع کر لیں۔ (تہا سخی میں) بہتر ہی اور نجا کر اعتقاد بھی دیں یہی حق بہت چاہا ہے۔</p>	<p>بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (پارہ نمبر ۱ - سورہ نساء - ۸۷)</p>
<p>اور رد و دل لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور نیز رسول پر ایمان لے آئے اور خدا رسول کا حکم مانا ہے اس کے بعد انہیں کیا ایک نئی حق خدا رسول کے حکم سے) تو گردانی کر رہے ہیں اور وہ (سرسے) مسلمان ہی نہیں اور جب اللہ خدا اور اسکی رسول کی طرف بلا جاتا ہے تو انہیں ان کے باہمی جھگڑوں کا حکم تو اس انہیں کا ایک فریق کر کے رکھتا ہے اور اگر حق لے کر ہو تو جسے تسلیم کر لیں باقی رسول کی طرف رد و دل کر لیں آتے ہیں) کیا انکو دلیلیں دیا جانی کا مرض ہی یا تباہی پس میں اس بات کو دے دیں کہ (کس) اللہ اور اسکا رسول انکی حق تعالیٰ (دین) میں (خدا و رسول تو ایسے کیوں نہ لگے۔ بلکہ آپ (رسول) پر ایمان دینا ہیں مسلمانوں کی شان تو یہ ہے کہ ان کو جب اللہ اور اسکی رسول کی طرف بلا جاتا ہے تو انہیں انکی باہمی جھگڑوں کا حکم تو اس انہیں کا ایک فریق کر کے رکھتا ہے کہہ دیں کہ ہم تو اسی حکم (اللہ اور خدا و رسول) کا حکم مانا ہے یہی لوگ آخرت میں) فلاح پائیں گے۔</p>	<p>وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فِرْقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ هَٰ أَفَىٰ قُلُوبُهُمْ مَّرَضٌ أَمْ جَارُوا أَمْ يَمْلِكُونَ أَنْ تَحْكُمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۖ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۖ (پارہ نمبر ۱۸ - سورہ نور - ۷۷-۷۸)</p>
<p>اور اس کے نہ ہونے پر کفر کا حکم ہی چنانچہ فرمایا ہے۔</p>	<p>اور کہیں صرف رسول کی تعمیل ارشاد کا ذکر ہے</p>
<p>پس ایسی ہی غیر تمہاری ہے) پروردگار کی قسم جب تک یہ لوگ اپنی باہمی جھگڑوں سے فیصلہ نہ کر لیں اور جو کچھ تم فیصلہ کرو میں سے کسی طرح دیکھ رہی ہوں بلکہ دل و جان سے اسکو قبول کر لیں (غرض جب تک یہ سب کچھ نہ کریں جب تک انکو ایمان نہ آئے) یہ نہیں ہے اور جو شخص راہِ راست کے ظاہر ہو تو پیچھے پیچھے سے نکلتا ہے</p>	<p>فَلَا دَرَسَ لَكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوا لَنَا فَمَا نَحْنُ لَكُمْ إِلَّا يَحْدُ وَإِنِ الْفِتْنَةُ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيَسْئَلُوكَ فَلْيَكَلِّمْهُ (پارہ نمبر ۱ - سورہ نساء - ۶۷)</p>
<p>اور کمالوں کے ساتھ (دوسری رستی) ہو تو جو رستہ اسوقت کر لیں ہم انکو اسی رستہ چلانے چاہیں گے اور (خوفاں) اسکو جہنم (لے جا)</p>	<p>وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ فَسَيُجْزَىٰ غَيْرُ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ وَلَهُ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَعَلْنَاهُ وَسَاوَةً مَّصِيْرًا</p>

<p>دھل کر گئے اور وہ (بیت ہی) بُری جگہ ہے۔</p>	<p>(پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۷)</p>
<p>اور کہیں رسول کی اطاعت کو خود خدا کی اطاعت اور اس کی رضا مندی کو رسول کے اتباع پر محصور کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:-</p>	<p>قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ آل عمران - ع ۳۱)</p>
<p>دای پیغمبران لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست کہتے ہو تو میری پیروی کرو کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے اور تم کو تمہاری گناہوں سے بخش دے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہو دای پیغمبران لوگوں سے کہہ دو کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر دے لوگ نہ مانیں تو سمجھو (یعنی) اللہ منافقوں کو پسند نہیں کرتا۔</p>	<p>مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۱)</p>
<p>جس نے رسول کا حکم مانا تو اُس نے اللہ ہی کا حکم مانا اور جو پہ پیٹھا تو دای پیغمبر اس سے نہیں کچھ اندیشہ نہیں کر سکتے ہم نے تم کو کچھ اچھا نگہبان دینا کہ تو پیجا رہی نہیں۔</p>	<p>مذکورہ بالا آیتوں سے اگرچہ بوضاحت ثابت ہو گیا کہ رسول کے احکام کی اطاعت اور تصدیق بھی ایسی ہی ضروری ہے جیسی خدا کے احکام کی کیونکہ وہ ہی اصل پر خدا ہی کے احکام میں لیکن بعض لوگ جو صرف قرآن کو واجب العمل سمجھتے ہیں اور احادیث کی چنداں پرواہ نہیں کرتے کہہ سکتے ہیں کہ یہاں احکام رسول سے دیے احکام مراد ہیں جو اسکے واسطے سے خدا نے قرآن میں نازل کئے ہیں کیونکہ انکو رسول کی زبان سے سننے کے سبب رسول کے احکام بھی کہہ سکتے ہیں اسی بارہ میں انکی خیال کی تردید کیواسطے سب سے قوی استدلال اس آیت سے ہو سکتا ہے۔ جہاں فرمایا ہے:-</p>
<p>رہی مسلمان تو ہیں ہر جہاں اللہ اور اس کی رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب کسی ایسی بات کی جو حسین لوگوں کو جمع ہوئی نہ ہو پیغمبر کے پاس نہ ہو تو یہاں تک پیغمبر سے امتداد نہیں ملے جس سے حکم نہیں ملتا دای پیغمبر جو لوگ ایسے مواقع پر آتے ہیں جہاں وہ اپنے حقیقت پر دہی لوگ ہیں جو دیکھتے دل سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں تو یہ یہ لوگ اپنی کسی ضروری کام کیلئے کسی ایسی بات</p>	<p>إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَم يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا أَسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذَنْ لَكُمْ نَسَلْتَ</p>

<p>طلب کیا کریں تو انہیں سوچو جو چاہو اور جانیں کہ اجازت دینا یا کرنا اور خدا کی جانب میں کوئی منفرت کی دعا بھی ہو بیشک اللہ بخیر و جہرا کہ (مسلمان واجب) پیغمبر و تمہیں بلائیں تو ان کی ملائیکو آپس میں معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا تم میں ایک ایک بلایا کرتا ہے اسد ان لوگوں کو خوب جانتا ہی ہو تم میں سے ہر ایک پر پیغمبر کی طرف سے ہے بی اجازت شکایتی میں تو جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتی ہیں انکو اس بات (سوڈنا چاہئے کہ رکھیں) انہیں کوئی آفت دنہ ان پر پڑے یا انہیں (کوئی اور) عذاب دردناک دنہ نازل ہو۔</p>	<p>مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اللَّهُ ذَاتُ اللَّهِ غَفُورٌ تَرْجِمُ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَلْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ قَدْ عَلِمَ اللَّهُ الَّذِينَ يَسْتَلْتُونَ مِنْكُمْ لَإِذَا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ الْبَاقِ (پارہ نمبر ۱۸ - سورہ نور - ۶۴)</p>
--	--

یہاں خدا نے لوگوں کو اذن دینا یا نذیہ پر موقوف نہیں رکھا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی
مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ اور پہلے لوگوں کے لئے جو آپ سے اجازت مانگیں آپ کی اپنی مرضی کے دیکھ کر ہوئے
حکم کو ماننا ضروری گردانے ہے اور کہا ہو کہ مسلمان ہی وہ ہوں گے جو آپ کی اجازت بغیر کوئی حرکت کریں
جو آپ کے حکم کی مخالفت کریں وہ کسی بلایا عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ پس اس دعوائے کے لئے اس سے زیادہ
واضح دلیل کوئی ہو سکتی ہے کہ علاوہ احکام قرآنی کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی احکام ہی ہم
لوگوں کے لئے ایسے واجب العمل ہیں کہ انکو انکار سے ہم مسلمان نہیں ہو سکتے۔
مگر یہ ضروری ہے کہ جو بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بیان کی جائے اسکی نسبت
یقین ہونا چاہئے کہ بیشک یہ رسول اللہ کا فرمان ہے اور اسی مطلب کو ظاہر کرتے کیوں اسطرح خدا نے مخالفت
رسول میں ہدایت کے یقیناً ثابت ہو سکی قید لگائی ہو اور فرمایا ہے۔

<p>اور جو شخص راہِ راست کو ظاہر ہوئی پیچھے رسول سے کنارہ کش ہو اور مسلمانوں کے رستہ کو سوا (کسی دوسرے رستے) ہو تو جو رستہ اس نے اختیار کر لیا ہو ہم اسکو اسی رستے چلائے جائیں گے۔ اور خدا کی اسکو جہنم میں لیجا، دہل کر لگا اور وہ دہشتہ ہی بری ہوگی۔</p>	<p>وَمَنْ يَشَأْ تَوَاتُرًا الرَّسُولُ مِنْ يَحْيَى مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ تُولِهِ مَا تَوَلَّى وَلُصِّلَهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (پارہ نمبر ۱۹ - سورہ نساء - ۱۱۷)</p>
---	--

پس اگر کوئی شخص کسی قول کو یقیناً فرمودہ رسول سمجھتا ہے اور پھر اسے غلط کہتا ہے تو جو کہ ہدایت
نابت ہو چکی وہ شخص کافر ہو گا اس لئے کہ اب اس قول کو نہ ماننا خود کافری یعنی رسول کو نہ ماننا ہی لیکن اگر کسی نزدیک کسی مجوسی

وہ قول رسول ہی نہیں۔ یا قول رسول ہونے میں شک ہو اور اس نے حتی الوسع ٹھنڈے دل سے اس بارہ میں غور کیا ہو اور اس نتیجہ تک پہنچا ہو تو اس صورت میں اس قول کا انکار رسول کا انکار نہیں ہو گا کہ فرما رہا ہو۔ بلکہ ان لوگوں کا انکار ہو جس قول کو رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ جیسا ایک شخص بیان کرتا ہو کہ فلاں شخص نے ایسا کہا یا حکم دیا ہو تو اس وقت اس کے دو دعویٰ ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ اس کا فرمان ہو اور دوسرا یہ کہ میں اس روایت میں سچا ہوں۔ پس جو شخص اس قول کا انکار کرتا ہو اس کی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ میں اس کے حکم کو نہیں مانتا۔ اور دوسرے یہ کہ تو یعنی روایت کرنے والا غلط کہتا ہو۔ پہلی صورت میں بیشک صاحب فرمان کی مخالفت ہو۔ مگر دوسری صورت میں اس کی مخالفت نہیں بلکہ ناقل کی نسبت بذاتی ہو۔

پس نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں کو ان کے بیدار نے صحبت رسول اور تقبیل آستانہ رسالت کا شرف بخشا تھا انہوں نے جو کلمہ رسول کی زبان مبارک سے سنا اس کو حق اور صدق ماننا ان کے لئے ایسا ہی ضروری تھا جیسا قرآن کو۔ کیونکہ اس صورت میں شک کی کسی طرح گنجائش نہیں۔ لیکن جو اس سعادت سے محروم رہے اور رسول کی بابرکت آواز ان کے کانوں تک نہ پہنچی ان کو ان اقوال پر جو حدیث کے نام سے رسول اللہ کی نسبت منسوب کی جاتی ہیں ایمان لانا حسب دلائل آیت مذکورہ اس وقت ضروری ہے جبکہ انہیں یقین ہو جائے کہ بیشک یہ رسول اللہ کا فرمان ہو اور خصم اس حال میں کہ امتداد زمانہ کے سبب بہت سے گستاخوں کو اپنے مطلب کی باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے مشہور کی جاتی رہی ہو۔ اور جیسا کہ امام مسلم صاحب صحیح مسلم میں فرماتے ہیں اکثر صلی اللہ علیہ وسلم اور خوش اعتقاد بزرگوں نے اپنی حسن ظن سے ایسے سیاہ کاروں کی وضعی حدیثوں کو اپنے معتقدین میں شہرت دیدی ہو اور اسی لئے اگر مفسرین نے خدا انکی سعی کو مشکور کرے اس تحقیق کی واسطے بہت سی روایت اور روایت کے قواعد مضبوط فرمائے۔ اور جن اقوال کا وضعی ہونا انہیں ثابت ہو گا ان کو بڑی بڑی ضخیم کتابوں میں لکھ کر باقی احادیث کے لڑ جو ان کے نزدیک صحیح قرار پائیں مختلف مراتب متواتر مشہور اور خبر واحد وغیرہ ناموں سے مقرر کی اور ان سب میں سے صرف متواتر کو یقینی طور پر فرمودہ رسول سمجھا اور اس کے انکار کو مستلزم کفر جانا۔ اور دیگر تمام اقسام حدیث جیسے کہ مشہور اور خبر واحد صحیح کی نسبت بھی تسلیم کیا کہ انکی نسبت رسول اللہ کی جانب ظنی ہو اور اس لئے انکا انکار کفر نہیں پہنچاتا بلکہ حضرت امام مالک نے خبر واحد کو قیاس مجتہد سے ہی کمتر سمجھتے ہیں اور اس لہجے اگر خبر واحد قیاس کے خلاف ہو تو اس کو رد کرنا ان کے نزدیک ضروری ہے۔

اور فی الواقع نقلیات اور اخبار کی تصدیق و تکذیب عقل انسانی بالکل عاجز و اولیٰ نسبتین جب ہی ہو سکتا ہے کہ جس شخص کی طرف وہ نقل منسوب ہوا اسکے زمانے سے لیکر منقول الیہ کے وقت تک ہر زمانے میں ایسی تعداد کثیر اسکو بیان کرتی آئے کہ ان سب کا غلط بات پر اتفاق کر لینا عقل باور نہ کر سکے اور محدودے چند کے بیان کرنے سے گو گمان غالباً و ظن ہوتا ہی مگر اس خبر پر یقین نہیں آتا۔

متقدمین کی اس تصریح اور آیت مذکورہ کی قید کو پیش نظر رکھنے سے وہ تمام مباحث فیصل ہو جاتے ہیں جن میں ان دنوں اکثر علماء اسلام کسی ایسی حدیث کی مخالفت پر کفر کا فتویٰ دیدی ہیں جسکو وہ یقینی سمجھتے ہیں لیکن مخالفانے حدیث ہی نہیں ماننا اور واقع میں بھی وہ حدیث خبر واحد ہوتی ہی یا زیادہ سے زیادہ ہو کر کیونکہ احادیث متواترہ کی تعداد بعض کے نزدیک تو ایک سو دو نہیں ہوتی اور بعض جو بہت خوش کرتے ہیں وہ بھی ایک دہائی تک نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر متواتر کی تعداد زیادہ مان لی جائے جسکا ثبوت انصاف کی روش سے بہت مشکل ہو گا تو بھی جن احادیث کو وہ خود یا نہ خبر واحد یا مشہور سمجھتی ہیں انکو منکر کا کافر نہیں کہتے جو باوجود بلند کہتا ہے کہ میں قول رسول سے انکار نہیں کرتا مگر اس قول کے قول رسول ہونے میں شک کھاتا ہوں یا یقیناً اسے قول رسول نہیں سمجھتا اور اس لئے نہیں ماننا اور واقع میں وہ اسوقت تصور دار ہے تو اس امر کا کہ رواۃ حدیث یا انکی روایت کو تسلیم کرنے والے مصنفین صحاح سنن وغیرہ یا انکی حمایت کرنا اور رسول اللہ کی طرف اس قول کو منسوب پہنچنے میں خطا کا راہ فریب خوردہ سمجھتا ہے اور گو وہ ایسا خیال کر نہیں خود غلطی پر ہو۔ لیکن رسول کے سوا کسی اور کو خطا کا راہ فریب خوردہ سمجھنا کفر کی تعریف میں داخل نہیں ہے

ایمان بالکتاب

کسی کلام کو کلام خدا سمجھنا اور اس پر ایمان لانا جب ہی ثابت ہو سکتا ہے کہ اسکے ہر حصے ہر جملے اور ہر لفظ کو حق اور صدق سمجھے۔ اور اگر کسی ایک فقری یا لفظ کو بھی غلط سمجھے گا تو کتاب پر ایمان لانے والوں میں شمار نہ ہو گا کیونکہ اس فقری کو غلط سمجھنا اسکے کلام الہی ہونے سے انکار کرنا ہے اور اس صورت میں اس کتاب کو کلام خدا سمجھنا غلط ہو گا بلکہ کلام الہی اور دیگر غلط کاروں کی کلام کا مجموعہ سمجھا گیا حالانکہ پہلے جس کلام الہی سمجھنے کا دعویٰ تھا اور اس استدلال کی نوع سے اگرچہ کلام خدا پر ایمان لانا حکم بعینہ اسکی تمام اجزاء اور حصوں کو برحق ماننے کا حکم ہے مگر خداوند کریم نے اس حکم کی تصریح ہی کر دی ہے اور ایک جگہ تمام کتاب خدا کی طرف سے

ماننے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے :-

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶

یا ارشاد رسول سے کسی چیز کی حلت یا حرمت یا یقین ثابت ہوگئی تو پھر اسکے خلاف اعتقاد رکھنا اس حکم خدا یا فرمودہ رسول سے انکار کرنا ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں اور خدا نے یہ مسئلہ کسی جگہ بیان فرمایا ہے تحریم حلال کی نسبت ارشاد ہے :-

اور مشرکین کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم ہی اسکو سوا کسی اور چیز کی پرستش کرتے اور نہ ہماری بڑی ہی کرتے اور نہ ہم اسکو حکم کی بڑی (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہراتے جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے ہی ایسا ہی (جلیلہ حوالہ) کیا تھا تو بغیر سوا اسکے کہ حکام خدا کی منشا طہر پر پونہ پانچ اور کچھ ذرا بھیج	وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا آلَ اللَّهِ مَا عَصَاكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ خَشْيَ وَلَا آباءُكُمْ وَلَا حَرَمًا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا أَلْبَاسُ الْمَيِّتِينَ ۚ (بارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل ص ۵)
---	---

اور تحلیل حرام کی نسبت فرمایا ہے :-

اہل کتاب جو نہ خدا کو مانتے ہیں (جیسا ماننا باقی ہی اور نہ آخرت کو اور نہ اللہ اور اسکو رسول کی حرام کی ہوئی چیز کو حرام سمجھتے ہیں اور نہ دین میں کو تسلیم کرتے ہیں مشرکوں کے علاوہ) ان (لوگوں) سے وہی لڑو۔ یہاں تک کہ دلیل ہو کر (اپنی) باتوں سے جزیہ نہ دیں۔	قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۚ (بارہ نمبر ۱ - سورہ توبہ ص ۲۹)
---	--

اور نیز ارشاد ہے :-

تو کیا وہ شخص جسکو اسکا عمل بد (دعا و شیطانی کی وجہ سے) اچھا کر دیا گیا اور وہ (خواہش فحشانی سے) اسکو اچھا سمجھتا ہے کہ میں یا خدا کو کار کو برابر ہو سکتا ہے بات یہ ہو کہ اگر عجبو چاہتا ہے مگر کہتا ہے اور عجبو چاہتا ہے سیدارستہ دکھاتا ہے تو راہی غیر ان لوگوں کو حال پر انوس کر کر کہ لا کہیں، تمہارے جان نہ جاتی ہے وہ تم میری میٹھے ہو کیونکہ جیسے جیسو عمل ہو گئے ہیں امدان (میں) قہر	أَفَنُورِينَ لَهُمْ سُلُوكُهُمْ قَرَأَ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا هُدًى لِقَوْمٍ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۚ (بارہ نمبر ۲۲ - سورہ فاطر ص ۲۷)
---	--

اور ایک اور جگہ فرمایا ہے :-

راہی غیر کا فرق) کہہ کہہ تو تم مکودہ لوگ بتائیں یہاں کتنے	قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ
---	---

<p>گھاڑیں میں ران تو یہ وہ لوگ رہیں جنکی دنیاوی زندگی کی کوشش (سب) گئی گذری ہوئی اور وہ (اپنی غلط فہمی سے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھو کام کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پروگاہ کی آیتوں کو اور (قیامت کے دن) اُسکو حضور میں حاضر ہو نہ سکا تو انکے عمل کا رتہ ہوئی تو قیامت کے دن ہم (انکی اعمال نیک) کا (دتی برابر) وزن (یہی حسابیں) قائم نہ رکھیں گے۔</p>	<p>ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُجْتَنِبُونَ مُنْعَاهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاءِ رَبِّهِمْ أَعْمَاءُ لَهُمْ فَلَاقْتُمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ زُرَّارًا</p> <p>(پارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف - ۱۷۷)</p>
<p>اس آیت سے صوفی مشرب حضرات دنیا میں منہمک رہنے کے کفر ہونیکا استدلال کر سکتے ہیں جو انکا دلچسپ مسلک ہے اور بیشک اُن جیسو میکشان نجانہ احدیت اور ہوشان جلوہ صمدیت کی شان کے یہی لائق ہے کہ دنیا کی طرف توجہ کر نیو ایسا برا سمجھیں کہ ایک دم بے یاد خدا ہو کر کفر جانیں لیکن ہم جیسے بابلگان و فحیر علان اور عقیدان زندان ہوا و ہوس کے لے کر دنیا سے نفور رہنا ایسا فرض ہو کر اسکی جانب توجہ کرنا بھی کفر ٹھہری تو نہ اس حکم کی تعمیل ممکن ہے مالا نکر خدا فرماتا ہے :-</p>	<p>لَا يَكِلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا</p> <p>(پارہ نمبر ۳ - سورہ بقرہ - ۲۸۰)</p>
<p>اسکی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس قدر جس (کے اٹھانے) کی اُسکو طاقت ہو۔</p>	
<p>اور نہ ایسا کرنے سو نظام عالم قائم رہ سکتا ہے اور اسی لے خداوند ذوالانعام نے یہاں دو قیدیں لگائی ہیں ایک تو ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا یعنی دنیا کی جانب ایسی توجہ ہو کہ تمام کوشش اسی میں صرف ہو جا اور ظاہر ہے کہ جو شخص خدا و رسول پر ایمان رکھتا ہے اور ان کے احکام کو حق و صدق مانتا ہے گو تمام عمر ارتکاب منہیات میں صرف کر دی۔ مگر اسکی کوشش کا کچھ حصہ نیکی میں ضرور خرچ ہوا ہے اور اس لے نہیں کہ کسکو کہ اسکی تمام کوشش دنیا کی طرف مبذول رہی اور دوسری دھم تجسبون انہم تجسبون صُنْعًا اور وہ یہی گمان لکھو ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں، کی شرط لگائی ہے اور بیشک معاصی کو فعل حسن سمجھنے والا کافر ہے لیکن وہ گرفتارانہ قبضہ نفس و شیطان جو اگرچہ غلبہ شہوت نفسانی سو منہا ہی میں منہمک ہوتے ہیں۔ مگر انہیں دل سے بُرا سمجھتے ہیں اور اپنی قصود کا اعتراف کرتے ہیں اس پر از رحمت فرمان کے مطابق کافر نہیں ٹھہرتے اور اُسکے فضل و کرم سے محروم نہیں ہوتے کہ مستحق کرامت گناہگار اند۔</p> <p>اور نیز اسی اصول مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی گناہ کبیرہ پر ہرار کرنا یعنی باوجود لالچہ و فتنہ</p>	

پیش کرنے کے بارے میں اپنی قصور کا اعتراف نہ کرنا کفر ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا ان احکام خدا و رسول سے انکار کرنا ہے جن سے اس فعل کی قباحت ثابت ہوتی ہے اور خداوند مکرم نے اس مسئلہ کو بھی بہت جگہ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:-

<p>ہماری آیتوں پر تو بس ہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب انکو وہ (آیتیں) یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدہ میں گر پڑتے اور اپنی پروگاہ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح و تہلیل کرتے لگتے ہیں۔ اور وہ دیکھی طرح کاکر نہیں کرتے۔</p>	<p>اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ (پارہ نمبر ۲۱ - سورہ سجدہ - ۲۷)</p>
---	---

یہاں ایماندار ان ہی کو کہا ہے جو احکام خداوندی کو شکر تسلیم خم کریں و تکبر کو کام میں لائیں اور انشاء

<p>بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں کو نضر کیا اُن پر داؤد اور عیسیٰ کی دہائی دعا سے (خدا کی پہچان پڑی۔ یہ دیکھ کر ان پر اس دہائی) کہ نافرمانی کرتے تھے اور جس سے بڑھتی تھی (اور) جو ہر اک (ایک بار) کہہ دیتے تھے اس سے باز نہ آتے تھے۔ البتہ بہت ہی بُری فعل تھی جو (وہ لوگ) کیا کرتے تھے۔</p>	<p>لَعَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ۱۱)</p>
--	--

یہاں کفار بنی اسرائیل کے ملعون ہونے کی وجہ میں فرمایا ہے کہ وہ بُرائی سے باز نہیں آتے تھے اور ان کے علاوہ اور چند آیتوں میں بھی یہ حکم ہے۔ مثلاً

<p>ہر ایک جھوٹے بدکار کا کھڑا جائی کہ جب خدا کی آیتیں انکو یاد پڑتی جاتی ہیں (اور وہ) انہیں سننا بھی، دیکھنا بھی، ماری خود کے (کفر پر اصرار) اڑاتا ہے (کہ) گویا اس میں ان (آیتوں) کو سننا نہیں تو راز پیغمبر ایسے نالائق کو عذابِ دہاک کی خوشخبری دے۔</p>	<p>وَجِئْ كُلَّ آفَاقٍ اَتَيْنَا نَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُشَلَّىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصْرَعُ مُسْتَكْبِرًا كَانُ كَرِهَ يَسْمَعُهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيمٍ ۝ (پارہ نمبر ۲۵ - سورہ جاثیہ - ۱۷)</p>
---	--

<p>(روح فی خدا سے) عرض کیا کہ اے میری پروردگار میں اپنی قوم کو ان کے وقت ہی بلایا اوروں کو وقت ہی تو میری بلایا اُن پر (ختم) کہ رقبہ زیادہ بلایا اتنا ہی زیادہ بچا (و جب جب میں انکو بلایا کہ میری طرف جمع کریں تو انکو گناہ مان کرے تو انہوں نے اپنی کافریں لگائیں</p>	<p>قَالَ رَبِّ اِلٰى دَعْوَتِ فَوْقِ كِلْدَ وَنَهَارًا ۝ فَلَمَّ يَرِدْهُمْ دُعَاىَ الْاَفْرَارِ اِهْ وَاِلٰى حُلُمَا ۝ لَا تَعُوْهُمْ لَعَنَهُمْ جَعَلُوْا اَصْنَافَهُمْ ۝ فَاِذَا نَهَمُ وَاسْتَخْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاصْبَحُوا</p>
---	---

<p>وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۹ - سورہ نوح - ع ۱)</p>	<p>ٹھونس ٹھونس لیں اور داؤ پر اپنی کپڑے اوڑھ اوڑھ لو اور منہ کی اور شیخی میں آکر اکڑ بیٹھے۔</p>
<p>اور قسۃ شیطان سے بھی جو قرآن میں بہت جگہ آیا ہے مسئلہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن خدا کو مانتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:-</p>	<p>اور قسۃ شیطان سے بھی جو قرآن میں بہت جگہ آیا ہے مسئلہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن خدا کو مانتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:-</p>
<p>كَيْفَ لِّلشَّيْطَانِ اِذَا قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّى بَرِئٌ مِّنْكَ اِنِّىْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حشر - ع ۲)</p>	<p>دین ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی مثال ہے کہ وہ آدمی کو کفر کی تعلیم دے گا کہ تیری پر جہ کفر کی شیطا ہے (اگر کوئی کافرا بال شیر آتا ہے اور وہ شیطان سے مدد مانگتا ہے تو شیطان) کہتا ہے تجھے کچھ سوکار نہیں میں تو خدا را العالمین (کو غضب سے ڈرتا ہوں)۔</p>
<p>اور پیغمبروں کو بھی مانتا ہے۔ کیونکہ اسکی زبان سے کہا گیا ہے:-</p> <p>فَبِعِزَّتِكَ لَا غَوِيَّتُمْ اَجْبَعِيْنَ ۝ اَلَا عِبَادُكَ مِنْهُمْ الْمُخْلَصِيْنَ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۳ - سورہ ص - ع ۵)</p>	<p>(بچے ہی، تیری رہی، عزت کی قسم کہ ان (بنی آدم) میں جو تیری خالص بندے ہیں انکو چھوڑ کر اور سب کو گمراہ کر کے رہوں۔</p>
<p>یہاں سے معلوم ہوا کہ وہ اغویاں نہ آنے والے مخلص بندوں کو جانتا ہے اور انبیاء بھی انہی میں سے ہیں اور نیز احکام خداوندی سے بصراحت انکار بھی نہیں کرتا کیونکہ جب اسی پوچھا گیا کہ:-</p>	<p>یہاں سے معلوم ہوا کہ وہ اغویاں نہ آنے والے مخلص بندوں کو جانتا ہے اور انبیاء بھی انہی میں سے ہیں اور نیز احکام خداوندی سے بصراحت انکار بھی نہیں کرتا کیونکہ جب اسی پوچھا گیا کہ:-</p>
<p>مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ ۙ (اُد امرُؤُا ۝)</p> <p>(پارہ نمبر - سورہ اعراف - ع ۲۵)</p>	<p>جب ہم نے حکم دیا تو آدم کو آگے جھکنے سے کون چیز ٹھکرا رہی تھی؟</p>
<p>تو اس نے نہیں کہا کہ میں تیری حکم نہیں مانتا بلکہ آگے چل کر خود ہی کہتا ہے:-</p>	<p>تو اس نے نہیں کہا کہ میں تیری حکم نہیں مانتا بلکہ آگے چل کر خود ہی کہتا ہے:-</p>
<p>فَبِمَا اَعْيَنِّي لَا تَجِدَنَّ لِّهٖ صِرَاطًا ۙ اَلَمْسْتَقِيْمَ ۙ</p>	<p>جیسی تو نے میری ماہ ماری ہے میں بھی تیری سیدھی رہتے پر بنی آدم کی ناک میں ٹھیکوں تو سہی۔</p>
<p>جس سے معلوم ہوا کہ وہ انور شریعت کو صراطِ مستقیم سمجھتا ہے پس باوجود ان تمام ارکان ایمان کو ماننے کے جو اسکی نسبت کفر کا حکم ہے اور ارشاد ہے:-</p>	<p>جس سے معلوم ہوا کہ وہ انور شریعت کو صراطِ مستقیم سمجھتا ہے پس باوجود ان تمام ارکان ایمان کو ماننے کے جو اسکی نسبت کفر کا حکم ہے اور ارشاد ہے:-</p>
<p>وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّا الْبَلٰٓسَ اِلٰی فَاَسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۝</p>	<p>اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کے آگے سجدو تو شیطان کو سوا دسب کے سب جھک پڑی اس نے نہ مانا اور شیخی میں</p>

<p>اُگیا اور نافرمان بن بیٹھا۔</p>	<p>(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۴)</p>
<p>تو اسکی وجہ یہی ہے جو یہاں بیان ہوئی کہ اس نے تعمیل سے انکار کیا اور کبر کیا۔ اور دوسری وجہ اس تکبر کی تشریح کی گئی ہے کہ اُس نے کہا:۔</p>	<p>اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ (پارہ نمبر ۱ - سورہ اعراف - ع ۱۷)</p>
<p>میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو خاک سے پیدا کیا۔</p>	<p>پس معلوم ہوا کہ اگرچہ وہ جانتا تھا کہ خدا ایسا حکم دیتا ہے مگر اپنی برتری اور فضیلت کا دعویٰ کر کے کہتا ہے اس حکم کی تعمیل نہیں کر دانی چاہئے گویا اُس حکم سے جو دل نے سب کے لئے دیا تھا اپنی تئیں مستثنیٰ کر کے خاص کرنا چاہا اور اسکے ایسے عوم کو جس میں خود بھی شامل ہو غلط سمجھا اور یہ اگرچہ حکم کے واجب تعمیل ہونے سے انکار نہیں لیکن اسکے قاعدہ کلیہ ہونے سے انکار ہی اور اس لئے کہ وہ کافر ٹھہرا اور یہی صورت ان اصرار کرنیوالوں کی ہوتی ہے کہ اگرچہ وہ خدا کو حکم سے انکار نہیں کرتے مگر اپنی تئیں وجہ تکبر کے اسکی تعمیل سے بالاتر سمجھتے ہیں اور اپنی نسبت اس عام حکم کا عاید ہونا غلط سمجھتے ہیں اور اس لئے اس حکم کی اکثر آیتوں میں جیسا معلوم ہوا تکبر کا ذکر کیا گیا ہے۔</p>
<p>مگر بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اصرار اس بنا پر نہیں ہوتا بلکہ کبھی ناصح کی جانب سے پہلے سے دل میں کچھ کاوش ہوتی ہے یا اسکی تقریر و تحریر میں برخلاف حکم ربانی</p>	<p>اَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْقَوَّةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (پارہ نمبر ۱ - سورہ نحل - ع ۱۶)</p>
<p>(ای بغیر لوگوں کے عقل کی قبل اور اپنی اپنی نصیحتوں سے اپنی پروردگار کے رستہ کی طرف بلاؤ اور انکی ساتھ بحث دیجیے، کر دتی ایسے پر کہ وہ (لوگوں کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ ہو۔</p>	<p>کچھ ایسے دل شکن الفاظ اور اشارات ہوتی ہیں جن سے مخاطب کی قوہ غضبیہ جوش میں آجاتی ہے اور اس ترکیب یا پہلی رنجش کو اُس سے مغلوب ہو کر وہ کہہ اٹھتا ہے کہ میں تیرا کہنا نہیں لانتا۔ تو اس صورت میں چونکہ اسکے دل میں خدا و رسول سے انکار یا انکے تعمیل حکم سے اپنی تئیں برتری جانی کا خیال نہیں ہوتا۔ اس مندی غضبی کے مجنونانہ الفاظ جو جن میں صرف اُس ناصح کی ذات خاص سے برتری کا احتمال ہے وہ شخص غالباً اپنی تئیں حکم خدا و رسول سے برتر جاننے والوں میں شمار نہ ہوگا۔ اور مذکورہ بالا تکبر کی حد میں نہ آئیگا۔ گویا حکام الہی کو سننے کو وقت ذاتی کا و شوق سے متاثر نہ ہوا یا ان سخت الفاظ کا خیال کرنا جن میں اس سے حکم کو ادا کیا گیا ہے اور اسلئے</p>

اپنی ضد پر قائم رہنا بجائے خود دوسرا گناہ کبیرہ ہوگا۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ایک اور جگہ اس امر پر سختی کے ساتھ غصہ کو روکنے اور دوسروں کی خطاؤں سے درگزر کر نیکی ہدایت فرمائی ہے اور ہر طرح غصہ کرنا اور منافق کرنا کو کفر نہیں مگر گناہ ہونے کی سبب تقویٰ کے خلاف ہے اسی طرح ہر امر کو بھی متقین کی شان کے خلاف کہا ہے اور فرمایا ہے :-

<p>اور اپنی پروردگار کی مغفرت اور رحمت کی طرف لپکے جو کچھ پہلا اور آسان ہے جیسے زمین آسمان کا پہلا ہے ان پر سزا کا ڈنکا لے لیا ہے جو خوشحالی اور شگرتی (دونوں حالتوں میں) (مفلک نام) خراج کرتے اور غصے کو روکتے اور لوگوں کی قصو میں سے درگزر کرتی ہیں اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور اللہ کی رحمت رکھتا ہے اور لوگ ایسے (نیک دل) ہیں کہ (بقیہ انبیا بشریت) جب کسی عیب یا کام کو دیکھتے ہیں تو کوئی اور عیب یا کام کے پانچویں کا نقصان نہیں دیکھتے کہ ان کو گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں خدا کو سزا ہوگا نہ ان کو سزا ہو گی ان اور جو دنیا یا کچھ دیکھتے ہیں دیکھتے ہیں اس پر امر نہیں کرتے۔</p>	<p>وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُلُوفِ وَالْخَيْطِ وَالْعَافِيَةِ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمِن تَعْفُفِ اللَّهِ تَوْبٌ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (بارہ نمبر سورہ آل عمران ۷۸)</p>
--	--

اور یہ کہ بشرطِ اس حکم کو حکم خدا جاننے کی شرط جو ہم کو لایستیکون اور ہم یعلون سے ظاہر کی گئی ہے ثابت کرتی ہو کہ اگر کسی حکم خداوندی سے انکار اور اپنی بات پر امر اور اسوجہ سے ہو کہ وہ شخص اس حکم کا مطلب نہیں سمجھتا جو ناحین کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے اور ان الفاظ قرآن و حدیث کی تاویل کرتا ہے تو اس صورت میں کافر ہوگا۔ کیونکہ اب وہ اپنے تئیں اس حکم سے مستثنیٰ اور اسکی تعمیل سے برتر نہیں سمجھتا بلکہ اسکے نزدیک حکم ہی وہ ہے جو چہر خود کار بند ہے اور یہی وجہ ہے کہ فرقہ اہل سنت تمام فرقہ ہائے اسلامیہ کو جو قرآن و حدیث کی اپنی سمجھ کے موافق تاویل کرتے ہیں باوجود انکی تفسیر کو غلط جاننے کی کافر نہیں کہتے۔

ان دنوں اکثر علمائے اسلام کی جانب سے ایسے لوگوں پر یہی کفر کے فتوے دیئے جاتے ہیں جو قرآن کیم کے ان مطالبے جو تفاسیر میں لکھی ہوئی ہیں انکار کرتے ہیں اور ان آیات کا مطلب دوسری طرح پر بیان کرتے ہیں اور اس بارہ میں اکثر تفسیر بارائے حدیث پیش کی جاتی ہے جو اگرچہ دو تین طرق سے مروی بیان کی جاتی ہے مگر ہر خبر واحد یا زیادہ سے زیادہ مشہور۔ اور اس لکھی اگر اس بارہ میں قرآن ہی کی خلاف حکم ثابت ہو جائے

تو ہرگز قابل التفات نہ ہوگی اور اگر قرآن سے اسکے متعلق فیصلہ نہ ہو سکی تب بھی بوجہ ظنی الحکم ہونے کے یہ پایہ نہیں رکھتی کہ اسکا انکار کفر ہو مگر چونکہ یہ حدیث صحیح مسلمے بالکل نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتی۔

پس اگر من قال فی القرآن برأیہ فلیتبعوا مقعدہ من النار (جو قرآن میں اپنی رائے کو دخل دے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں سمجھی سے یہ مراد ہو کہ کوئی شخص الفاظ قرآنی سے حسب قاعدہ زبانہ لائی اور جب لالت محاورہ لسانی مطلب سمجھنے کے

لائق نہیں۔ اور صرف جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطالب قرآنیہ کو سمجھتے تھے۔ اور اس لئے جو شخص اپنی لیاقت سے قرآن کا مطلب نکالے وہ کافر ہے تو اقل تو یہ قباحت لازم آتی ہے کہ احادیث

رسول کی تحقیق و تصحیح کا پہلا اصل یہ ہے کہ انہیں کتاب اللہ پر پیش کیا جائے اور جو کلام الہی کے مخالف یا معارض پائی جائے اسی موضوع سمجھا جائے کیونکہ کلام خدا کلام رسول پر مقدم ہے خدا فرماتا ہے۔

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ	اور جن جن باتوں میں تم لوگ اختلاف رکھتے ہو انکا فیصلہ خدا ہی
ذَلِكَ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ اُنِيبُ	کی مثال ہے دو گواہی ہے اللہ تو میرا پروردگار ہے میں اسی پر بہرہ ور
(پارہ نمبر ۲۰ - سورہ شوری - ج ۲)	رکھتا ہوں اور (مرزات میں) اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اور نیز وہ بتواتر ثابت ہے اور احادیث رسول میں سے اگر متواتر ہیں تو صرف دو چار اور انکو بھی قرآن جیسا تو اثر نصیب نہیں۔ پس اگر کلام الہی کا سمجھنا حدیث پر موقوف ہو تو دور لازم آتا ہے اور دوسرے تفسیر کلام اللہ متعلق

بحسب قاعدہ حدیث تو اقد تصحیح و تعدیل کے موافق صحیح مانکر صحاب صحاح نے اپنی کتابوں میں بھی قرآن کو بہت ہی قلیل حصہ کے متعلق ہیں اور انکی علاوہ جس قدر حدیثیں صحاب تفسیر نے اپنی کتابوں میں بھی ہیں اگرچہ انہیں صحیح

و تعدیل کی بہت کچھ گنجائش ہے مگر انکو صحیح مانکر ہی تمام کلام الہی کی تفسیر پہلو سے کامل نہیں ہو سکتی اور لایا تو صرف نحو اور نکات محاورہ اور تحقیق لغات کی فوائد مفسرین کو ضرورت پڑتی ہے اور اگرچہ یہ تمام قواعد و ضوابط

اہل علم کی نزدیک پیش ہے افتادہ ہیں لیکن کسی عبارت پر ان قواعد کی تطبیق کرنا جسے کہ فاعل و مفعول وغیرہ اقسام کلام کو سمجھنا بھی عقل ہی پر موقوف ہے اور جب عقل کو قرآن کی بارہ میں بالکل محفل کر دیا گیا تو بالضرورت ان باتوں کی

بھی کسی حدیث ہی کی ضرورت ہوگی۔ اور قطع نظر ان آسان قواعد کے تمام مطالب قرآنیہ ہی تو بالاسیاب احادیث میں نہیں مل سکتی۔ مثلاً آیت تہذیب کی تفسیر میں ایک حدیث بیان کی جاتی ہے جس میں جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے آل عبا کو اہلیت کہا ہے اور حضرت ام سلمہؓ کے دریافت کرنے پر ارشاد کیا ہے کہ ہاں انشاء اللہ تم بھی ہو لیکن اس ایک حدیث سے لفظ تہذیب اور جس کا مطلب اور اون لوگوں کی تعیین جنکے حق میں خدا نے اہلیت

پس اگر قرآن ایسا مشکل ہو کہ اپنی رائے سے نہ سمجھ سکیں تو اسکو مفصل کہنا اور اسکے نازل فرمانے اور عربی جیسی فصیح زبان میں نازل فرمانے کی غرض یہ بیان کرنا کہ تم اسے سمجھو معاذ اللہ غلط ہوگا۔

اور کہیں ارشاد ہے کہ ہم قرآن کو آسان کر دیا ہے تاکہ کوئی سمجھ سکے۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ (پارہ نمبر ۲۷ - چار چار از سورہ قمر)
اور ہم نے قرآن کو (لوگوں کی) نصیحت کی طرح آسان کر دیا ہے تاکہ کوئی ہو کہ نصیحت کرے۔

پس اگر انسان کی رائے اس میں کام ہی نہیں دے سکتی تو وہ آسان کیونکر ہوگا اور کوئی اس سے نصیحت کیونکر کرے گا۔

اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ قرآن میں کوئی عیب کی نہیں اور وہ سیدنا اور صاف ہی ارشاد ہوتا ہے :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا قِيمًا لِيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا لِمَنْ لَدُنْهُ رِبَاطَةٌ (پارہ نمبر ۱۷ سورہ کہف ع)
ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو در سزاوار ہے جس نے اپنے بند پر کتاب قرآن اتار دیا اور اس میں کس طرح کی کجی نہ تھی بالکل سیدھی سی بات ہے تا خدا کی طرف سے (جو) عذاب شدید کا فریب نہ ہو بلا ہر گز کوئی اس سے ڈرے کہ

پس اگر وہ ایسی جیتان ہو کہ عقل انسانی اس میں ششدر رہ جائے تو غیر پیچیدہ اور صاف کیونکر ہوگا اور ایک جگہ قرآن کو سمجھنا اور سیر ہے سمجھو لیجئے نہ گڑبڑ نا عباد الرحمن کے نیک اور صاف میں شامل کیا ہے اور فرمایا ہے :-

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا (پارہ نمبر ۱۹ سورہ فرقان ع)
اور (انہیں) وہ لوگ کہ جب انکو انکی پروردگار کی آیتیں پڑھیں نصیحت کیا تو اندھ اور بہرے ہو کر ان پر نہ گریں۔

اور سب سے بڑھ کر ایک جگہ قرآن کو نہ سمجھنا علامت کفر کہا ہے اور فرمایا ہے :-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَلَيْسَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاؤُنَا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا (پارہ نمبر ۱۵ سورہ کہف ع)
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا کی آیتیں یاد دلائی جائیں اور وہ ان سے روگردانی کرے اور اپنی پہلی ہی قوت کو بھول جائے یا نہ سمجھ سکے اور انکی دلوں پر پردہ ڈال دی تاکہ وہ حق بات کو نہ سمجھ سکیں اور انکی کانوں میں ایک طبعی گرائی پیدا کر دی ہے۔

پس اسے سمجھنے سے قاصر بننے والوں کے واسطے اس سے زیادہ وعید اور کیا ہوگا۔

اور الکتاب المبین کا لقب اس پاک کلام کے لئے قرآن میں بکثرت مستعمل ہے لیکن حدیث مذکور

کا مذکورہ بالا مطلب قرار دیکر بیان کرنے والی یا واضح صرف عادیث ہیں نہ آیات قرآنی۔
غرض ان متعدد شہادتوں سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید بالکل قریب الفہم ہے اور انسان اپنی عقل
خداداد کو کام میں لائے تو اس سے ہر طرح کی ہدایت اور نصیحت لے سکتا ہے لیکن چونکہ عقول انسانیہ
باہم متفاوت ہیں اور انسانی ذہنی کیفیت مختلفا باہم منور اختلاف کرتے ہیں اس لیے مطالب قرآنیہ کو
سمجھنے میں بھی اختلاف ہونا چاہئے۔ اور یہی پس اختلاف کرینوالوں کی خطا اور ثواب یا ایمان و کفر
کے بارے میں ہی قرآن نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ جو اختلاف باوجود جلتے اور سمجھنے کے محض بغاوت
اور بدعتی سے ہو۔ وہ تحریف اور کفر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے :-

اَنْظِمُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ وَتَذَكَّرْ كَانْ فَرِيْقٌ
مِنْهُمْ لَيَمَّحُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ تَنْزِيْلًا فَرِيْقٌ مِّنْ
بَعْدٍ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ لَا يَصْلُوْنَ ۝
(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۱۲۹)

(مسلمانوں) کیا تم کو توقع ہے کہ (یہود) تمہاری کتاب تسلیم کر لیں گے
اور (ان کا حال یہ ہے کہ) ان میں کچھ لوگ ایسے ہی ہو گئے ہیں
کہ کلام خدا سنتے تو - پر اس کے سمجھنے پہلے دیدہ دانستہ
اسکو کچھ کاجھ کر دیتے تھے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ
الَّذِيْنَ اَوْثَرُوا الْكِتَابَ الْاَمِنْ بَعْدَ مَا جَاءَهُمْ
الْحُكْمُ بَغْيًا بَلِيْسُهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللّٰهِ
فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝
(پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ۲۷)

دین (حق) تو خدا کے نزدیک ہی اسلام ہے اور اس (اصل) کتاب
جو (دین حق سے) مخالفت کی تو (حق بات) معلوم ہونے کے بعد
دکھائی اور آپس کی ضد سے (دکھائی) اور جو شخص خدا کی آیتوں کو منکر
ہو تو خدا کو (اس سے) حساب لیتا اور اسکو نافرمانی کی سزا
دیتے (جیسے) کچھ دیر نہیں لگتی۔

وَمَا تَنْزِيْلُهُمْ اِلَّا مِّنْ بَيْنَايْ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا
مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمْ الْعِلْمُ بَغْيًا بَلِيْسُهُمْ اِنَّ
رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَا كَاْفًا
فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ۲۷)

اور (اصل) کتاب جو (عبداللہ) فرماتے (دھوکے) سمجھ آئے تھے
اپنی باہمی ضد سے ہوئے۔

وَاَتَيْنَا هُمْ بَيْنَايْ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا
مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمْ الْعِلْمُ بَغْيًا بَلِيْسُهُمْ اِنَّ
رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَا كَاْفًا
فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ۲۷)

اور ہم (دین) کے کھلے کھلے کام (کو) دیتا، دئی سوان لوگوں
نے جو ایک دوسرے سے اختلاف کیا تو آگے ہوئے پیچھے آپس کی ضد
سے (دکھائی) اور (پیچھے) جن (باقی) میں یہ لوگ اختلاف کہتے
ہیں قیامت کے دن تمہارا پروردگار ان میں (باقی) کا فیصلہ کرے گا

پس معلوم ہوا کہ جس نیت سے کلام الہی میں غور و تدبر کرنا ہرگز کفر نہیں بلکہ خدا کی نیک بندگی صفت ہے

کو قصور عقل سے کسی جگہ مخطا ہو جائے۔ اور اس مطلب تک رسائی نہ ہو جو واقع میں قرآن شریف کا ہے اور مطالعہ تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ منصب تفسیر کو زبان رسالت پناہی تک محدود رکھنی کا دعویٰ صرف زبان سے کیا جاتا ہے اور عملاً اسکا مطلق ثبوت نہیں بلکہ ہر مسئلہ میں علمائے اسلام رائے زنی کرتے رہے ہیں اور اکثر آیات کی تفسیر میں باہم کچھ اختلاف رکھتے ہیں مثلاً آیت

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ (پارہ نمبر ۱ سورہ بقرہ - ۱۷) اور ردو پلاؤ کا نان نفقہ جیسا اہل بیت پر) ویا دار کی وارث پر

میں وارث کی بارہ میں علماء کے بہت مختلف اقوال ہیں (تفسیر کبیر جلد دوم) اور آیت

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ۲۳) تفسیر رکھو اور (نمازیں) اللہ کے آگے ادب کھڑی رہو۔

میں صلوٰۃ وسطیٰ کے بارہ میں قریب الہم احتمالات سے بھی زائد یعنی سات اقوال ہیں حالانکہ نمازیں صرف پانچ ہیں اور اسی آیت میں قنوت کی معنوں میں بھی چھ اقوال ہیں (تفسیر کبیر جلد دوم) اور

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مِنْكُمْ دِينَارًا أَجَا وَصِيَّةً لَا أَزْوَاجَهُمْ مِّمَّا عَمِلُوا غَيْرُ احْسَابٍ۔ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۲۳۱) اور جو لوگ تم میں سے مرد ہیں اور بیویاں چھوڑ میں تو اپنی بیویوں کو حق میں ایک برس تک کی سلوک (یعنی نان نفقہ) اور رگہری نہ نکالو کی وصیت کریں۔

عام مفسرین اس آیت کو منسوخ سمجھتے ہیں صرف مجاہد اور ابو مسلم صغہانی اسی منسوخ نہیں مانتے اور اپنی اپنی رائے پر اس کے دو جدا جدا مطلب نکالتے ہیں جن میں سے ابو مسلم کے پیش کردہ مضمون کو امام زہری نے رد و ہوفی غایۃ الصحت لکھا ہے اور تفسیر کبیر جلد دوم) علیٰ ہذا تمام قرآن کی تفسیر میں مختلف مطالبات معانی بیان کی جاتی ہیں حالانکہ اگر انکو نزدیک صرف جناب رسالت سے منکر ہی مطلب بیان کرنا ہوتا تو ہر آیت کی صرف ایک طرح پر تفسیر ہوتی اور کوئی شخص اختلاف کی جرأت نہ کرتا۔

اگر کہا جائے کہ گزشتہ مفسرین اسی جگہ اختلاف کرتے ہیں جہاں اوںکو اس آیت کا مطلب بیان کرنیوالی حدیثیں باہم مختلف ملتی ہیں تو اسکے جواب میں اول تو یہ عرض ہو کہ یہ صرف حسن ظن ہے ورنہ اختلاف کرنے والے دلائل اختلاف میں بناؤ دعوئے اس حدیث پر اور اسکے قوت و ایت اور جانبانی کی پیش کردہ حدیث کی ضعیف اور جمع پر کہا کرتے حالانکہ ایسا بہت ہی کم جگہ دیکھا جاتا ہے اور وہ اپنی رائے پر عقلی دلائل اور اجتہادی قیاسات پیش کی جاتی ہیں مثلاً صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں ہر اختلاف

کرنے والا جس نماز کو صلوٰۃ وسطیٰ سمجھتا ہے اُس کے وسط ہونیکے عقلی قرائن اور نیز اس کے وقت کے فضائل بیان کرتا ہے اور حدیث کو پیش کر نیکا شاید ہی کوئی نام لیتا ہو اور دوسرے کسی ایک مسئلہ میں مختلف حکم دینے والی حدیثیں بیان افعال و حرکات جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور انھما میں تو اہل میں تو ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ممکن ہے کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر حاضرین آئین بالجہر اور بضرع یدین کیا ہو۔ اور ایک وقت نہ کیا ہو۔ اور اس لئے دو مختلف دیکھنے والوں میں سے ایسا نہ شاہد کے رو سے ایک اس فعل کا کرنا روایت کرے اور ایک کرنا لیکن مطالب قرآنہ کی بیان میں یہ اختلاف ممکن ہے کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرائن کے خدا کے نزدیک صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہی اور دوسرے وقت ارشاد ہو کہ خدا نے مغرب کی نسبت حکم دیا ہے اور پھر کبھی عشاء اور کبھی فجر کا نام لیں پس ضروری ہے کہ جو قرآن زبانِ رسالت بنا ہی ہو سکا ہوگا وہ صرف ایک ہوگا اور اس میں مختلف احادیث نہیں ہو سکتیں۔ غرض گذشتہ بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث مذکور کا اس طرح مطلب نکالنا کہ قرآن کو عقل سے سمجھنا کہ قرآن کی متعدد آیات کی رو سے عقل کے رو سے اور نیز سلف صالحین کے طرزِ عمل کے رو سے عقیداً غلط ہے اور ضروری ہے کہ اُس حدیث کا مطلب کچھ اور ہوگا اور دوسرا مطلب جو ہو سکتا ہے وہی ہے جو اسی حدیث دوسرے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ایک روایت میں

من قال في القرآن لعلم فليتبوا مقعده من النار جو قرآن میں بے جا بوجھ دخل دے وہ پناٹھکانا دوزخ میں سمجھو وار دہی اور بیشک جو شخص قرآن کو سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا یا رکھتا ہے لیکن تدبر اور تامل کی تکلیف نہیں گوارا کرتا اور بعضوں کی نسبت رائی زنی کرتا ہے اُس کے متعلق تمام آیات اور دلائل کو نہیں دیکھتا اور جو جی میں آتا ہے قرآن کا مطلب بیان کر دیتا ہے تو وہ شخص قرآن کو اپنی خواہشوں کے پورا کر سکا ذریعہ بنانے اور محض گمان و ہم کی پیروی کرنے کے سبب بیشک گمراہ ہے اور اُس کے کفر کے لہجہ نہ صرف یہی حدیث سے بلکہ خدا فرماتا ہے :-

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسُئِرُ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانًا وَ	اور بعض ان میں ان پر تو یہی جردہ ہو غفلتوں، بڑے لیسے کو سنا
أَن يَكْفُرُوا بِالْأَيْمَانِ وَهُمْ يَسْمَعُونَ (دہنبرہ اور بفرج)	کتاب الہی کی مطلب کو کچھ نہیں سمجھتے اور فقط امانت کے طور پر
وَأَشْرَأُ الَّذِينَ يُتِخَتَرُ لَهُمْ فِي الْأَرْصَادِ	اور اشرار جو ان کے لئے دنیا میں ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے
يَضْلُوكُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ يَتَّبِعُونَ	تو تم کو خدا سے ہٹکا چھوڑیں یہ تو صرف اپنی خواہش کے

اَلَا اَنْتَ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَحْضُونَ رِوَايَةُ سَوْدَةَ (۱۵) اٹھلیں بیٹھے دوڑاتے ہیں۔

پس اگر کوئی شخص مثلاً لفظ سما سے وہ اجسام مراد نہیں لیتا جو کہ ارض کو محیط ہیں اور ایک دوسری سی
چسپیدہ یا کسی قدر فاصلہ سے بہتہ واقع ہیں بلکہ بالائی کُرتے اور بلند عوالم مراد لیتا ہی یا لفظ جن سے
کسی قائم بالذات مخلوق کا جو انسانوں سے علیحدہ ہو قائل نہیں ہی تو اگر وہ اُن آیات کو جن سے متعارف
اسمانوں کا یا جنات کا وجود ثابت ہوتا ہی غلط کہتا ہی تو بیشک کافر ہی لیکن اگر حسن نیت کیساتھ غور
کرنے اور اپنی تمام کوشش خرچ کرنے کے بعد اُن آیات کا وہ مطلب غلط سمجھتا ہے جو دیگر مفسرین نے
لیا ہی اور آیات کو صحیح اور من عند اللہ مانکر اور طحیرانہی تاویل کرتا ہی تو اس صورت میں گو اسکی رائے
غلط ہو لیکن جب عطا اور ضحاک وغیرہ متقدمین اور زحشری اور رازمی وغیرہ مفسرین باوجود اپنی اپنی
راہی الگ کھڑے کے اور باوجود ایک دوسرے کی تخطیط یا تضعیف کرنے کی خدا نخواستہ کافر نہیں ہیں بلکہ
معتزلہ اور خوارج وغیرہ فرہا ہی سلامیہ بھی باوجود یقیناً غلط مطلب نکالنے کی تحقیق اہل سنت کے نزدیک اُترہ
اسلام سے نہیں نکلتی تو وہ غریب اس تصور پر کہ تدبر و تفکر کے بعد غلط نتیجہ تک پہنچا ہی کیونکہ کافر ہو گلا ہیں
وہ حدیثیں جو بعض مطالب کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں سوچو کہ وہ اخبار احاد ہیں اس لہٰذا انہیں جرح کرنا
اور روایت یا روایت کے رو سے ضعیف ٹھیکرنا قابل عمل کہنا کفر نہیں اور گذشتہ مفسرین ہی اپنی
رائے کو خلاف جو اخبار احاد پاتے ہیں اکثر انکی جرح و تعدیل میں گفتگو کرتے ہیں اور ایک شخص جس حدیث
کو صحیح مانتا ہی دوسرا اسی کو ضعیفی یا ضعیف کہہ کر اپنی قول کو ترجیح دیتا ہی بلکہ نیک نیتی کے ساتھ اہل حدیثوں
کی ثبوت اور قوت و ضعف میں گفتگو کرنا بھی مضائقہ نہیں جبکہ مخالف اپنی خیال میں متواتر باللفظ یا تواتر
بالمعنی کہتا ہی کیونکہ معلوم ہو چکا ہی کہ حسب اشارہ بانی کلام رسول کی تعمیل اسی وقت واجب ہوتی ہے
جب اسکے ثبوت کا یقین ہو جائے اور یقین کے لے متواتر کہہ دینا کا دعویٰ ہی کافی نہیں جو فریق ثانی
کی طرف سے پیش کیا جائے بلکہ اپنا ذاتی اطمینان ضروری ہی اور اسی لہٰذا احادیث متواترہ کی تعداد میں
تیم سی اختلاف ہی ایک فریق جسکو متواتر کہتا ہی۔ دوسرا اُسے خبر واحد کہتا ہی۔

غرض زیادہ سے زیادہ اعتراض جو سمار اور جنات وغیرہ مطالب میں اختلاف کرنے والے پر عاید ہوتا ہے
یہ کہ اس نے سلف صالحین کے خلاف اعتقاد کیا ہے مگر جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد
کوئی شخص کسی کے نزدیک ایسا معصوم نہیں ہے کہ اسکی ہر بات کا لوجی ہو اور غلطی کا احتمال نہ رکھے اور رسول اللہ

بعد کسی اور پر ایمان لانا تعریف ایمان میں داخل ہے تا سلف سے اختلاف کر نیوالا کافر قرار پائی بلکہ خداوند
کرم نے اپنی کلام پاک کی نسبت دعویٰ کیا ہے کہ اس میں ہر چیز کا بیان ہے اور فرمایا ہے :-

<p>وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ وَتَزَكَّى عَنْكَ الْكِتَابُ تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ</p> <p>(پارہ نمبر ۱۲ - سورہ نحل - ع ۱۲)</p>	<p>اور دو کو اس وقت قیامت کو یاد کرو جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک دبغیر کی گواہ بنا کر لائیں گے اور راہی دبغیر تمکو تمہاری زبان کے ان کا فردوں کو مقابلہ میں گواہ بنا کر لائیں گے اور تمہی تمہارے نازل کی ہو (ہمیں) ہر چیز کا بیان (رسانی) ہو اور ایمانوں کیلئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری -</p>
--	---

اور کلمتی میں کلمات اس بھی داخل ہیں جنکی نسبت ارشاد ہے کہ وہ کسی طرح ختم نہیں ہو سکتی اور فرمایا ہے :-

<p>وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمْدٌ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعُ آبْحٍ قَانِقَدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ</p> <p>(پارہ نمبر ۲۱ - سورہ لقمان - ع ۳)</p>	<p>اور زمین میں جتنی درخت ہیں اگر ان سب کے قلم ہوں اور سمندر سیاہی اور وہ ہر اس طرح کے اسکر دیو جتنی پچھ دیو ہوں اور اسکی مدد کریں غرض ان تمام قلموں اور سیاہیوں سے خدا کی باتیں بائیں نہیں تو خدا کی باتیں تمام نہیں بشکالےزبردست اور حکمت والا ہے -</p>
--	---

پس کیونکر ممکن ہے کہ اسرار کلام ربانی کی تفصیل اور کلمات الہی تشریح ایک محدود زمانے میں چند مفسرین
نے کامل کر دی ہو اور انکی ہی نکتہ اور کوئی دقیقہ کوئی اور شخص نظر نہ کر سکتا ہو اور نیز خدا فرماتا ہے :-

<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ وُجُوهَ لَا يُؤْذِيهِمْ ذَلِكَ اللَّهُ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ</p> <p>(پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ ع ۸)</p>	<p>مسلمانو! تم میں سے کوئی اپنی دین (اسلام) سے پھر جائی تو خدا کو اسکی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے ایسے لوگ موجود کر دیے جائیں دوست رکھا ہوگا اور وہ انکو دوست رکھتے ہوں گے مسلمانو! تم کا خوف کے قہر کی طرف سے اپنی جانیں اٹھائیں گے اور کسی طاقت کیوں کی طاقت کا کچھ باک نہیں رکھیں گے یہ دیوی خدا کا ایک فضل ہے جو کہ چاہے دی اور اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہو اور کسے طاقت</p>
--	--

یہاں جن اہل ایمان کو مخاطب کیا ہے اگر ان میں صرف جانب سالت پناہی کے زمانے کو مسلمان مراد ہوں
اور بعد میں آنے والی قوم سے دیگر گذشتہ اہل اسلام تو جن غرض کیلئے یہ آیت نازل ہوئی ہو وہ پوری
نہیں ہوتی - کیونکہ غرض یہ ہے کہ اہل اسلام اس بات پر غرہ نہ ہوں کہ ہمیں یہی اشاعت اسلام ہوتی ہو اور

کتابت صفیہ سرکار علیہ السلام
محمد زکریا

اگر ہم اس بات کا بیڑا نہ اٹھائیں تو دین حق معاذ اللہ نیست نہ نابود ہو جاوے کیونکہ آئندہ خدا ایسے
لوگ اُور پیدا کر دیگا جو امر حق کے اظہار میں کسی قسم کا پائے رکھیں گے اور جس بات کو درست اور صدق سمجھیں گے
بید ہرگز نہ کریں گے۔ پس اگر وہ بید ہرگز نہ کریں گے تو ان کے سلف میں ہو چکی تو وہ لوگ یہ فخر کر سکتے ہیں کہ ہمیں حق
جسے خدا کا بول بالا ہوا اور نہ آئندہ زمانہ میں تو کوئی پیدا ہی نہ ہوگا جو اظہار حق کر سکے۔ پس مذکور بالا
غرض اسی صورت میں چل ہوتی ہے کہ یہ خطاب عام اہل ایمان کو ہو چاہے وہ کسی زمانے میں ہوں کہ تم اگر
دین اسلام سے پہر جاؤ تو کچھ مضائقہ نہیں ہم اُور لوگ تم سے بہتر کام کر نیوالی پیدا کر دیں گے۔ پس
معلوم ہوا کہ ہر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں گے جو اسرار کلام ربانی کو ظاہر کر سکیں گے اور کسی
کی طعن و ملامت کو خیال میں نہ لائیں گے اور یہ خدا کا فضل ہی جسے چاہیے دے قدیم و تاخیر کچھ نہیں
بعض اوقات کسی مسئلہ میں کفر کا فتویٰ اسلئے دیا جاتا ہے کہ تمام گذشتہ اہل الرائی اسکے خلاف اجماعاً
رکھتے ہیں اسلئے یقیناً وہی منشا خداوندی ہے جو وہ کہتے ہیں اور اسلئے اسکا انکار حکم خدا کا انکار ہے
مگر یہ مسئلہ انکار کلام الہی کا مسئلہ نہیں بلکہ خرق اجماع کی بحث ہے تاہم اسکی نسبت بھی غور کرنا ضرور
ہے اور اگر کسی مسئلہ میں تمام امت کے اجماع کا ثبوت بہت مشکل ہے اور اگر یہ سبیل تنزل تسلیم بھی کیا جائے
تو شاید ضروریات دین ہی میں ثابت ہو گا جنہیں اجماع سے قطع نظر قرآن و حدیث سے بھی ثبوت دیا
جاسکتا ہے اور اس لئے اس صورت میں اگر کہیں کفر لازم آئیگا تو اسکی وجہ انکار خدا و رسول بھی قرار
پاسکتی ہے نہ محض انکار اجماع مثلاً اگر کہا جائے کہ خدا کو تمام مسلمان اول سے آخر تک ایک جہت میں سلو و خدا
ماننے والا اس اجماع کا انکار کر لے کسی کافر ہوگا تو کہا جاسکتا ہے کہ خدا کو ایک نہ صرف اجماع ہی سے ثابت
نہیں بلکہ خود قرآن قوی دلائل کے ساتھ اسکا ثبوت دیتا ہے اور اسکے منکر کو کافر کہتا ہے اسلئے ایسی شخص
کفر انکار اجماع سے نہیں بلکہ انکار قرآن یا انکار خدا سے ہے۔ لیکن سر درست اجماع کو کسی ایسی مسئلہ
میں بھی ممکن مگر جس میں خدا و رسول کی طرف سے تصحیح نہ ہو اسکی دلائل میں فکر کیا جاتا ہے۔

اجماع کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ وہ امت محمدیہ کے اہل الرائی علماء کا ایک زمانے میں کسی ایسے
امر پر اتفاق کرنا ہے جس میں کتاب و سنت سے بصراحت حکم نہ پایا جائے اور یہ اتفاق یا تو تمام اہل علم کی
زیادتی قرار دیا ہو یا بعض کو اقرار اور بعض کے سکوت سے اور یا بغیر اظہار لسانی کے سب کے عمل کر لیا ہو
اور پہرا سکو محبت شرعی قرار دیں میں بہت اختلاف ہے شیخ محمد بن ابی الدین ابن عربی کی نزدیک دلائل اجماع

و ان جملہ اجماع

۲۹۷۵
۱۰۴۴

حنبل کی ایک روایت میں صرف صحابہ کا اور امام مالک کے نزدیک صرف اہل مدینہ کا اجماع کو نزدیک صرف اہلیت رسالت کا اجماع حجت ہو اور بعض افراد امت اگرچہ کم ہیں مگر سری سے اجماع کو حجت ہی نہیں سمجھتے اور امام شافعی صرف اس اجماع کو حجت قرار دیتے ہیں جس میں تمام اہل الرائی فرداً فرداً زبانی اقرار کریں اور ایسا نہ ہو کہ بعض اعتراف کریں اور بعض خاموش رہیں۔

اور یہ اختلاف بہت ثنائی، شیعہ اور منکرین اجماع کے چونکہ اہل سنت کے بڑے بڑے علماء فحول اور ائمہ مجتہدین کو درمیان ہو اس لئے مطلقاً اجماع کو ماننے والوں میں بھی اس کے انکار کو ہر جگہ کفر نہیں تسلیم کیا گیا اور نہایت احتیاط سے اسکی تفریق کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ میں چونکہ سب اہل سنت کا بظاہر اتفاق تھا اس لئے انکے ایسا اجماع کو جس میں سب کی طرف سے زبانی اقرار ثابت ہو اور آئندہ ہر زمانے میں اسکو اس قدر جماعت بیان کرتی آتی جو تو ترکی حد میں آسکے تو ایسا اجماع حجت یقینی اور اسکے انکار کو کفر کہا گیا ہو اور اگر نقل کر نیوالی جماعت کسی ایک ماننے سے بھی تو اتر کے درجہ سے کم ہو جائے تو یقین کی جگہ اسکو مورث ظن سمجھا گیا ہو اور اسکا انکار کفر نہیں مانا گیا اور علنی ہذا صحابہ کا ایسا اجماع جس میں بعض کی جانب سے زبانی اظہار ہوا اور بعض کی جانب سے سکوت وہ بھی اگرچہ دلیل قطعی کہا گیا ہو مگر اسکا انکار کفر نہیں سمجھا گیا اور صحابہ کے بعد کے لوگوں کا کسی ایسا امر پر اجماع جس میں ان سے پہلے علماء کا اختلاف ثابت نہ ہوا ہو۔ حدیث مشہور کے مساوی مانا گیا ہو اور انکار پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا گیا اور اگر انکا کسی ایسے مسئلہ میں اتفاق ہو جائے جس میں گذشتہ علماء سے اختلاف رائے مروی ہو تو اسکو صرف قیاس مجتہد پر ترجیح دی گئی ہو اور انکار سو کفر یا ضلالت کا جرم نہیں عائد کیا گیا۔

یہ وہ تفصیل ہے جسکو مؤیدین اجماع کی جانب سے عام کتب مہول میں لکھا گیا ہو اور اس قدر تو اس تفصیل سے بھی ثابت ہو گیا کہ جس قدر مسائل میں اجماع کا دعویٰ کیا جاتا ہو اور بعض نیکیوں مگر عجلت پسند حضرات انکی مخالفت پر کفر کا فتویٰ دیدیتے ہیں متقدمین کو نزدیک نہیں کسی کے انکار پر ہی کفر لازم نہیں آتا تا وقتیکہ صحابہ کی جانب سے فرداً فرداً ہر ایک کے زبانی اقرار کے ساتھ اتفاق کر لیا ثبوت اور ثبوت ہی بحد تو اتنے دیا جائے اور یہ ایسا مشکل دعویٰ ہے کہ اسکی مثال میں صرف حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کو پیش کیا جاسکتا ہو کہ اس میں انکی بیعت ہی ہر شخص نے کی تھی اور اسکی روایت ہی ہر زمانے میں تواتر ثابت ہو سکتی ہو اور اسکی اس مہول کو مانکر میں مسئلہ سوا انکار کر نیوالی کو کافر کہا جاسکتا ہو

لیکن دیکھا جاتا ہے تو عللاً یہ کفر بھی عام طور پر نہیں تسلیم کیا گیا۔ کیونکہ شیعہ کا سب سے بڑا اختلافی مسلک ہی خلافت کا ہے اور شیعہ ہر کوئی شخص ہی حضرت صدیق کو جائز خلیفہ نہیں مان سکتا۔ پس چاہئے کہ وہ سب کفر ہوں حالانکہ یہ بزرگوار خدا انکو بڑی خیر دی شیعہ کو کیسا ہی خلاف حق سمجھتے ہوں مگر کافر نہیں کہتے جس سے ثابت ہوا کہ ایسے اجماع کا انکار بھی آنکھ نہ دیک قطعاً وجہ کفر نہیں۔

یہ وہ اعتقاد ہے جو بزرگان دین (شکر اللہ علیہم) ایمان کفر کے باری میں مبذول فرماتے تھے لیکن ہم محل کسی مسئلہ میں صرف سلف صالح کے خلاف ہونا کو قرآن و سنت سے کوئی یقینی فیصلہ نہ ہو سکتا ہے کفر کے لئے کافی سمجھا گیا ہے اور استشہاد میں فلاں علامہ یا فلاں محقق کا ایسے شخص کو کافر کہنا قطعی ہوتے مانا گیا ہے حالانکہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد کوئی شخص معصوم اور خطائی لاجہا دسی پاک نہیں ہو سکتا اور اس لئے ایسا اہم فیصلہ بغیر حکم قطعی کے نہایت زبردستی ہی لیکن تاہم اجماع کی باری میں جو سندیں پیش کی جاتی ہیں ان میں غور کرنا ضرور ہے۔ چنانچہ انکی سب سے قوی دلیل آیت ہے:-

اور جو شخص راہِ رست کو ظاہر ہوئی پیچھے پیچھے نہ دیکھ کر گم ہو جائے اور مسلمانوں کے رستہ کو سوا (دوسروں کو) ہونے کو جو رستہ، اس نے اختیار کر لیا وہ ہم اسکو اسی رستے جلائی جائے گی اور اگر وہ اسکو جہنم میں (لیجا) داخل کرے گی اور وہ (بہت ہی) بُری جگہ ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ فَوَلَّيْنَا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ (سورہ نساء - ۱۰۷)

یہاں غیر مومنین کے اتباع کو مخالفت رسول کے ساتھ ذکر کیا ہے اور دونوں پر عذاب جہنم کی سزا مقرر کی ہے امام رازی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ سے اجماع کا ثبوت قرآن ہی پوچھا گیا تو انے تین دفعہ تمام کلام اللہ کی تلاوت کی اور یہ آیت دریافت کی۔ اس روایت سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اگر قرآن سے استدلال ہو سکتا ہے تو صرف اسی ایک آیت سے مگر ایک اعتراض تو اس استشہاد پر خود امام رازیؒ نے کیا کہ اس میں صرف مومنین کی سوا اور لوگوں کے اتباع کرنے اور انکو ہم خیال ہونی کی حرمت ثابت ہوتی ہے حالانکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی مسئلہ میں عام مومنین کی رائے کو ہی موافق جانے اور اختیار کا بھی ہم خیال نہ ہو بلکہ اپنی الگ رائے رکھتا ہو یا اس باری میں ساکت ہو اور اس سے ایسے شخص کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ اور اس اعتراض کو امام رازیؒ نے بہت سی الٹ پھیر کے بعد فرمایا مانا ہے۔ اور دوسرا اعتراض جہاں توضیح کی گیا ہے کہ یہاں ہی مخالفت رسول ہی جسکو اتباع غیر سبیل المومنین کے

لفظ سی تعبیر کیا گیا ہے اور اصل میں دونوں فقروں کا ایک ہی مطلب ہے اور چونکہ عنوان مختلف ہیں اس لئے عطف جائز ہوگا۔ جیسے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُخَالَفُوا
 مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو۔

میں اطاعت رسول بعینہ اطاعت خدا ہے اور صرف تبدل الفاظ سی عطف جائز ہو گیا ہے۔ صاحب تلویح اسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس معنی سے بھی عطف صحیح ہوتا ہے لیکن سبیل مؤمنین عام ہے پس اسے فرمودہ رسول کیساتھ خاص کر نیکی کوئی وجہ نہیں۔ اور نیز سنئے لفظ سی یا مطلب لینا بہتر ہوتا ہے۔ صاحب تلویح نے جو فرمایا بجائے لیکن صاحب توضیح کا اعتراض اس طرح دوز نہیں ہوتا۔ کیونکہ غرض یہ ہے کہ اس آیت کا مذکور بالا مطلب بھی ہو سکتا ہے اور صاحب تلویح اسکو تسلیم کرتے ہیں۔ پس جب دونوں طرح تفسیر ہو سکتی ہے تو ایک طرح انسب ہو اور دوسری طرح صرف مناسب تو استصحاب و یقینی نہیں رہتا اور انکار سی کفر کا فتوہ نہیں دیا جاسکتا۔

لیکن ان اعتراضوں سی قطع نظر ہے جب دیکھا جاتا ہے تو اس آیت میں خداوند کریم نے مخالفت رسول کے بعد من بعد ما تبیین لہ اَلْهَدٰی در راہ راست کے ظاہر ہوئے دیکھنے کی قید لگائی ہے اور فرمایا ہے کہ باوجود ہدایت ظاہر ہونے اور اسباب یقین کامل ہونیکے پہر بھی رسول کی مخالفت کرنا باعث عذاب الیم اور موجب غضب خداوندی ہے اور ہدایت و فتح کر نیکی غرض سے ہمیشہ اپنی رسولوں کو آیات بینات اور معجزات باہرات دیکر مبعوث فرمایا ہے اور اپنی کلام میں طرح طرح کے دلائل رسول کی صداقت اور حقانیت کے دئیے ہیں پس جب مخالفت رسول کو بغیر اظہار حقانیت کے باعث عذاب نہ ٹھہرایا اور اسکی رسالت بلکہ اسکی ایک فرما کیلئے دلائل یقینیہ کا بوجہ اہتمام کیا گیا تو عام مؤمنین کی مخالفت بھی اسی صورت میں باعث عذاب ہوگی جبکہ انکی رائے کی حقیقت ثابت ہو جائے اور یہ کیسے صحیح میں نہیں آتا کہ رسول کی بات تو دلائل و معجزات سے سمجھنے کی ضرورت ہو اور عام مؤمنین کی فیصلہ کوئی سمجھ بوجھ ماننا پڑے اور جب انکی اعتقاد کے دلائل کو ہی دیکھنا ضرور ہو تو جس سبب اور قوت کی دلائل ہو گئی اسی کے موافق یقین کرنا اور ماننا ضرور ہوگا۔ یعنی اگر دلائل قطعیہ ہونگی مثلاً اجماع و حدانیت باری یا رسالت ختمی یا نبی تو عینک ایسے عقائد میں مسلمانوں کے خلاف چلی والا کافر ہوگا اور اگر دلائل ظنی ہونگی جیسے عام اجتہادی مسائل میں اور اجماع سے سندین کی ضرورت بھی ایسی ہی مسئلوں میں پڑتی ہے۔ تو انکا منکر کسی طرح کافر نہیں ہو سکتا۔

اور یہ ہدایت ظاہر ہوئی قید جو مخالفت رسول جیسے خوفناک مجرم پر لگائی گئی ایسی ہی جس نے
 اس آیت کو بجاؤ دلائل اجماع ہوئی غیر مقبولیت اجماع کا ثبوت بنا دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ ماریقین محض
 ثبوت کی قوت اور ضعف پر ہی نہ ماننے والوں کی وجاہت یا کثرت پر البتہ جو شخص نہ بد و فکر کا مادہ
 نہیں رکھتا اور دلائل کے قوت و ضعف کو نہیں پرکھ سکتا اسکے لئے ضرور ہے کہ جو بات عام مسلمانوں
 کے نزدیک یا اکثر کے نزدیک مسلم ہو اس پر عمل کرے اور ایسا شخص اگر بے راہ روی اختیار کرے گا۔
 اور محض بہت دہریہ کی اپنے تئیں جاعت سے الگ کر لیا تو وہ یقیناً گمراہی کے گرہے میں گرے گا اور
 یہ جناب باری عزائم کی غایت رحمت ہے کہ جہاں عقلاء کو دلائل باہرہ و آیات ظاہرہ دکھائے جائیں
 اور کہتا ہے کہ باوجود اس تبیان اور اظہار کے تمہارا انحراف محض گمراہی ہے وہاں عام جہلاء کو یوں ہدایت کرتا
 ہے کہ تم دیگر عقلاء سے مومنین کو جس راہ چلتے دیکھو ہو اس طرف آ جاؤ۔ پس صاحب توضیح کی مذکور بالا
 رائے بالکل بجا ہے اور اس آیت سے غرض امور شریعت یا بالفاظ دیگر فرمودہ خدا و رسول پر لوگوں کو پختہ کرنا
 ہے جسکو وہ پرائیوں میں ظاہر کیا گیا ہے اور تبیان ہدایت اور ضرورت دلائل کی قید ہو سبیل مومنین اور اتباع
 رسول کے متحد ہوئی ہے وجہ یہی پیدا کر دی گئی ہے کیونکہ جب اتباع مومنین کی واسطی ہی دلیل کی ضرورت
 ہوئی جیسے اتباع رسول کے لئے اور دلیل لامحالہ قرآن و سنت سے ہوگی تو اس صورت میں اتباع مومنین
 اصل میں اُسی فرمودہ رسول کا اتباع ہوا جو دلیل میں پیش کیا گیا ہے اور اس طرح صاحب تلویح کا تعرض
 بھی جاتا رہا جو کہتے ہو کہ سبیل مومنین اتباع رسول سے عام ہے اور چونکہ نبی نورع عاقل اور جاہل
 دونوں طرح کے ہوتے ہیں اور ایک فریق کے لئے دلیل سے رستہ صاف کر دینے کے بعد دوسری گروہ کیلئے
 جو پیچیدہ مسائل اور مشکل معاملات میں رائے زنی نہیں کر سکتا کوئی سبیل کا رستہ بتانا ایک نقص ہوتا ہے اسلئے
 انکو فرما دیا گیا کہ غرض اہل صرف اس نتیجہ تک پہنچا ہے جو دلائل سے پیدا ہوتا ہے پس تم دیگر سمجھو لو
 کہ اتباع سے اس پر عمل کرو اور اس طرح اس نئے لفظ سے نیا مطلب ہی نکل آیا جسکا صاحب تلویح کو
 اشتیاق تھا غرض کسی ایسے مسئلہ یا ایسی تفسیر کے متعلق جس میں مجبور کے دلائل کسی شخص کی رائے میں قوی نہیں
 ہیں یا اسکے نزدیک انکے خلاف دلائل موجود ہیں انکی دلائل کو خواہ مخواہ مانکر اور اپنی دلائل کو بیوجہ
 چھوڑ کر جنہوں کی تعلیم کرنی کا حکم اس آیت سے کسی طرح مستنبط نہیں ہوتا چاہے کہ ایسا نہ کرنا لیا کفر ثابت ہو۔
 اور اسکو سوا کوئی اور آیت اس بارہ میں اگرچہ نہیں ملے مگر تاہم چند آیتوں سے قیاس کیا گیا ہے مثلاً

ارشاد ہے :-

وَكذلكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ج ۱۲)

اور مسلمانوں ہی طرح ہنر و تہذیب کی راس کی امت دی ہے، بنایا کہ تاکہ دوسروں کے مقابلہ میں تم گواہ بنو۔

اور فرمایا ہے :-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پارہ نمبر ۲ - سورہ آل عمران - ج ۱۲)

لوگوں (کی بنیادی) کے لیے جس قدر امتیں پیدا ہوئیں ان میں تم (مسلمان) سب سے بہتر ہو۔

ان آیتوں میں اس امت کو وسط کہا گیا ہے جس کے معنی عدالت کی ہیں اور خیریت سے تعریف لگی ہے جو دین میں کامل ہونیکے سبب ہو سکتی ہے۔ اور ایسی عادل اور کامل قوم کسی غلط بات پر اجماع نہیں کر سکتی اسلئے انکا اجماع حجت ہوگا۔

لیکن آدل اگر اس استدلال کو تسلیم کر لیا جائے تو یہی دعویٰ زیر بحث کو اس سے قوت نہیں پہنچتی اور نہیں ثابت ہوتا کہ انکو خلاف اعتقاد رکھنے والا دین و ایمان سے بیگانہ ہو جائے گا۔ اور دوسری صاحب تلمیح نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ کسی مسئلہ میں باوجود کوشش کرنے کے غلط نتیجہ پر پہنچنے اور اجتہاد میں خطا کرنے سے نہ انسان غیر سے شر ہو جاتا ہے اور نہ عادل سے ظالم ورنہ تمام تہذیب اور ائمہ امت اور صحابہ کرام جو ہزار مسائل میں باہم مختلف ہیں اور ہر اختلاف میں یقیناً صرف ایک ثواب پر ہے۔ باقی سب خطا پر معاذ اللہ خیریت سے عاری اور عدالت سے بے بہرہ ہونگے۔ اور چونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے توسط سے ماضی عام جہلائے قوم اور اراذل امت ہی اپنے تئیں امت و وسط اور خیر الامم میں داخل سمجھتے ہیں اس لئے انکے نکل جانے پر تمام امت اس عزت و افتخار سے محروم ہو جائیگی اور خداوند تعالیٰ کا انکو ایسا کہنا معاذ اللہ بے محل ہوگا پس جب غلطی اجتہاد سے خیریت اور عدالت میں کوئی نقص نہیں آتا تو کسی زمانے کے علماء کا کسی اجتہادی غلطی پر اجماع کر لینا کیونکر ان آیات و خلاف ہوگا اور علیٰ ہذا جو شخص ان کو خلاف رائے رکھتا ہے وہ بھی محض اجتہادی غلطی کی سطح پر شر ظلم اور ضلالت و کفر کا مورد ہوگا۔

آپامام زکی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں ایک اور آیت سے بھی استدلال کیا ہے جہاں خدا فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (پارہ نمبر ۲ - سورہ نساء - ج ۸)

مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور جو تم میں سے حکم حکومت میں (انکا بھی)

اور ارشاد ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ
هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰی (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ النجم - ۱۷)

پس رسول کا اتباع بھی بعینہ حکم ربانی کا اتباع ہی کوئی جداگانہ اطاعت نہیں اسلئے اسکو بھی الگ کر
کرنا ضرور نہ ہوگا اگر کہا جائے کہ رٹول بعض امور میں اپنی قیاس اور استنباط سے ہی حکم دیتا ہے اور ایسی حکام
کی اطاعت کے لئے جداگانہ حکم دیا گیا تو یہ اجتہاد اور قیاس کی لیاقت دیگر افراد امت کو بھی دی گئی ہے اور حکام
وقت بھی بعض احکام اس قسم کے استنباط سے دیکھتا ہے پس اپنی اطاعت کے لئے یہاں بھی جداگانہ حکم دینے
کی ضرورت ہوگی۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر جابر سلاطین کی شورہ پشتی سی جنہوں نے اپنی زبان کو قانون بنایا ہوا ہے
یہ دیکھا ہوا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت جیسی صادق آتی ہے کہ جو بجا و بیجا وہ چاہے حکم دی اور دوسرے
اسکے آگے تسلیم نہ کرے اور اگر بادشاہ قانون کی اندر محدود ہو تو اسکی اطاعت نہ ہوتی بلکہ قانون کی
اطاعت ہوئی حالانکہ یہ خیال غلط ہے اور واقع میں قانون ایسی چیز ہے کہ بادشاہ بلکہ خود پیغمبر اسکے ماتحت
ہوتے ہیں اور اسکے خلاف کرنا نہیں کسی طرح جائز نہیں ہوتا اور بایں ہمہ جیسی وہ خود قانون کی ماتحت ہوتے
ہیں خلق خدا انکی ماتحت ہوتی ہے اور وہ محل اور موقع کے مناسب قانونی احکام نافذ کرتے ہیں اور رعیت
انہیں بجالاتی ہے اور یہ مذہب اسلام کا ایک بڑا فخر ہے کہ اُس نے ایسے تاریک زمانے میں جبکہ شاہ رعیت
کے باہمی تعلقات کے لئے دنیا کوئی قاعدہ قانون نہیں جانتی تھی جابر سلاطین کی گردنیں ہی قانون کے آگے
جھکا دیں اور بتا دیا کہ کوئی شخص محض اپنی مرضی سے جو چاہے کر نیکاً مجاز نہیں اور خواہ اس کیت میں ہی فرمادیا

<p>پس اگر کسی امر میں تم (اور حکام وقت) جھگڑا کرو تو اسد اور رسول آؤت پر ایمان لانے کی شرط یہ ہے کہ اس امر میں اسد اور رسول دو حکم کی طرف رجوع کرو کہ یہ (تمہاری حق میں) بہتر ہو اور انجام کے اعتبار سے بھی (بہتر طریقہ) بہتر ہے۔</p>	<p>فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (پارہ نمبر - سورہ نساء - ع ۸)</p>
---	---

اور اب تو یہ مسئلہ ایسا صاف ہوا ہے کہ تمام مذہب دنیا جانتی ہے کہ بادشاہ ہی خود غماز و مطلق
الغنان نہیں ہوتے اور جو ایسا کرتے ہیں وہ اپنے فرض سے غافل ہیں پس جس طرح دینی معاملات میں حکام
رسول ضرور ہوں حالانکہ وہ حکم خداوندی سے باہر نہیں ہو سکتا اسی طرح دنیوی انتظام میں اتباع حاکم ضرور
ہے گو وہ خود ایک قوی بندش میں قید ہے۔
اور امام صاحب نے اسی اعتراض کو پانچویں نمبر پر پھر ذکر کیا ہے اس طرح کہ امرا اور سلاطین کے حکام

علماء کے فتوے پر منحصر ہیں۔ پس حقیقت میں علماء ہی اولی الامر ہوئے مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس تبدیل الفاظ سے کیا مطلب نکلا۔ اگر حکام فتاویٰ علماء کے محتاج ہیں تو علماء بھی حکم خدا و رسول کے محکوم ہیں اور پھر پھر اگر وہی بات نکلتی ہے کہ سب قانون یا حکم ربانی کے ماتحت ہیں اور کوئی اپنے اختیار اور مرضی سے ذرہ بھر حرکت نہیں کر سکتا اور با اینہما اپنے اپنے موقع پر جس قانون کو امرا یا علماء جاری کریں گا ماننا فرض ہے۔

دوسرا اعتراض امام صاحب یہ کرتے ہیں کہ اگر یہاں بادشاہ مراد ہوں تو ایک شرط اور بڑی بڑی یعنی "بادشاہ کی اطاعت کرو اگر اس کا حکم حق اور راست ہو" اور اجماع مراد لینے میں اس شرط کی ضرورت نہیں لہذا یہ معنی اولیٰ ہیں اور اسی مطلب کو چوتھے نمبر پر بالفاظ دیگر یوں ظاہر کیا ہے۔ کہ طاعت خدا و رسول تو ہر حال میں ضرور ہے مگر طاعت سلاطین اسی صورت میں ضرور ہے جب عادتاً حکم دیں اور بصورت ظلم کے انکی اطاعت حرام ہے اور اجماع قطعاً واجب الاتباع ہے سوائے وہی مراد ہوگا۔ مگر امام موصوف سے کون عرض کریں کہ اگر اجماع فرضاً کسی ناجائز اور غیر حق امر پر ہو جائے تو کیا جب بھی اتباع واجب ہے اور کیا بادشاہ کے کسی ظالمانہ حکم سے فوراً انکار کر دینا چاہیے؟ وہ پہلے اعتراض کے شروع میں فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع ہے کہ بادشاہ کی اطاعت صرف امر حق میں ہونی چاہیے اور یہاں کہتی ہیں کہ ہمارے نزدیک اجماع کا اتباع ہر حال میں ہونا چاہیے۔ لیکن حیرت ہے کہ اجماع کا ثبوت پیش کرتے ہوئے خود اجماع ہی کو دلیل گردانا جاتا ہے جو کسی طرح قابل تسلیم نہیں اور حقیقت میں حق اور راست ہونی کی شرط ہر جگہ ہے۔ خود خدا کا حکم اس لئے واجب الاتباع ہے کہ وہ عین حق اور صدق ہے۔ رسول کی اطاعت اس لئے فرض ہے کہ وہ محض عدل و انصاف ہے پس اہل اجماع کا اتباع ہے جب ہی فرض ہونا چاہیے کہ وہ صواب پر ہوں۔ اور اس بارہ میں کسی قدر عہد ہو سکتا ہے تو بادشاہ ہی کے احکام میں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر بادشاہ کے کسی ظالمانہ حکم کا اتباع نہ کیا جائے تو وہ جبکہ ظالمانہ حکم دینے سے پرہیز نہیں کرتا تو انکار پر سزا دینے سے کب باز رہے گا۔ اور اس صورت میں انکار کرنا اس انکار سے اپنی تئیں ہلاکت میں ڈالے گا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے:

وَأَنِصُّوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تَتَّبِعُوا بِلَادَكُمْ	اور خدا کی راہ میں غریب کرو اور اپنے بھائیوں اپنے
إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ	تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان کرو۔ اللہ تعالیٰ

مَحَبَّتِ الْمُحْسِنِينَ ۝ (بارہ نمبر سو و بقرة ۲) احسان کنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور نیز بادشاہوں کے حکم منت خوشامد سے نہیں ہوا کرتے کہ ہم انہیں نہ بجالائیں بلکہ وہ جہی احکام ہوتی ہیں اور خصوصاً ظالموں کے مزاج میں تو اور بھی زیادہ جبر ہوتا ہے اور خدا نے جبر کی صورت میں کلمات کفر تک کو جائز کر دیا ہی تو اور کوئی ناجائز فعل اس صورت میں کیونکر جائز نہ ہوگا۔ پس امام صاحب کیونکر فتوے دیتی ہیں کہ ظالم کے حکم کا اتباع حرام ہے نظر میں حالات اگر شرط مذکورہ کے بغیر کوئی حکم ہو سکتا ہی تو وہ بھی اطاعت سلاطین و حکام ہے۔

غرض کسی دلیل سے نہیں ثابت ہوتا کہ اولی الامر سے سلاطین اور حکام مراد نہیں ہیں بلکہ اسی آیت کے آئندہ کلمات سے کہ اگر کچھ اختلاف ہو تو خدا و رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو، معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اہل اجماع مراد نہیں ہیں کیونکہ جیسا کہ امام صاحب فرماتے ہیں انکو خطا سے محفوظ اور انکے حکم کو قطعاً واجب الاتباع مانا جاتا ہے پس انکی اتباع کا یوں حکم ہونا چاہئے تھا کہ اختلاف ہرگز نہ کیا جائے اور انکا حکم بچوں و چرامانا جائے اور اختلاف کے وقت منصف کی طرف رجوع کرنے اور اس سے فیصلہ لینے کی ضرورت اسی صورت میں ہے کہ اختلاف کنیوالو خطا اور غلطی سے محفوظ نہ ہوں اور امر اور سلاطین بیشک اسی طرح کے لوگ ہیں پس ان لفظوں سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہاں یہی لوگ مراد ہیں اور انہی کے کسی مشتبہ حکم پر اگر اختلاف پیدا ہوا اور کچھ اہل اثر لوگ بادشاہ کو راہ راست دکھانے کی جرات کریں تو کتاب و سنت سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔

اور ان آخری الفاظ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولی الامر کے لفظ معصوم ہونا ضرور نہیں جیسا کہ امام صاحب نے ابتداء دلیل میں فرمایا ہے کیونکہ اس صورت میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں اور اس کے واسطے فیصلہ کی سبیل ثانی محض بے محل ہے۔

اور اگر امام صاحب کا فرمانا بجا سمجھا جائے اور اولی الامر سے اہل اجماع مراد لئے جائیں تب بھی ان آخری الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ انے اختلاف کرنا اور انکے حکم کو نہ ماننا کفر نہیں بلکہ ایسے وقت جو حکم کتاب و سنت سے ثابت ہو قطعی یا ظنی یا اجتہادی اسی کے موافق منکر کے ایمان کفر کا فیصلہ ہوگا۔ پس اس آیت سے ہی اگر اجماع مراد لیا جائے تو وہی بات ثابت ہوئی جو وَتَقْبَلُ غَيْرَ سَبِيلٍ الْمُؤْمِنِينَ (اور جو مسلمانوں کے رستہ کے سوا کسی اور کے پیچھے چلے) سے ثابت ہوئی ہے۔

یعنی جس شخص میں اختلاف کی لیاقت نہ ہو یا وہ اتفاق رائے رکھتا ہو تو اس پر اتباع واجب ہو اور اگر کوئی وجہ اختلاف کی ہو سکے تو پہر اتباع ضرور نہیں بلکہ اس وقت یقین کا مدار دلیل کی قوت اور ضعف پر ہوگا اور اس معنی سے یہ آیت بھی بجائے ثبوت اجماع کے اسکی تردید کی دلیل ہوئی اور انصاف سے دیکھیں تو ان آخری الفاظ نے محض اختلاف سلف سے کافر کہنے والوں کی زبانوں کی ہے اور فیصلہ کے لئے نہایت صاف رستہ بتا دیا ہے۔ **واحمد للہ الحکیم الخبیر**۔

علاوہ آیات مذکورہ کے دو ایک حدیثوں سے بھی اجماع کی تائید اور منکرین کی تکفیر کجائی ہے چنانچہ ترمذی میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:-

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امته اذ قال امه محمد على الصلوة ويد الله على الجماعة ومن شذَّ شذَّ في الناس	فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ خدا میری امت کو یکا جمع امتی اوقال امۃ محمد علی الصلوة وید اللہ علی الجماعة ومن شذَّ شذَّ فی الناس
--	---

اور ابن ماجہ میں حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:-

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتبعوا السواد الاكظم فانه من شذَّ شذَّ في الناس	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی گروہ کی پیروی کرو۔ کیونکہ جو اس سے ٹکلیگا آگ میں گر گیا۔
--	---

پہلی حدیث کو مؤیدین متواتر بالمعنی کہتے ہیں اگرچہ تواتر کو ثابت کرنا جسکا انکار کفر تک پہنچائی کا وارڈ مگر اس سے قطع نظر بھی اس استدلال کا جواب ہی ہے جو صاحب تلویح نے آیات مذکورہ کی بحث میں دیا ہے کہ اجتہاد میں خطا کرنا فضالت نہیں ورنہ تمام ائمہ مجتہدین معاذ اللہ ضلال اور گمراہ ہو جاتے لہذا انہیں ثابت ہوتا کہ نادانستہ غلطی پر بھی اجماع نہیں ہو سکتا۔ پس اس حدیث سے منکر اجماع کی تکفیر ہرگز نہیں ثابت ہوتی۔ اور دوسری حدیث کا اگر یہ مطلب ہو کہ باوجود سواد عظم کی خطا اجتہادی کو دریافت کرنے اور انکے خلاف قوی استدلال لمجانے کی بھی انہی کا اتباع ضرور ہے ورنہ داخل جہنم ہوگا تو یہ مطلب گذشتہ آیات اور تمام کلام اللہ کی ہدایات کے خلاف ہے جس میں نظر و استدلال اور اتباع یقین کا حکم ہے۔ خدا فرماتا ہے:-

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيِيَ مَنْ حَيَّ	اسے کہ جو شخص ہلاک ہو گیا ہے وہ حجت تمام ہو چکی ہے، اور جو زندہ رہا وہ بھی حجت تمام ہو چکی ہے
---	---

عَلَيْكُمْ (پارہ نمبر ۱- سورہ انفال - ع ۵) اور بیشک اللہ (سب کی سنت) اور سب کچھ جانتا ہے۔

اور جب یہ مطلب حدیث کا نہ ہو سکا تو ص قاعدہ درایت وہی مطلب ہوگا جو آیات سے مستنبط ہوتا ہے کہ بصورت نہ ملنے دلیل کے سوا عظم کا اتباع کیا جائے اور اس صورت میں بیشک سواء انکے اتباع کی اور کوئی چارہ نہیں اور اس سے اعراض کا لا محالہ و یہ جنہم میں گرنا ہے۔

عرض اجماع کے بارہ میں قرآن و سنت سے کوئی ایسی دلیل نہیں مل سکتی جو اسے قطعی حجت ثابت کرے۔ اور اسکے انکار کو کفر ٹھہرائے اگرچہ اسمیں شک نہیں کہ سلف صالحین نے خدا انہیں جزائے خیر و احکام ربانی اور فرین رسالت پناہی کی تحقیق و تنقید میں کوئی دقیقہ جو انسانی کوشش اور سعی دریافت کر سکتی ہو باقی نہیں چھوڑا۔ مگر اس ظہوم و جہول کے فطری ضعف سے وہ بزرگوں اہل پاک نہیں تھے اور خداوند کریم نے بجز انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذوات بابرکات کے کسی کو خطا اور سہو سے محفوظ اور معصوم نہیں رکھا۔ پس انکو خطا سے ایسا پاک اور انکی رائی کو ہر بات میں ایسی صائب سمجھنا کہ انسان اختلاف کرتے ہی راندہ درگاہ ایزدی ہو جائیو شان اسلام سے بہت بعید ہو اور بعینہ یہود و نصاریٰ کا اعتقاد ہی جسکی نسبت ارشاد ہے۔

اَتَّخِذُوا اٰجَارَهُمْ وَرَبَّهُانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالسَّيِّئِ اَبْنِ مَرْيَمَ وَمَا مَرْوَا الْاَلِ لِعِزَّةِ الْاَلِ تَا جِلْدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحَانَ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (پارہ نمبر ۱- سورہ توبہ - ع ۵)

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنی عالموں اور شاخوں کو اور شیخ ابن مریم کو خدا بنا کر لیا حالانکہ (ہماری ہمت) انکو ہی حکم دیا گیا تھا کہ ایک ہی خدا کی عبادت کرتے رہنا اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

وہ لوگ اپنے مقتداؤں میں سے حضرت مسیح علیہ السلام کو تو بیشک خدا جانتے ہیں مگر دیگر مشیواؤں کو خدا نہیں مانتے صرف انکی نسبت خطا سے پاک ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں اور انکے ہر حکم کو کالوھی سمجھتے ہیں اور یہی اعتقاد کھو کے سبب خدا نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی اجارا اور رہبان کو خدا مانا ہوا ہے۔

ترمذی میں حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے :-

اِنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ لِعَنِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقْرَءُ اَتَّخِذُوا اٰجَارَهُمْ وَرَبَّهُانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ اَنھُمْ لَمْ یُکُوْنُوْا

وہ کہتے ہیں میں نے سنا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے یہ آیت پڑھ کر کہ ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنی عالموں اور شاخوں کو خدا بنا کر لیا ہے۔ فرمایا کہ وہ لوگ

یعبد وہم ولکنہم کاوا اذا احلوا لہم شیئاً استحلوا واذا حرموا علیہم شیئاً حرموہ	انکی عبادت نہیں کرتے تھی بلکہ یہ بات تھی کہ اگر وہ اُنکے لئے کوئی چیز حلال کرتے تو وہ اُسے حلال سمجھتے اور اگر حرام کہتے تو حرام سمجھتے۔
---	--

پس سلف کی رائے کو تفسیر میں ہو یا دیگر احکام میں قطعی ماننے اور منکر کو کافر کہنے میں اور یہود و نصاریٰ کے اس خیال میں وہی لوگ جواب دیں کہ کیا فرق ہے۔

مگر خدا کا احسان ہو کہ جس قدر تشدد اس بارہ میں زمانہ حال میں برتا جاتا ہے گذشتہ زمانے میں ایسا نہیں تھا اور مختلف مسائل میں ایک ایک دود و علماء کا جمہوری اختلاف کرنا بکثرت مروی ہے مثلاً قیام عرفات حج میں سب کے نزدیک فرض ہے۔ مگر حضرت حسنؑ بصری مطلق حرم میں قیام کر نیکی کافی سمجھتے ہیں۔ زن غیر مغلہ کے لئے وفات کی عدت برخلاف جمہور حضرت ابن عباسؓ ضروری نہیں سمجھتے۔ وفات کی عدت چار مہینہ دس دن کے بعد گو حیض نہ آئے سب کے نزدیک پوری ہو جاتی ہے لیکن حضرت امام مالکؒ کے نزدیک حیض آنا ضروری ہے اور ان سب سے بڑھ کر حضرت ابن عباسؓ کا عول کے بارے میں اختلاف ہے۔ جبکہ بیہقیؒ نے روایت کیا ہے اور تمام فقیہ اور اصولی نقل کرتے ہیں اور ہمیں یہ سب مانتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا اور کسی نے اس سے انکار نہیں کیا۔ مگر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے اختلاف کیا حالانکہ یہ اجماع انکی تصریح کے مطابق وہی اجماع ہے جبکہ مؤیدین باستثنائے امام شافعیؒ قطعی اور اُنکے منکر کو کافر نہیں تو ضلال اور گمراہ ضرور کہتے ہیں۔ پس ان بزرگواروں کا باوجود اس انکار کے اجلہ علمائے ملت اور ائمہ فقہائے امت میں داخل رہنا اور خدا نخواستہ ضلالت اور گمراہی کا ہٹ نہ بننا ثابت کرتا ہے کہ ایسا اختلاف جو عباد اور نفسانیت سے نہ ہو بلکہ دلیل کی بنا پر ہو۔ اس میں گو اختلاف کرنے والا غلطی کرے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس رائے کی نسبت آج تک تمام علماء کا خیال ہے مگر وہ نہ کافر سمجھا جاتا ہے اور نہ گمراہ بلکہ حسب قاعدہ اجتہاد باوجود خطا کے ثواب کا مستحق رہتا ہے۔

ایمان بالقیامۃ والملائکہ

چونکہ تحقیق مطالب قرآنی اور تسلیم احادیث رسالت پناہی کے بارہ میں حتی الوسع فکر و تامل

کیا جا چکا ہے اور ان دونوں مذکورہ عنوان امور پر جس طرح ایمان لانا ضرور ہے وہ قرآن و حدیث میں مستنبط ہو سکتا ہے اس لئے ان کے بارے میں جو اختلاف ہو اس کے کفر یا ایمان ہونیکا فیصلہ بھی گذشتہ تحقیق سے ہو سکتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص قیامت کے آنے سے منکر ہے یا ملائکہ کو موجود نہیں مانتا اور ان دونوں کے تعلق جبر و آیات اور احادیث میں آئو غلط کہتا ہے تو بیشک حسب تصحیح آیات قرآنی کافر ہو لیکن اگر وہ حشر جسمانی کا قائل نہیں اور صرف روحانی جزا و سزا کا اعتقاد رکھتا ہے یا ملائکہ کو اجسام قائم بالذات اور جدا گانہ مخلوق نہیں مانتا۔ بلکہ اس لفظ سے ملکہ نبوت اور دیگر قوائے مدبرہ مراد لیتا ہے تو اسے ان دونوں کے وجود سے انکار نہیں بلکہ اس مطلب سے انکار ہی جو دیگر اہل اسلام لفظ قیامت اور ملائکہ سے لیتے ہیں اس سے قیامت اور ملائکہ کا منکر اور اسوہ سے کافر نہیں کہہ سکتے البتہ اس صورت میں جن آیات سے حشر اجساد یا ملائکہ کا جدا گانہ مخلوق ہونا ثابت ہوتا ہے اگر وہ ان آیات کو غلط کہتا ہے تو کلام الہی سے انکار کرنیکی وجہ سے کافر ہوگا اور اگر انکی تفسیر کو جو دیگر اہل اسلام کرتے ہیں غلط کہتا ہے اور اپنی نزدیک ان سے اور مطلب نکالتا ہے تو گو اسکا مطلب غلط ہو لیکن حسب تحقیق ملائکہ کافر نہ ہوگا۔ اور علیٰ ہذا اگر ان احادیث کو جو اس مطلب کے متعلق وارد ہیں کلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مان کر غلط کہتا ہے تو جناب رسالت پناہی کو صادق نہ جاننے سے کافر ہوگا۔ اور اگر ان کے ارشاد رسول ہونیکا یقین نہیں رکھتا اور طغی الثبوت ہونیکی وجہ سے انکار کرتا ہے تو مورد کفر نہ ہوگا۔

ایمان و کفر کی تحقیق و تحدید کے بارے میں جس قدر کوشش ہو سکتی تھی لکھی اور اس تعریف سے جو ایمان و کفر کے لائق قرار پائی علاوہ ان مسائل اختلافیہ کے جنکا ذکر ضمناً آچکا دیگر تمام مسائل اختلافیہ میں جن سے ایمان و کفر کا تعلق ہو۔ فیصلہ ہو سکتا ہے۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہے اس حقیقت میں وہ اسکا مستوجب نہ ہو تو کہنے والا کافر ہوتا ہے اور اسکے ثبوت میں دو تین حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً صمیم بخاری میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرحق رجل بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا استدل عليه ان له يكن صاجدا كذلك	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں الزام دیتا کوئی شخص کسی کو فسق کا اور نہیں الزام دیتا کسی کو کفر کا مگر وہ ایسی برکومت ہو اگر وہ شخص صبر الزام لگایا گیا ہو ایسا نہ ہو۔
---	--

لیکن گذشتہ تحقیق سے جو آیات قرآنی اور احادیث رسالت پناہی سے کی گئی معلوم ہوتا ہے کہ صرف پانچ چیزیں ہیں جن میں سے کسی کو نہ ماننے سے آدمی کافر ہوتا ہے اور ان کثیر العدد آیات اور احادیث کے مقابل میں ایسی اجزاء احاد سے کفر و ایمان کی تعریف میں جہاں نص قطعی کی ضرورت ہو کوئی اور قید ایذا نہیں کجا سکتی۔ پس ان احکام قطعہ کو پیش نظر رکھ کر اس حدیث کو تطبیق دینی کیواسطے ہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر کافر کہنے والے کے نزدیک کوئی وجہ تکفیر نہیں تو اس صورت میں کافر اور ناقابل نجات کہا بیشک کفر ہے کیونکہ اب ایسا کہنا اسکے ایمان کو کفر ٹھیکرانا ہے اور یہ وہی کر سکتا ہے جو خود کافر ہو لیکن جو شخص ایمانیات پر ایمان رکھتا ہو اور کسی مسئلہ میں اپنے مخالف کو کسی وجہ سے کافر کہتا ہے تو گو کفر کی وہ وجہ غلط ہو اور اس اجتہاد میں وہ خطا کرے لیکن چونکہ ایمان کی تعریف اس پر صادق آتی ہے اس لئے کافر نہ ہوگا۔ خصوصاً جبکہ وہ اپنے مخالف کو کافر اسی لئے کہتا ہو کہ اسکے نزدیک وہ خدا و رسول کا دشمن ہے تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ خدا و رسول کی دشمنی کو بڑا جاننے والا خود خدا و رسول کا دشمن اور کافر ہے اور اسی طرح جو مسلمان دیگر مذہب والوں کو صرف خدا پر ایمان لانے سے قابل نجات ٹھیکرے اور رسول و کتاب پر ایمان لانا انکے لئے ضروری نہ سمجھیں وہ بھی جب تک خود ان سب ضروریات پر ایمان رکھتے اور انکو ماننے میں کافر نہ ہونگے کیونکہ وہ دیگر موصدین کی نسبت ایسا اعتقاد خود و فرمان خدا و رسول کے مطابق سمجھتے ہیں پس گو اس استدلال میں غلطی کریں لیکن چونکہ خدا و رسول ہی کے خوف سے وہ ان لوگوں کو برا نہیں کہتے اس لئے خدا و رسول کے منکر نہیں کہے جاسکتے اور ایمان کی حدیں داخل ہوتی ہیں۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و باطناً و علاناً و بالصلوة والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وجمعہم اللہم آمین۔



تقریظ جناب مولانا شبلی حنا مرحوم نعمانی

ناظم علوم و فنون ریاست حیدرآباد و سکریٹری انجمن ترقی اُردو
میں نے مولوی محمود علی صاحب پروفیسر کوپٹلہ رندھیر کالج کارسالہ الایمان غور سے دیکھا
میں اعتراف کرتا ہوں کہ غائت دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ نہایت معتدل طریقہ اختیار
کیا گیا ہے اور موجودہ زمانہ میں ہر حیثیت سے مفید اور سودمند ہے۔ اس رسالہ نے اردو زبان میں
ایک مفید اضافہ کیا ہے۔

شبلی نعمانی ناظم علوم و فنون ریاست حیدرآباد و سکریٹری انجمن ترقی اُردو

۱۶ جون ۱۹۳۷ء

Checked
1987

۳۰۲۹۱۳	داخلہ نمبر
الف ۲۵	فن نمبر
	کتاب نمبر

۶۲۷